وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

دربارِ رسولؐ کے فیصلے

یعنی

نزاعات و خصومات کے وہ فیصلے جو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صادر فرمائے

مترجمہ

ابو العرفان حکیم محمد عبد الرشید نقشبندی

(افسر الاطباء - بہاولپور)

اقبال اکیڈیمی

سرکلر روڈ - بیرون موچی دروازہ - لاہور

قیمت مجلد پارچہ چار روپے آٹھ آنہ ـــــــــ قیمت مجلد کاغذ تین روپے آٹھ آنہ

292432
2374
18884

DATA ENTERED

طبع دوم ——————— ایک ہزار

یہ کتاب دین محمدی پریس لاہور میں باہتمام ملک محمد عارف پرنٹر طبع ہوئی۔ اور
دفتر اقبال اکیڈمی۔ بیرون موچی دروازہ لاہور سے سید محمد شاہ نے شائع کی۔

Marfat.com

DATA ENTERED

فہرست مضامین

مضمون	نمبر صفحہ
دیباچہ مصنف	۹
مقدمات قتل	۱۱
رسول اللہ کا کفار حرب کے بارہ میں فیصلہ	۱۵
قاتل کو کس طرح حضور میں لایا جاتا اور قتل کا اقبال کرایا جاتا	۱۶
پتھر سے ہلاک کرنے والے کے بارہ میں فیصلہ	۱۹
عورت کو مار کر اسکے پیٹ کا بچہ گرا دینے والے کے بارہ میں فیصلہ	۲۰
مقتول کے بارہ میں جس کا قاتل معلوم نہ ہو	۲۱
باپ کی بیوی سے نکاح کرنے والے کا فیصلہ	۲۴
دو پتھروں کے درمیان سر کچلا پایا گیا	۲۵
زخم کا بدلا لیا جائے اور کب لیا جائے جب زخم اچھا ہو جائے	۲۵
دانت کے بارہ میں فیصلہ جس میں قصاص لازم نہیں	۲۶
شادی شدہ زانی کے بارہ میں فیصلہ	۲۷
یہود پر زنا میں رجم کا حکم	۲۹
صلح حرام کے فسخ کرنے اور کنوارے زانی اور بیمار زانی پر حد قائم کرنے کے بارہ میں حکم	۳۰
تہمت زنا اور شراب کی حد کے بارہ میں حکم	۳۲
چور کے متعلق فیصلہ جس نے کئی مرتبہ چوری کی	۳۵
اس شخص کے بارہ میں فیصلہ جس نے حضور کو گالی دی	۳۸
کتاب الجہاد	۴۰
جاسوس کے بارہ میں حکم	۴۲
قیدیوں کے بارہ میں حکم	۴۵
بنی قریظہ اور بنی نضیر کے بارہ میں حکم	۴۹
فتح مکہ کے وقت امن دینے کے متعلق	۵۵
نماز قصر کرنے کا حکم	۵۹
سرداران یہود کا حشر	۵۹
جنگ احزاب اور بنی غطفان	۶۰
کفار کے ساتھ صلح کرنے کا مسئلہ	۶۲
مال غنیمت کے حصوں کے متعلق	۶۳
اہل بدر کی تعداد	۶۴
مال غنیمت کی تقسیم	۶۴
غائب کا حصہ	۶۵
انفال کا ذکر	۶۷
قاتل کے لئے مقتول کا اسباب واجب نہیں	۶۹
مسلمانوں کے اموال کے بارہ میں جو مشرکوں کے ہاتھ آگیا	۷۰
اس مدبر کے بارہ میں حکم جو کسی معاہد یا حربی نے چھین لیا	۷۱
اس مال غنیمت کے متعلق جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا	۷۳
بعض ضعیف الایمان لوگوں کو آپ کی تقسیم غنائم پر اعتراض	۷۵
مشرکین کی امانتیں	۷۶
بنی نضیر کے اموال اور خیبر کی تقسیم کے متعلق	۷۷
خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم	[illegible]
قاصد کے بارہ میں حکم کہ اس کو قتل نہ کیا جائے اور کافروں کے عہد کو پورا کیا جائے	۷۹
امان کے بارہ میں اور عورت کی امان کے متعلق حکم	۸۱
ایک معجزہ	۸۳
اجر و برکت کی ایک مثال	۸۳
جزیہ کا حکم	۸۴
کتاب النکاح	۸۷
اس شوہر دیدہ عورت کے بارہ میں جس کا نکاح اس کے باپ نے اس کی رضامندی کے بغیر کر دیا	۸۷
نکاح مفوضہ کا حکم جبکہ شوہر دخول سے پہلے مر جائے	۸۹
اس شخص کے متعلق حکم جس نے نکاح کیا پھر معلوم ہوا کہ وہ حاملہ ہے	۹۰
عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے	۹۲
شوہر اور بیوی میں کام کی تقسیم	۹۳
مہر کے بارہ میں حکم	۹۴
حضرت علیؓ کو ایک حکم	۹۶
آتش پرست کا اسلام لانا	۹۶
متعہ کے بارہ میں حکم	۹۷
ام المومنین حضرت میمونہؓ کے نکاح کا واقعہ	۹۸
بیویوں کی باریوں کے متعلق تقسیم	۹۹
رضاع کے بارہ میں ایک عورت کی شہادت	۱۰۰
کتاب الطلاق	۱۰۲
حائضہ کی طلاق کے بارہ میں	۱۰۲
قرء سے مراد حیض ہے یا طہر؟	۱۰۳
خلع کے بارہ میں حکم	۱۰۵

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
کنیز کے بارہ میں حکم جو شوہر کے نکاح میں آزاد کی گئی	۱۰۶
اس عورت کے بارہ میں حکم جو اپنے شوہر کے خلاف پر نساد عدالت میں پیش کرے اور شوہر انکار کرے	۱۰۷
تخییر کے معاملہ کی تصریح	۱۰۸
ملکِ یمین کو اپنے اوپر حرام کرنے والے کے بارہ میں	۱۰۹
تین سے کم طلاقیں	۱۱۲
ماں بچہ کی زیادہ حقدار ہے اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہے	۱۱۳
اظہار کے بارہ میں حکم	۱۱۴
لعان کی تصریح	۱۱۵
کتاب البیوع	۱۱۶
بیع سلم ربا اور پیوند کئے ہوئے نخل کی بیع	۱۱۹
سوداگروں کو پہلے جا ملنے اور زیادہ دودھ دکھلانے کی غرض سے جانور کو کئی دن تک نہ دوہنے کے بارہ میں	۱۲۲
مفلس قرار دیئے جانے والے اور ناداروں میں کوئی چیز خریدنے کے بارہ میں	۱۲۳
مشتری کے افلاس کا حکم	۱۲۴
سرقہ کا مال	۱۲۴
پیداوار کی آفات کے بارہ میں	۱۲۵
جس کو خرید و فروخت میں دھوکہ دیا جا سکے	۱۲۷
بیع اور شرط کے بارہ میں	۱۲۹
کتاب الاقضیہ	۱۳۳
شہادت کے مسائل	۱۳۳
حلف اٹھانے والے کے بارہ میں	۱۳۶
بے آباد اراضی کو آباد کرنا	۱۳۷
شفعہ کے بارہ میں	۱۴۱
تقسیم اور بٹائی کی کاشتکاری	۱۴۲
مساقاۃ، اصلح، سہل گیری وغیرہ کے بارہ	۱۴۴
کتاب الوصایا	۱۴۹
وصیت اور اس کی تعداد	۱۴۹
اوقاف	۱۵۰
صدقہ، ہبہ اور ان کا ثواب	۱۵۲
عمریٰ	۱۵۶
مشتبہات میں حکم	۱۵۹
قطع ذرائع	۱۶۰
غلاموں کو آزاد کرنا	۱۶۲
اس مملوک کے آزاد کرنے کے بارہ میں جس کی صورت بگاڑ دی جائے	۱۶۶

مضمون	نمبر صفحہ
پڑی چیز کے پالنے کے بارہ میں	۱۶۷
اس شخص کے بارہ میں حکم جو کہے کہ میرا باغ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے	۱۶۹
ودائع اور امانات کے بارہ میں	۱۷۰
مانگی ہوئی چیز کے بارہ میں جو غائب کی جا سکتی ہے	۱۷۱
عاریت کے مضمون ہونے کے دلائل اور ان کا رد	۱۷۴
وراثت کے مالوں میں حکم	۱۷۵
اسلام میں تقسیم وراثت کا پہلا واقعہ	۱۷۶
بہن کا حصہ	۱۷۷
دادیوں نانیوں کا حصہ	۱۷۷
حقیقی اور علاتی بھائی بہنیں	۱۷۸
ماموں کا ورثہ	۱۷۸
عورت کی وراثت	۱۷۹
حرامی بچہ کے بارہ میں	۱۷۹
قیافہ شناسوں کے متعلق	۱۸۰
ذوی الارحام کی میراث کے بارہ میں	۱۸۳
قاتل کو میراث سے محروم کرنے کے بارہ میں	۱۸۳
مسلمان کی وصیت جس پر نصرانی شاہد ہو	۱۸۴
بدچلن عورت کے بارہ میں	۱۸۶
کتوں کے بارہ میں حکم	۱۸۷
پانی سے ملحقہ زمین کے بارہ میں	۱۸۸
سپرد کی ہوئی چیز پر جو نفع کمایا جائے وہ مال والے کا حق ہے	۱۸۸
رسول اللہؐ کا حکم مختلف امور میں	۱۸۹
کسی کے گھر میں نظر کرنا	۱۸۹
باپ کی جلاوطنی اور واپسی	۱۸۹
ہدیہ کی واپسی	۱۹۰
آگ کے سامنے جاندار کو ہلاک کرنے کی نہی	۱۹۰
شہر طائف کا محاصرہ	۱۹۲
رحم و کرم کی اعلیٰ مثال	۱۹۳
رسول اللہ کے اوامر و نواہی	۱۹۴
حضورؐ کا نسب مبارک	۱۹۶
وجۂ تالیف	۱۹۹

Marfat.com

دیباچہ

حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جن مقدس حیثیتوں میں تشریف لائے اُن میں سے آپ کی ایک ایک حیثیت "قاضی بالحق" کی بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے اشخاص آپ کی خدمت والا میں اپنے معاملات و مقدمات فیصلہ کے لئے پیش فرماتے تھے اور حضور اُن کا فیصلہ حکم الٰہی کے مطابق فرما دیتے تھے۔ یہ فیصلے ہم تمام مسلمانوں کے لئے بلکہ ایک طرح سے تمام انسانوں کیلئے فصل خصومات اور فیصلہ مقدمات کیلئے شرعی امثال اور قانونی نظیریں ہیں، حضرات محدثین کرام نے اپنے اپنے مجموعوں میں متفرق طور سے ان کو روایت کیا ہے اور بعض علمائے متاخرین نے اُن کو علیحدہ رسالوں کی صورت میں جمع کر دیا ہے تاکہ ضرورتمندوں کو آسانی ہو۔

اس قسم کی دو کتابیں ہمکو معلوم ہیں اُن میں سے ایک امام ظہیر الدین مرغینانی حنفی المتوفی ۶۰۵ھ کی اقضیۃ الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور دوسری عبد اللہ محمد بن فرج المالکی القرطبی کی کتاب اسی نام کی ہے جو مصر میں آج کل چھپ گئی ہے پیش نظر اردو رسالہ اسی دوسری کتاب کا ترجمہ ہے جس کو جناب حکیم عبد الرشید صاحب نے بڑی محنت سے عربی سے اُردو میں منتقل کیا ہے۔

یہ رسالہ اس لحاظ سے مسلمانوں کیلئے مفید ہوگا کہ اس کو سامنے رکھ کر اُن کو اپنی اصلاح و تزکیہ اور نزاعات کے فیصلہ کا موقع ملے گا اور اسلامی عدالتوں کے سامنے خالص قانونِ اسلام کی نظیر پیش ہوگی جس سے اُن کو عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کا موقع ہاتھ آئے گا۔

(سید) سلیمان ندوی

عباس منزل، ۷ صفر ۱۳۵۸ھ بہاول پور

Marfat.com

عرضِ حال

چند سال ہوئے حسن اتفاق سے اس ناچیز کو بیت الحرام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ کتب بینی کا پرانا شوق ہے۔ ایک دن باب السلام کے باہر ایک کتب فروش سے مجھے ایک کتاب دستیاب ہوئی جس کا نام "اَقضِیَۃُ الرَّسُول" ہے اس کتاب میں مصنّف نے آنحضرتؐ کے قریب قریب وہ تمام فیصلہ جات درج کر دیئے ہیں جو آپ نے اپنے زمانۂ حیات میں صادر فرمائے تھے۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو مجھے بے حد مسرت ہوئی کیونکہ دیر سے یہ آرزو تھی کہ کوئی ایسی کتاب ملے جس سے معلوم ہو کہ حضورؐ نے ان مقدمات و خصومات کے کیا فیصلے صادر فرمائے تھے جو وقتاً فوقتاً آپ کے سامنے پیش ہوتے رہے۔ کیونکہ ہم مسلمانوں کے لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے ہر شخص اور ہر ادارہ کے فیصلہ سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اور کسی مسلمان کو اُن کی خلاف ورزی یا اُن سے روگردانی کا حق حاصل نہیں کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ — یعنی جو چیز تمہیں رسول (ہاشمی) سے ملے

وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج — اُسے لے لو اور جس سے وہ روکیں اُس سے رُک جاؤ۔ (حشر: ۷)

نیز فرمایا:۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ — کسی مومن مرد یا عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو پھر بھی اُنکو اپنے معاملات میں کوئی اختیار باقی رہے۔

یہ کتاب چونکہ عربی زبان میں ہے اور ہمارے ملک و وطن کے عام لوگ عربی زبان سے عموماً ناآشنا ہیں اس لیے ہر ایک مسلمان اس سے کما ینبغی استفادہ نہیں کر سکتا۔ بامر مجبوری بہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اصل کتاب کا ترجمہ سلیس اردو میں کیا جائے تاکہ ہر ایک اردو دان سے فائدہ اُٹھا سکے چنانچہ موجودہ ترجمہ میری اسی خواہش کا نتیجہ ہے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس بندۂ عاجز کی دلی تمناؤں کو بارآور ہونے کا موقع دیا۔

یہ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے اس سے قبل ایک ایڈیشن ۳۲ء میں طبع ہوا تھا۔ خدا کے فضل وکرم سے وہ تمام تر اہل شوق کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے۔ ملک بھر کے اچھے رسائل مثلاً رسالہ ترجمان القرآن مرتبہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور دیگر علمی رسائل نے اس پر نہایت حوصلہ افزا ریویو لکھے تھے۔ کتاب ختم ہو چکی تھی اور اب ملک کے ہر گوشے سے اس کی طلب ہو رہی تھی۔ اس گرانی اور کاغذ کی کمیابی بلکہ نایابی کے زمانہ میں اتنی ضخیم کتاب کا چھپنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر جس خدائے قدوس

Marfat.com

نے دل میں یہ بات ڈالی تھی اُسی نے اس مشکل کو بھی آسان کر دیا اور میرے دوست سید محمد شاہ ایم اے پروپرائٹر اقبال اکیڈیمی نے اس گراں قدر کتاب کو اکیڈیمی کی مطبوعات میں شامل کر کے اسے نہایت آب و تاب سے شائع کرنے کا تہیہ کر لیا۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰالِکَ۔

مجھے امید ہے کہ اب یہ کتاب اُردو دان حضرات کے ہاتھوں میں جلد از جلد پہنچ کر انہیں برکات نبوی سے مالا مال کر دے گی۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

ابو العرفان حکیم محمد عبد الرشید
افسر الاطباء۔ بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا حَمِدَ نَفْسَہٗ وَاَضْعَافَ مَا حَمِدَہٗ خَلْقُہٗ حَتّٰی یَفْنیٰ حَمْدُھُمْ وَیَبْقٰی حَمْدُہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَخَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں میں انشاء اللہ تعالٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فیصلہ جات بیان کروں گا جو مجھ تک پہنچے ہیں خواہ یہ فیصلہ جات ان مقدمات سے تعلق ہوں جن کو حضورؐ نے خود طے فرمایا اور خواہ وہ ہوں جن میں فیصلہ دیئے جانے کا حکم دیا ہو۔

اسلامی شریعت کی رُو سے جس شخص کے سپرد لوگوں کے مقدمات طے کرنے کا کام ہو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس حکم کے سوا کوئی فیصلہ دے جو اللہ عزّوجل نے اپنی کتاب میں بیان فرما دیا ہے یا جس کے مطابق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ فرمانا ثابت ہو چکا ہے یا جس پر علماء نے ان تین وجوہ یعنی کتاب اللہ، سنتِ رسولؐ اور اجماعِ صحابہؓ سے کسی ایسی دلیل سے متفق فیصلہ دیا جو ان سے مستنبط ہوتی ہو۔

قاضی کے اوصاف امام مالک، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالٰی کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی حاکم کے لئے لوگوں میں مقدمات کا فیصلہ کرنا جائز نہیں تاوقتیکہ وہ حدیث وفقہ دونوں کا عالم نہ ہو اور اس کی عقل ودانائی اور زہد وتقویٰ مسلّمہ نہ ہو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فرمایا کرتے تھے کہ منصب قضا کا اہل ہونے کے لئے بعض اوصاف کی ضرورت ہے آج میں وہ تمام تر کسی میں نہیں دیکھتا۔ تاہم اگر ان میں سے یہ دو صفات بھی کسی میں موجود ہوں تو میری رائے میں اس کو منصب قضا پر مقرر کیا جا سکتا ہے۔

اول علم ۔ دوم پرہیزگاری۔

عبد الملک بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر علم نہ ہو تو عقل اور پرہیزگاری ہی سہی کیونکہ عقل کی بدولت وہ کسی سے پوچھ ہی لے گا اور اس کے ذریعہ اس کے تمام نیک اوصاف اچھے ہو جائیں گے اور پرہیزگاری کی بدولت وہ بُرے کاموں سے بچے گا اور اگر علم طلب کرے تو اُسے حاصل کر سکتا ہے۔ برخلاف اس کے اگر عقل نہ رکھتا ہو تو باوجود طلب کے اُسے پا نہیں سکتا۔

۲۱۔ رجب ۱۲۶۶ھ عبداللہ محمد بن فرج المالکی القرطبی

مقدمات قتل

اب میں اس سلسلہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ان فیصلہ جات سے آغاز کرتا ہوں جو آپؐ نے جرائم قتل کے متعلق فرمائے ہیں۔ اس لئے کہ حدیث صحیح میں آیا ہے جس کو مسلم وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ قیامت کے روز لوگوں میں سب سے پہلے خصوماتِ قتل کے متعلق فیصلہ فرمائے گا اور بندہ کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کو دیکھے گا۔

شرک باللہ کے بعد قتلِ نفس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک دنیا کا اپنی تمام موجودات سمیت تباہ ہوجانا اتنا سنگین نہیں جتنا ایک مسلمان آدمی کا قتل ہوجانا۔ اس کو ابن احمرؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور مسند بقی[1] اور بزاز میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بالفرض اہل آسمان وزمین سب کے سب ایک مسلمان کے قتل پر متفق ہوجائیں تو اللہ تعالےٰ ضرور ان سب کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ ایک دوسری جگہ پر ارشاد ہوا کہ جو شخص مسلمان کے قتل میں نصف لفظ سے بھی مدد دے وہ قیامت کے روز یوں پیش ہوگا کہ اس کے ماتھے پر لکھا ہوگا "یہ خدا کی رحمت سے ناامید ہے"۔ اور بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنے دین کی رو سے بالکل آزاد ہے جب تک کسی خونِ ناحق کا مرتکب نہ ہو ایک دوسرے مقام پہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے ایسی حالت میں ملے کہ اس

[1] بقی بروزن تقی اندلس کے ایک حافظ حدیث کا نام ہے ۱۲

Marfat.com

کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بنایا اور کسی مسلمان کے خون پر جرأت نہیں کی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو بخش دے اور خطابی میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان جب تک خون ناروا کا مرتکب نہ ہو۔ وہ ہمیشہ نیک و آزاد ہے۔ پھر جب وہ خون ناروا کا مرتکب ہوا تو اس نے اپنی نیکی برباد کر دی اور آزادی کھو دی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملتا ہے کہ اس نے کسی مسلمان کے قتل میں شرکت نہیں کی تو اللہ سے ملتے وقت اسے کوئی ندامت و پشیمانی نہیں اٹھانی پڑتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق عمل؟

اب ہم فیصلہ قتل کے پہلے سبب سے آغاز کرتے ہیں اور وہ قید ہے دربارۂ مجرمین اہل بلاد کا اس باب میں اختلاف ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کسی کو قید کیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے ذکر کیا ہے کہ ان دونوں کا کوئی قید خانہ نہ تھا اور نہ دونوں نے کسی کو قید کیا اور بعض نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں (ایک شخص کو) خون کی تہمت میں قید کیا ہے اس کو عبدالرزاقؒ اور نسائیؒ نے اپنی اپنی کتاب میں اس طرح سے روایت کیا ہے کہ بہز بن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور انکے باپ انکے دادا سے روایت کرتے ہیں اور ابوداؤدؒ نے اپنی کتاب میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں میری قوم کے کچھ لوگوں کو قتل کے الزام میں [illegible] لیا۔ نیز مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کسی الزام میں ان کی ایک ساعت تک قید میں رکھا پھر اس کو چھوڑ دیا اور احکام ابن زیاد میں فقیہ ابوصالح ایوب بن سلیمان سے یوں واقع ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قید کیا جس نے ایک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا تھا تو آپ نے اس پر

---

[1] اسناد کی عبارت یہ ہے عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ جس میں عن جدہ کی ضمیر بہز کی طرف راجع ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بہز نے اپنے باپ حکیم سے اور حکیم نے بہز کے دادا یعنی اپنے باپ سے روایت کی ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ سلسلہ اسناد متصل ہے اسی بنا پر بہز کی روایت صحیحین میں آئی ہے ۱۲

غلام کی آزادی کو مکمل کرنا واجب ٹھہرایا اور حدیث میں کہا ہے کہ یہاں تک کہ اس نے اپنی چند بھیڑ بکریاں فروخت کیں۔

اور ابنِ شعبان کی کتاب میں امام اوزاعیؒ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو دانستہ قتل کر دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایک سو کوڑے لگوائے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا اور غلام کا قصاص نہیں لیا اور اسے حکم دیا کہ ایک غلام آزاد کر دے اور ابنِ شعبان نے اپنی کتاب میں یہ کہا ہے کہ آپ نے کوڑے مارے اور قید کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت عمرؓ کی طرف سے سزائے قید

ابنِ شعبان سے منقول ہے کہ یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایک قید خانہ تھا اور انھوں نے حطیہ کو ہجو کے الزام میں قید کیا تھا اور صبیغ کو اس جرم پر قید کیا کہ اس نے سورۃ الذاریات اور سورۃ المرسلات اور سورۃ النازعات وغیرہ کے متعلق سوال کیا تھا اور لوگوں کو تفقہ کا حکم دیا اور اس کو بار بار پٹوایا اور عراق کی طرف جلاوطن کر دیا۔ بعض نے کہا بصرہ کی طرف اور لکھ بھیجا کہ کوئی اس کے پاس نہ بیٹھے۔ محدث فرماتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس آتا تو خواہ ہم ایک سو آدمی بھی ہوتے منتشر ہو جاتے پھر ابو موسیٰؓ نے حضرت عمرؓ کی طرف لکھا کہ اس نے اب توبہ کر لی ہے اس پر حضرت عمرؓ کے حکم سے لوگوں کے ساتھ اس کے ملنے کی بندش توڑ دی گئی۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ کی طرف سے سزائے قید

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ضابی بن حارث کو قید کیا وہ بنی تمیم کے چوروں اور خون ریز لوگوں میں سے تھا یہاں تک کہ وہ قید ہی میں مر گیا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں سزائے قید دی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں قید کی سزائیں دیں اور زیز دارم کے قید خانہ میں محمد بن حنفیہؒ کو قید کیا جبکہ انھوں

Marfat.com

نے ان کی بیعت سے انکار کر دیا اور کتاب الخطابی میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں درج ہے کہ انہوں نے سزائے قید دی اور بانس کا ایک قید خانہ بنایا جس کا نام نافع رکھا چوروں نے اس کو توڑ ڈالا تو مٹی کے ڈھیلوں سے ایک قید خانہ تعمیر کیا اور اس کا نام مخیس رکھا پھر فرمایا:۔

اَلَا تَرَانِیْ کَیِّسًا مُکَیَّسًا	کیا تم مجھ کو دانا و زیرک نہیں دیکھتے
بَنَیْتُ بَعْدَ نَافِعٍ مُخَیَّسًا	میں نے نافع کے بعد مخیس کو تعمیر کیا ہے
حِصْنًا حَصِیْنًا وَّاَمِیْرًا کَیِّسًا	جو ایک مضبوط قلعہ ہے اور امیر بھی دانا ہے

کتاب وسنت سے سزائے قید کا ثبوت

مصنف ابوداؤد میں بطریق نضر بن شمیل مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہیں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اپنے ایک قرضدار کو لایا تو آپ نے مجھ سے فرمایا اس کے ساتھ ساتھ لگے رہو[1] پھر فرمایا۔ اے بنی تمیم کے بھائی! تُو اپنے قیدی کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہے۔

بعض علماء نے جو قید کو مشروع سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کیا ہے کہ فَاَمْسِکُوْھُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰھُنَّ الْمَوْتُ یعنی پس ان (زنا کا ارتکاب کرنے والی) عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کر دے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے جو آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا تھا جس نے دوسرے آدمی کو پکڑ رکھا تھا یہاں تک کہ اس کو قتل کر ڈالا کہ قتل کرو قتل کرنے والے کو اور قید کرو قید کرنے والے کو اور ابوعبید نے کہا آپ کے اس قول سے کہ قید کرو قید کرنے والے کو یہ مراد ہے کہ قید کرو اس شخص کو جس نے مقتول کو قتل کے ارادے سے قید کیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا اور اسی طرح عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے ذکر کیا ہے کہ وہ قید کرنے والے کو قید خانہ میں مقید کر دیتے تھے یہاں تک کہ وہ مر جاتا۔

[1] گویا ساتھ ساتھ لگے رہنا بھی ایک قسم کی قید ہے ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفارِ حرب کے بارہ میں فیصلہ فرمانا

عرنیین کا عبرت انگیز واقعہ بخاری اور مسلم میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عکل یا بنی عرینہ کے کچھ لوگ آئے۔ یہ لوگ لاغری سے مرے جا رہے تھے اور وہ اسلام لائے اور مدینہ کی آب و ہوا کو ناساز پایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ زکوٰۃ کے اونٹوں میں جائیں اور اُن کے بول (بطور دوائی) اور دودھ پئیں۔ تو انہوں نے اس پر عمل کیا اور تندرست اور موٹے ہو گئے۔ پھر وہ مرتد ہو گئے اور چرواہے کو قتل کر ڈالا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے پس آپ نے ان کے تعاقب میں لوگ بھیجے۔ ابھی دن زیادہ نہیں چڑھا تھا کہ وہ پکڑ کر لائے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ اُن کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں[1]۔ پھر اُن کو قید کرنے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

ابو قلابہ نے کہا ہے کہ انہوں نے چوری کی اور قتل کیا اور ایمان کے بعد کفر اختیار کیا اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ جنگ کی اس لئے اس قدر سنگین سزا اُن کو دی گئی۔ سعید بن جبیر نے مصنف عبد الرزاق میں اور محمد بن سیرین نے کتاب ابی عبید میں کہا ہے کہ یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ مائدہ میں آیہ اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الآیۃ[2] کے نازل ہونے سے پہلے ہُوا ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ وہ آٹھ آدمی تھے اور انہوں نے چرواہوں کی آنکھیں

---

[1] یہ سلوک بجزاءً سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُهَا کی بنا پر تھا۔ ان بدبخت لوگوں نے بھی رسول اللہ کے بے گناہ چرواہوں کے ساتھ یہی سلوک کیا تھا۔

[2] پوری آیت یوں ہے اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ سے لڑتے اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملک میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں ان کی سزا تو یہی ہے کہ (ڈھونڈ ڈھونڈ کر) قتل کر دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں اُلٹے سیدھے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو دیس نکالا دیا جائے۔ (المائدہ ع ۵)

پھوڑ دیں یہ انسؓ کا بیان ہے مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ میں نے انسؓ سے پوچھا آنکھیں پھوڑنے کی صورت کیا ہے۔ فرمایا لوہے کی سیخ گرم کی جاتی ہے۔ پھر اس کی دونوں آنکھوں کے قریب اس طرح لائی جاتی ہے کہ وہ پانی بن کر بہہ جاتی ہیں۔

قاتل کو کس طرح حاکم کے حضور میں لایا جاتا اور وہ اس سے کس طرح قتل کا اقبال کراتا

مسلم میں سماک بن حرب سے روایت ہے کہ علقمہ بن وائل نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد ذکر کرتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا جو دوسرے شخص کو رسّے سے کھینچتا ہوا لا رہا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے قتل کا ارتکاب کیا ہے؟ ابھی ملزم نے جواب نہ دیا تھا کہ حضورؐ نے مدعی سے کہا کہ اگر اس نے اعتراف نہ کیا تو تم کو اس پر شہادت قائم کرنی ہوگی۔ مگر قاتل نے عرض کر دیا کہ ہاں میں نے قتل کیا ہے۔ فرمایا کس طرح قتل کیا؟ عرض کیا "میں اور وہ ایک درخت سے لکڑیاں کاٹ رہے تھے اس نے مجھ کو گالی دی تو مجھے غصہ آگیا۔ میں نے اس کے سر پر کلہاڑی ماری بس میرے ہاتھوں سے اس کی موت واقع ہوئی"۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے جو تو اپنی جان کے عوض اسے ادا کر دے؟ اس نے کہا میرے پاس اس کمبل اور کلہاڑی کے سوا کوئی مال نہیں۔ فرمایا کیا تیری نزاسے ہیں تیری قوم تجھے (مال دے کر) چھڑا لے گی؟ اس نے کہا میں اپنی قوم کی نظر میں اس سے زیادہ کم وقعت ہوں تو آپ نے اس کی رسی اس کی طرف پھینک دی اور فرمایا تم جانو تمہارا ساتھی۔ تو وہ شخص اس کو لے چلا جب انہوں نے پیٹھ موڑی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اس نے اس کو قتل کر دیا تو وہ بھی اسی کی طرح قتل کا مرتکب ٹھہرایا جائے گا"۔ یہ بات اس شخص کو پہنچ گئی تو وہ واپس آیا۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں نے اس کو قتل کر دیا

Marfat.com

تو ہیں بھی اس کی مانند قتل کا مرتکب ٹھہروں گا حالانکہ میں نے تو آپ ہی کے حکم سے اس کو پکڑا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیری یہ خواہش نہیں ہے کہ یہ شخص اپنے اور اپنے حریف کے گناہ اپنے سر لے۔ اس نے کہا یا نبی اللہ کیوں نہیں؟ اس پر آپ نے کہا کہ پھر اسی طرح ہوگا (یعنی اگر اس کو تو نے قتل نہ کیا) تو اس کے سر پر اس کے اپنے اور اپنے حریف کے گناہوں کا بوجھ ہوگا۔ یہ سُن کر اس نے وہ رسی پھینک دی جس سے اُسے باندھا ہوا تھا اور اُسے چھوڑ دیا۔ ایک اور حدیث میں یہ قصہ اسی طرح مذکور ہے۔ مگر اس میں اتنا اختلاف ہے کہ جب وہ شخص اس کو واپس لے چلا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے پس ایک آدمی اس شخص کے پاس آیا اور اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول سے مطلع کیا تو اس نے اس کو چھوڑ دیا۔

اسماعیل بن سالم نے کہا کہ میں نے حبیب بن ابی ثابت سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے ابن اشرع نے حدیث بیان کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے معاف کر دینے کو کہا تو اس نے انکار کر دیا اور مسند ابن ابی شیبہ میں وائل بن حجر الحضرمی کی حدیث بیان کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے معاف کر دینے کو کہا تو اس نے انکار کر دیا اور مسند ابن ابی شیبہ میں وائل بن حجر الحضرمی کی حدیث میں بھی اسی طرح ہے اور اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے ولی کو فرمایا کہ کیا تو اُسے معاف کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا کیا دیت لیتا ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا کیا پھر اس کو قتل کریگا؟ اُس نے کہا ہاں۔ یہ بات آپ نے تین بار دہرائی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اس کو معاف کر دے تو وہ اپنے گناہ کا ذمہ وار ہوگا۔

اسی مسند ابن ابی شیبہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک آدمی قتل کا مرتکب ہوا تو اُسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے مقتول کے ولی کے سپرد کر دیا۔ قاتل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں

Marfat.com

اس کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ آپ نے ولی سے فرمایا اگر یہ سچا ہوا پھر تُو اس کو قتل کر دے تو تُو دوزخ میں جائے گا۔ اس پر مقتول کے ولی نے اُسے چھوڑ دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ اپنی رسّی کو کھینچتا ہوا نکلا تو اس کا نام ذوالنسعہ (رسی والا) پڑ گیا۔ مسند کے سوا (دوسری کتاب) میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ نے عمداً فعل کیا ہے اور دل نے خطاءً۔ یہ واضحہ میں واقع ہوا ہے اور نسائی کی کتاب میں ہے واللہ یا رسولؐ اللہ میں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ولی سے فرمایا اگر اس کا بیان صحیح ہوا اور تُو پھر بھی اس کو قتل کر دے تو تُو دوزخ میں جائے گا اور اس طرح نسائی نے ذکر کیا ہے۔

اسلام میں سب سے پہلا خون جس کا قصاص لیا گیا

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف جاتے ہوئے نخلہ یمانیہ[1] پر گذرے۔ پھر قرن[2] پر۔ پھر ملیح[3] پر۔ پھر لیّہ[4] پھر حرۃ الرعا پر۔ تو آپ نے وہاں مسجد بنائی اور اس میں نماز ادا کی اور عمرو بن شعیب نے مجھ سے بیان کیا کہ اس روز آپ نے حرۃ الرعا میں ایک خون کا قصاص لیا اور وہ اسلام میں پہلا خون ہے جس کا قصاص لیا گیا۔

بنی لیث کے ایک آدمی نے بنی ہذیل کے ایک شخص کو قتل کر دیا تو آپ نے اس کے عوض میں اس کو سزائے موت دی۔ واضحہ میں کہا ہے کہ اس کو قسامت[5] کے ساتھ سزائے موت دی۔ واضحہ اور سیٔر میں ہے کہ محلّم بن جثّامہ نے عامر بن اضبط اشجعی کو قتل کر ڈالا تو اُس کے وارثوں نے قسم کھائی۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیت دینے پر توجہ دلائی تو انہوں نے اس کو قبول کر لیا پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سو اونٹ اس کی دیت میں دلائے۔ محلّم

---

[1] نخلہ یمانیہ ایک رود بار کا نام ہے جو کہ مکہ سے ایک مسافت پر واقع ہے ۱۲ [2] ایک مقام ہے جس سے اہل نجد حج کا احرام باندھتے ہیں ۱۲ [3] کم ریگ زمین ۱۲ [4] ایک سنگلاخ زمین کا نام ۱۲ [5] جب کسی بستی میں کوئی مقتول پایا جائے اور بستی والے اس کے قاتل کے متعلق اپنی لاعلمی ظاہر کریں تو ان میں ایک جماعت کو قسم کھانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس کو قسامت کہتے ہیں ۱۲

Marfat.com

تھوڑی مدت ہی زندہ رہا۔ سیئر میں ہے کہ سات دن سے کم۔ حتیٰ کہ مر گیا۔ پھر دفن کیا گیا تو زمین نے اس کو اگل ڈالا۔ سیئر میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین بار کہا کہ الہٰی! محلم کو نہ بخشیو! پس زمین نے اس کو تین بار اُگل ڈالا۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین اس سے بھی بُرے آدمی کو قبول کر لیتی ہے مگر اللہ چاہتا ہے کہ اس کو تمہارے لئے عبرت بنائے پس لوگوں نے اس کو پہاڑ کی دو وادیوں کے درمیان ڈال دیا اور اس کو درندے کھا گئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کے متعلق فیصلہ فرمانا جس نے کسی کو پتھر سے ہلاک کیا!

بخاری میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل ڈالا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک لونڈی زیور پہنے ہوئے مدینے میں نکلی تو ایک یہودی نے اس کے پتھر دے مارا۔ اس (لڑکی) کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تجھ کو فلاں شخص نے مارا؟ اس نے سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ نہیں پھر دوبارہ پوچھا تو اس نے سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ نہیں۔ پھر تیسری مرتبہ پوچھا تو اس نے سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ ہاں پس یہودی کو پیش کیا گیا اور برابر اس کو پوچھتے رہے یہاں تک کہ اس نے اقرار کر لیا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا سر پتھر کے ساتھ کچلوایا۔ اور مسلم کی کتاب اور عبد الرزاق کی مصنف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارہ میں حکم دیا کہ اس کو سنگسار کیا جائے حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گیا۔

نتائج فقہیہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ قاتل کو اس قسم کی چیز سے قتل کیا جائے جس کے ساتھ اس نے قتل کیا ہے جیسے پتھر یا لاٹھی یا گلا گھونٹنا وغیرہ اس کی مثل اور یہی قول امام مالک رضی اللہ عنہ کا ہے۔ بخلاف قول اہلِ عراق کے جو کہتے ہیں کہ قصاص صرف تلوار سے ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اشارہ جو سمجھ میں آسکے وہ کلام کے برابر ہے۔ تیسرے یہ کہ عورت کے بدلے مرد کو قتل کیا جا سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کے متعلق فیصلہ فرمانا جس نے ایک حاملہ عورت کو مارا تو اس کے پیٹ کا بچہ گر گیا

مؤطا اور بخاری اور مسلم میں امام مالک روایت کرتے ہیں کہ بنی ہذیل کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کے پتھر مارا پھر اس کے پیٹ کا بچہ گر گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارہ میں ایک نفر غلام یا لونڈی (دینے) کا فیصلہ فرمایا اور مسلم کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ان دونوں میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا تو وہ اور اس کے پیٹ کا بچہ دونوں مر گئے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اس کو خیمہ کی چوب سے مارا اور وہ حاملہ تھی اور اس کی سوکن تھی۔ اسے جان سے مار ڈالا۔ پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے عصبوں[1] پر ڈال دی اور پیٹ کے بچے کے لئے غرہ[2] کا حکم فرمایا اور نسائی میں ہے کہ ایک نے دوسری کو خیموں کی چوب سے مارا تو وہ اور اس کے پیٹ کا بچہ مر گئے اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیٹ کے بچے کے لئے غرہ کا حکم دیا۔ نیز فرمایا کہ مقتولہ کے بدلے قاتلہ کو قتل کیا جائے نسائی کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی یہی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس مقتولہ کی جگہ قتل کرا دیا اور غرہ کی قیمت جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا پچاس دینار یا چھ سو درم ہے۔ اس کو قتادہ وغیرہ نے بیان کیا ہے اور مالک بن انس اسی کے قائل ہیں اور مصنف عبدالرزاق میں عکرمہ سے مروی ہے کہ اس ہذلی کا نام جس کی ایک بیوی نے دوسری کو قتل کیا حمل بن مالک بن النابغہ ہے اور قاتلہ کا نام ام عفیف بنت مسروح ہے جو بنی سعد بن ہذیل سے ہے اور مقتولہ ملیکہ بنت عویمر بنی لحیان بن ہذیل سے تھی۔

---

[1] عصبہ میت کا وہ قرابت ہوتا ہے جس کا ترکہ میں سے کوئی معین حصہ نہیں بلکہ ذوی الفروض کے اپنا اپنا حصہ پالینے کے بعد جو مال بچتا ہے وہ اس کو مل جاتا ہے ۱۲ [2] غرہ سے مراد غلام یا لونڈی ہے اور فقہ کی اصطلاح میں غرہ دیت کا بیسواں حصہ ہوتا ہے جس کی مقدار پانسو درم ہے ۱۲۔

اور بخاری کے بیان سے ظاہر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مارنے والی کو قتل نہیں کیا اور وہ اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث سے انہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان کی ایک عورت کے جنین کے بارے میں غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ فرمایا۔ پھر وہ عورت جس کے خلاف یہ فیصلہ فرمایا مر گئی۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ورثہ اس کے بیٹوں اور خاوند کے لئے ہے اور دیت اس کے عُصبوں پر۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اس (مقتول) کے بارے میں جس کا قاتل معلوم نہ ہو قسامت کا حکم فرمانا

مؤطا میں ایک شخص روایت کرتا ہے کہ ان کی قوم کے بڑے بڑے لوگوں نے اس سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن سہیل اور محیصہ کسی تکلیف سے جو ان کو پیش آئی خیبر کی طرف گئے جب محیصہ آیا تو اسے اطلاع دی گئی کہ عبد اللہ بن سہیل قتل کر دیا گیا اور کوئیں کی گہرائی میں یا چشمے میں ڈال دیا گیا تو اس نے یہود کے پاس آ کر کہا واللہ تم نے ہی اس کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا نہیں ہم نے قتل نہیں کیا۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس پہنچا۔ یہ واقعہ ان کو سنایا اور وہ اور اس کا بھائی حویصہ جو اس سے بڑا تھا اور عبد الرحمٰن آگے گئے۔ پس محیصہ نے پیش قدمی کی کہ گفتگو کرے اور یہ وہی محیصہ ہے جو خیبر میں تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بڑے کی بڑائی کو ملحوظ رکھ۔ آپ کی مراد اس سے عمر تھی[1]۔ چنانچہ حویصہ نے گفتگو کی۔ پھر محیصہ نے واقعہ بیان کیا اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود یا تو تمہارے آدمی کی دیت ادا کریں یا اللہ کی طرف سے جنگ کے لئے تیار رہیں[2]۔

---

[1] حویصہ کو کلام کرنے دو۔ کیونکہ وہ بڑا ہے اور یہ حق بہت کا ہے ۱۲ [2] یعنی اگر یہود دیت دینے سے انکار کریں تو ہمارا ان کا معاہدہ فسخ ہو کر جنگ چھڑ جائے گی ۱۲

پھر اس بارہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف لکھا تو انہوں نے جواب تحریر کیا کہ واللہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حویصہ محیصہ اور عبد الرحمٰن سے پوچھا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو اور اپنے عزیز کے خون کے طالب ہو۔ آپ نے بار بار پوچھا تو انہوں نے عرض کیا نہیں۔ کیونکہ قتل ہمارے سامنے نہیں ہوا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس تمہارے لئے یہودی قسم کھائیں گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مسلمان نہیں ہیں ہم کافر لوگوں کی قسموں کو کیونکر قبول کریں۔ آپ نے اس کی دیت اپنے پاس سے ادا فرمادی چنانچہ ان کی طرف سے ایک سو اونٹنی دے دی ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے پچاس آدمی ان کے ایک آدمی کے خلاف قسم کھائیں تو اس کو جکڑ کر تمہارے حوالہ کر دیا جائے گا۔

بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم قاتل پر شہادت پیش کرو گے انہوں عرض کیا ہمارے پاس کوئی شہادت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا وہ قسم کھائیں گے انہوں نے عرض کیا کہ ہم کو یہودیوں کی قسم منظور نہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ناپسند فرمائی کہ اس کا خون رائگاں جائے۔ لہٰذا زکوٰۃ کے اونٹوں سے اس کی دیت ادا فرمائی مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے یہود کو قسم کے لئے کہا تو انہوں نے قسم کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر انصار کو قسم کے لئے کہا تو انہوں نے بھی قسم سے انکار کر دیا پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود پر دیت ڈال دی۔

حویصہ اور محیصہ مقتول کے چچا کے بیٹے تھے اور عبد الرحمٰن اس کا بھائی تھا مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ اسلام میں یہ پہلا واقعہ ہے جس میں قسامت[1] واقع ہوئی۔

پہلا فقہی مسئلہ — اس روایت میں یہ ہے کہ قسامت پر سزائے قتل ہو سکتی ہے جس کی دلیل رسول اللہ

[1] جس مقتول کا قاتل نہ معلوم ہو تو اہل محلہ سے پچاس آدمی قسمیں اٹھا کر محلہ کی بریت کریں تاکہ سزائے قتل سے بچ جائیں اور اس کی دیت تمام اہل محلہ پر لازم ہوگی ۱۲ ۔

18884

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ کیا تم حلف اٹھاتے ہو اور اپنے عزیز کے خون کے حقدار بنتے ہو اور دوسری حدیث کتاب مسلم میں ہے پس اس کو جکڑ کر تمہارے حوالہ کیا جائے گا۔

دوسرا فقہی مسئلہ	پہلے مدعیوں کو قسم کھانے کو کہا۔ بخلاف حقوق[1] کے۔
تیسرا فقہی مسئلہ	صرف قسم کھانے سے انکار کرنے پر فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ جب تک کہ مدعا علیہم پر قسمیں نہ عاید کی جائیں۔
چوتھا فقہی مسئلہ	ذمی لوگ جب کسی حق کے ادا کرنے سے انکار کریں تو ان کے ساتھ جہاد کیا جائے۔
پانچواں فقہی مسئلہ	جو شخص بادشاہ سے دور ہو اس کو پیش نہ کیا جائے بلکہ اس مقام کی طرف حکم لکھ کر بھیجا جائے جہاں وہ موجود ہو۔
چھٹا فقہی مسئلہ	قاضی کا شاہدوں کے بغیر حکم لکھنا جائز ہے۔
ساتواں فقہی مسئلہ	غائب کے خلاف فیصلہ صادر کیا جا سکتا ہے۔ بخلاف قول اہل عراق کے۔
آٹھواں فقہی مسئلہ	قسامت میں صرف ایک آدمی قسم نہیں کھاتا۔
نواں فقہی مسئلہ	ذمیوں پر اسلامی قانون سے فیصلہ کیا جاتا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کے اونٹوں سے اُن لوگوں کا تاوان ادا کر دیا جن کے لئے اللہ نے زکوٰۃ میں حصہ فرمایا ہے۔ کیونکہ آپ کو یقین نہیں ہوا کہ کسی یہودی نے اس کو قتل کیا ہے۔
دسواں فقہی مسئلہ	ہو سکتا ہے کہ کسی کو زکوٰۃ میں سے نصاب سے زیادہ مال دیا جائے۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالےٰ اس میں متفق ہیں کہ پہلے خون کے مدعیوں کو قسم کھانے کا حکم دیا جائے۔ بلکہ امام شافعیؒ کے نزدیک مقتول کے اس قول پر کہ میرا خون فلاں شخص پر ہے قسم کی ضرورت نہیں اور فرمایا جب مدعیوں اور مدعا علیہم میں عداوت ہو جیسے کہ یہودیوں اور مسلمانوں

---

[1] یعنی مالی مقدمات وخصومات میں مدعی کے ذمہ شہادت اور مدعا علیہ کے ذمہ قسم ہوتی ہے ۱۲۔

Marfat.com

ہیں تھی تو قسامت واجب ہے ورنہ نہیں اور ابن لبابہ نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اگر لوگوں کے دعوے کے مطابق ان کے مطالبات پورے کئے جاتے تو لوگ ایک دوسرے کے خون اور مال پر خواہ مخواہ دعوے کرنے لگتے "

اس شخص کے بارہ میں فیصلہ فرمانا جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا

براء نے نسائی اور مسند ابن ابی شیبہ میں کہا ہے کہ میں اپنے ماموں ابو بردہ سے ملا ان کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ انہوں نے کہا مجھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر دیا ہے تاکہ میں اس کو قتل کر دوں بعض دوسری کتابوں میں آیا ہے کہ اس کا سر کاٹ لا اور اس کے مال کو لوٹ لے۔

ابن السکن کی کتاب الصحابہ میں ہے اور اس کو ابن ابی خیثمہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ خالد بن ابی کثیر نے معاویہ بن قرہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد یعنی معاویہ کے دادا کو ایک شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا تھا پس اس کی گردن اڑا دی اور اس کا مال لوٹ لیا یحییٰ ابن معین نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اور ابن السکن کی کتاب اور ابن ابی خیثمہ کی کتاب میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ام ولد ماریہ کے چچا کا بیٹا ماریہ کے ساتھ متہم تھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ بن ابی طالب کو فرمایا کہ جاؤ اگر تم اس کو ماریہ کے پاس پاؤ تو اس کی گردن اڑا دو حضرت علیؓ اس کے پاس آئے تو اس کو ایک تالاب میں پایا جس میں وہ اپنا بدن ٹھنڈا کر رہا تھا حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا اپنا ہاتھ لا پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا ہاتھ اسے پکڑایا اور اسے نکالا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ آلت بریدہ ہے اس کا عضو تناسل نہیں تھا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے ہاتھ روک لیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم

کے پاس آئے عرض کیا یا رسول اللہ وہ آلت بریدہ ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے اس کو ایک نخلستان میں پایا جس سے کھجوریں جمع کر رہا تھا اور اس نے اپنے اوپر ایک کپڑا لپیٹ رکھا تھا پس جب تلوار دیکھی تو کانپ گیا اور کپڑا گر گیا۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ آلت بریدہ ہے +

حضورؐ کا حکم اس مقتول کے بارہ میں
جو دو بستیوں کے درمیان پایا گیا

مسند ابی شیبہ میں ابوسعید سے مروی ہے کہ ایک مقتول دو بستیوں کے درمیان پایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کی درمیانی مسافت کو ناپا گیا اور قریب تر بستی والوں کے ذمہ لگایا

عمر بن عبدالعزیزؒ سے مصنف عبدالرزاق میں نقل کیا گیا ہے کہ ایک مقتول چند لوگوں کے گھروں کے سامنے پایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مدعا علیہم کے ذمہ قسم ہے اگر وہ قسم سے انکار کر دیں تو دیت کا نصف حصہ مدعا علیہم پر پڑے گا اور نصف حصہ باطل ہو جائے گا۔

زخم کا بدلہ لیا جائے اور اس وقت لیا جائے
جب زخم اچھا ہو جائے

مصنف عبدالرزاق میں ابن جریج سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی کے پاؤں کو سینگ کے ساتھ زخمی کر دیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے اس سے بدلہ دلائیے۔ آپ نے فرمایا زخم کے اچھا ہونے تک تم خاموش رہو مگر اس نے اس بات پر اصرار کیا کہ ابھی بدلہ لے دیں تو آنحضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بدلہ لے لیا کچھ عرصہ کے بعد وہ اچھا ہو گیا اور جس نے بدلہ لیا وہ لنگڑا ہو گیا اب اس نے شکایت کی کہ میں لنگڑا ہو گیا ہوں اور میرا حریف اچھا ہو گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ اپنا زخم اچھا ہونے تک بدلہ نہ لے۔ تو نے میرا حکم نہ مانا۔ اللہ نے تجھ کو رد کیا اور تیرے لنگڑے پن کو بیکار کر دیا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس شخص کے بعد جو

Marfat.com

لنگڑا ہو رہا ہے جس کسی کو زخم ہو وہ زخم رساں سے بدلہ نہ لے تاوقتیکہ اس کے حریف کا زخم اچھا نہ ہو جائے پس زخم اس کے مطابق ہوگا جس قدر کہ پہنچا ہے حتیٰ کہ اچھا ہو جائے پس جو عارضہ بطلان حرکت یا لنگڑے پن کی قسم سے ہو اس میں بدلہ نہیں صرف دیت ہے اور جس شخص نے زخم کا قصاص لیا پس جس سے بدلہ لیا گیا ہے اگر اس کو اس سے نقصان شدید پہنچ گیا تو اس کے حریف کے زخم کی دیت سے جو زائد مالی ہوگا وہ اس کا حق ہے۔

عطاء بن ابی رباح نے کہا ہے کہ زخموں کا قصاص ہے امام کو یہ روا نہیں کہ اس کو مارے اور نہ یہ کہ اس کو قید کرے اس کا تو قصاص ہی لینا چاہیئے تمہارا پروردگار بھول نے والا نہیں اگر وہ چاہتا تو مارنے اور قید کرنیکا حکم دیتا۔ امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے اور اس کی جرأت پر کوئی سزا نہ دی جائے

دانت کے بارہ میں فیصلہ اور وہ امر جس میں قصاص مناسب نہیں

بخاری اور مسلم میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ نضر کی بیٹی ربیع کی بہن نے ایک لڑکی کو تھپڑ مارا اور اس کے اگلے دانت توڑ ڈالے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جھگڑا پیش کیا۔ آپ نے قصاص کا حکم دیا۔ ام ربیع نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا فلاں عورت سے قصاص لیا جائیگا؟ واللہ اس سے قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ اے ام ربیع قصاص تو اللہ کی کتاب میں وارد ہے اس نے کہا واللہ اس سے قصاص کبھی نہیں لیا جا سکتا پس برابر تکرار کرتی رہی حتیٰ کہ ان لوگوں نے دیت کا دینا منظور کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں سے بعض ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو وہ ضرور پورا کرتے ہیں۔ بخاری اور مسلم دونوں کتابوں میں ہے کہ ایک شخص نے کسی کا ہاتھ کاٹ کھایا۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ میں سے کھینچا۔ تو اس کے اگلے دانت گر پڑے۔ لوگوں نے یہ جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص اپنے

بھائی کو اونٹ کی طرح کاٹ کھاتا ہے جاؤ تمہارے لئے کوئی دیت نہیں۔

ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آنکھ کے بارے میں جو قائم ہو اپنی جگہ پھیری ہوئی ہو مگر ضرب سے اس کی بینائی کمزور پڑ گئی ہو تہائی دیت کا فیصلہ فرمایا۔ اور مدونہ اور موطا میں زید بن ثابت سے سو دینار مروی ہیں اور امام مالک نے فرمایا ہے کہ اس میں مجتہد کا اجتہاد ہی فیصلہ کر سکتا ہے۔

اس شخص کے بارہ میں فیصلہ فرمانا جس نے زنا کا اقرار کیا بحالیکہ وہ شادی شدہ ہو

موطا میں ہے کہ ایک شخص بنی اسلم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں زنا کا مرتکب ہو گیا ہوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا تو نے میرے سوا کسی اور سے بھی اس کا ذکر کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں حضرت ابوبکر رض نے فرمایا اللہ کی جناب میں توبہ کر اور اپنا پردہ رکھ اللہ تیری پردہ پوشی کریگا کیونکہ اللہ تعالی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس پر اس کا دل مطمئن نہ ہوا یہانتک کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا انکے سامنے بھی اسی طرح عرض کیا حضرت عمر رض نے بھی ویسا ہی جواب دیا پھر بھی اسکا دل مطمئن نہیں ہوا حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور عرض کیا کہ مجھ سے زنا کا ارتکاب ہو گیا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا۔ تین مرتبہ اس نے یہی کہا ہر مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمایا حتیٰ کہ جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھر والوں سے کہلا بھیجا کیا جنون کی شکایت ہے یا اس کو دیوانگی عارض ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ بالکل تندرست ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تو کنوارا ہے یا شادی شدہ ہے؟ اس نے عرض کیا شادی شدہ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو سنگسار کیا گیا۔

بخاری میں آیا ہے کہ ایک آدمی بنی اسلم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور زنا کا اعتراف کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کیا تجھ کو جنون ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں

فرمایا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ تو آپ کے حکم سے وہ جنازہ گاہ میں سنگسار کیا گیا جب پتھروں نے اس کو بیتاب کر دیا تو بھاگ نکلا پھر اس کو پکڑ لیا گیا اور سنگسار کیا گیا حتیٰ کہ مر گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں اچھا کلمہ فرمایا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

کتاب ابی داؤد میں ہے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اب ضرور وہ بہشت کی نہروں میں ہے ان میں وہ غوطے مار رہا ہے۔

مؤطا میں ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ کے پاس آئی اور کہا میں نے زنا کیا ہے اور حاملہ ہوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا حتیٰ کہ تو وضع حمل کر لے پس جب اس نے وضع کر لیا، تو آئی۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا حتیٰ کہ تو اس کو دودھ پلائے پس جب وہ دودھ پلا چکی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی پس فرمایا جا اس کو کسی کے سپرد کر آ چنانچہ وہ سپرد کر کے حاضر ہوئی تو آپ نے حکم دیا اُسے سنگسار کر دیا جائے اس کے لئے ایک گڑھا سینے تک کھود اگیا پھر اس کو سنگسار کیا گیا اور اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا ہے۔ فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ اہل مدینہ سے ستر آدمیوں میں تقسیم کی جائے تو ان کے لئے کافی ہو جائے! اور اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے اللہ کے لئے جان دے دی اور نسائی میں ہے کہ رسول اللہ اس کے سنگسار کرنے میں تشریف فرما تھے اور آپ نے ایک پتھر ایک چنے کے برابر اس کو مارا بحالیکہ آپ اپنے خچر پر سوار تھے۔

مؤطا کی حدیث سے ایک فقہی مسئلہ نکلتا ہے کہ جو کوئی ایک مرتبہ زنا کا اقرار کرے اس پر حد قائم کی جاتی ہے۔ اس بات کا انتظار نہیں کیا جاتا کہ چار مرتبہ اقرار کرے اور دوسرا فقہی مسئلہ یہ کہ جس کا سنگسار کرنا واجب ہو اس کو کوڑے نہیں لگائے جاتے تیسرا فقہی مسئلہ یہ کہ مجنون کا اقرار موثر نہیں جس کی دلیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ کیا اس کو جنون ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود پر زنا میں رجم کا حکم دینا

روایت ہے کہ چند یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انہوں نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تورات میں رجم کے متعلق کیا حکم ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہم ان کو رسوا کرتے ہیں اور ان کو دُرّے مارتے ہیں عبداللہ بن سلامؓ نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ تورات میں سنگساری کی آیت موجود ہے۔ وہ تورات لائے اور اس کی ورق گردانی کرنے لگے ان میں سے ایک شخص نے سنگساری کی آیت پر ہاتھ رکھ لیا اور اس سے اگلی پچھلی آیات پڑھ کر سنا دیں عبداللہ بن سلامؓ نے اُس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اُٹھایئے جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت نظر آ گئی۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دونوں کو سنگسار کیا گیا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے مرد کو دیکھا کہ وہ عورت پر جھکا پڑتا تھا اس کو پتھروں کی ضرب سے بچاتا تھا۔ امام مالک فرماتے ہیں یحنی ظہرہ کے معنی یہ ہیں کہ اس پر اوندھا ہوا جاتا تھا تاکہ خود اس پر پتھر پڑیں۔

اور معالم التنزیل میں ابن عباسؓ کا قول ہے کہ یہود خیبر کے سرداروں میں زنا کثرت سے تھی اور تورات میں زنا کنندوں کو سنگسار کیا جائے۔ ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا۔ یہود کو یہ خواہش ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کنندوں کو دُرّے لگانے کا حکم نازل ہو گا اور یہی مطلب ہے اللہ عزوجل کے اس قول کا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ ھٰذَا فَخُذُوْہُ ...... (المائدہ [illegible])

مصنف ابوداؤد میں ہے یہودی اپنی قوم کے ایک مرد اور ایک عورت کو لائے جنہوں نے زنا کیا تھا آپ نے فرمایا اپنی قوم کے دو بڑے عالموں کو میرے پاس لاؤ وہ صوریا کے دونوں فرزندوں کو لے گئے آپ نے ان کو اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ تم تورات میں ان دونوں کے بارے میں کیا حکم پاتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم کو تورات میں حکم ملتا ہے کہ جب چار آدمی شہادت دیں کہ انہوں نے اس کے آلہ تناسل کو اس کی فرج

میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سلائی سرمہ دانی میں تو ان کو سنگسار کیا جائے۔ آپ نے فرمایا تو پھر ان کے سنگسار کرنے میں تم کو کون امر مانع ہے انہوں نے کہا کہ ہمارا غلبہ جاتا رہا پس ہم نے قتل کو ناپسند کیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گواہ طلب فرمائے تو چار آدمی آئے اور انہوں نے گواہی دی لہذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔

اس حدیث میں **فقہی مسئلہ** ایک یہ ہے کہ یہودی جب اسلام کے فیصلے پر راضی ہوں تو قاضی اسلام کو اگر پسند ہو تو یہود کے عالموں کی رائے لینے کے بغیر ان میں فیصلہ کر دے۔ دوسرا فقہی مسئلہ یہ ہے کہ جس مرد کو سنگسار کیا جائے اس کے لئے گڑھا کھود ا جائے کیونکہ اگر یہودی کے لئے گڑھا کھودا ہوتا تو وہ عورت کو پتھروں سے بچانے کے لئے اس پر جھکنے کی قدرت نہ رکھتا اور اس پر امام مالک رح کا عمل ہے لیکن بعض حضرات نے کہا ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ گڑھا کھودے یا نہ کھودے اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس کو سنگسار کرنے کا حکم ہے اس کو درّے نہیں لگائے جاتے اور مصنف ابوداؤد اور کتاب الشرف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے بارے میں کوڑے لگوانے کا فیصلہ کیا جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے وطی کی تھی اور بیوی نے اس کے لئے حلال کر دی تھی اور اگر حلال نہ کرتی تو سنگسار کرنے کا فیصلہ ہوتا۔

صلح حرام کے فسخ کرنے میں حکم اور کنوارے اور بیاہا زانی پر حد قائم کرنے کے باب میں

مؤطا میں ہے کہ دو شخصوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جھگڑا پیش کیا ان میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ فرمائیے۔ دوسرے نے کہا اور وہ ان دونوں سے دین کی سمجھ زیادہ رکھتا تھا کہ ہاں یا رسول اللہ ہم میں کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ فرمائیے اور مجھے اجازت دیجئے کہ کچھ عرض کروں آپ نے فرمایا کہو اس نے کہا میرا بیٹا اس کے پاس مزدور تھا اس نے اس کی بیوی

کے ساتھ زنا کیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرا بیٹا سنگسار کئے جانے کا موجب ہے میں نے بطور فدیہ ایک سو بکریاں اور ایک اپنی لونڈی دے دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ تیرے بیٹے پر سو درّے اور ایک سال جلاوطنی ہے اور سنگسار کرنے کی سزا تو اس کی بیوی پر ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ تیری بکریاں اور تیری لونڈی تجھے واپس دی جائے اور آپ نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے لگوائے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا اور انیس اسلمی کو حکم دیا کہ دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جائے پس اگر وہ اعتراف کرے تو اس کو سنگسار کرے چنانچہ اس نے اعتراف کر لیا۔ تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عسیف اجیر ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے معنی کہ تمہارے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کروں گا یہ ہیں کہ اللہ کے اس حکم کے ساتھ جو وحی[1] ہے قرآن نہیں ہے جس کی دلیل اللہ عزوجل کا یہ قول ہے کہ کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ اس سے حکم دیتے ہیں[2] بعضوں نے کہا ہے کہ یہ فیصلہ قرآن کے مجمل مضمون سے ہے۔ خداوند سبحانہ وتعالیٰ کے اس قول میں کہ عورت[3] سے یوں عذاب ٹل سکتا ہے اور یہ وہ عورت ہے جس پر اس کا شوہر زنا کی تہمت لگائے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے ظاہر فرما دیا کہ سنگسار کرنے کی سزا شادی شدہ زانی کے لئے ہے۔

اس حدیث میں **فقہی نکات** ہیں ایک صلح حرام کا فسخ ہے اور دوسرا حد قائم کرنے پر وکیل بنانا بخلاف قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کے جو حدود میں وکالت کو جائز نہیں رکھتے تھے۔ بالخصوص شاہد قائم کرنے پر اور تیسرا زانی کا ایک مرتبہ اقرار کرنا اور **چوتھا** جس پر رجم واجب ہو اس کو درّے نہ لگائے جائیں

---

[1] چونکہ قرآن مجید میں رجم یعنی سنگسار کرنے کا حکم صریحاً نہیں آیا اس لئے بیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کی تاویل کرتے ہیں کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کروں گا ۱۲ [2] گویا ایسے حکم غیب پر بجز وحی کے فیصلہ ہو سکتا ہے جو منزل و مکتوب نہیں ۱۲ [3] یہ آیت سورۂ نور کے پہلے رکوع میں لعان کے متعلق ہے ۱۲ +

اور پانچواں کسی عالم سے سوال کیا جائے پھر اس سے بڑے عالم سے۔ اور چھٹا یہ کہ جو شخص غیر کی عورت پر زنا کی تہمت لگائے تو حاکم اس کی طرف کسی کو بھیج کر دریافت کرے پس اگر وہ اقرار کرے تو حد لگائی جائے اور اس پر تہمت لگانے والا بری ہے اگر وہ انکار کر دے تو تہمت لگانے والے کو حد لگائی جائے اور ساتواں یہ کہ احکام میں خبر واحد جائز رکھی جاتی ہے اور آٹھواں یہ کہ جس کے خلاف حکم لگایا جائے اس کو عذر کرنے کا حق ہے اور نواں یہ کہ ناکتخدا زانی کی سزا جلا وطنی ہے اور دسواں یہ کہ عورتوں اور غلاموں کے لئے جلا وطنی نہیں کیونکہ عورتیں قابل ستر ہیں اور غلام مال ہیں ؎

بخاری نے تاویل کی ہے کہ تغریب جلا وطنی سے مراد شہر بدر کرنا[1] ہے چنانچہ انہوں نے اس باب کا عنوان یوں باندھا ہے "ناکتخدا مرد عورت کے کوڑے لگائے جائیں اور ان کو شہر بدر کیا جائے ؎

مؤطا میں امام مالک زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اپنے متعلق زنا کا اقرار کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑا منگایا ایک ٹوٹا ہوا کوڑا لایا گیا آپ نے فرمایا اس سے اچھا کوڑا لاؤ اب ایک نیا کوڑا لایا گیا۔ آپ نے فرمایا اس سے ذرا کم دو لاؤ پھر ایسا کوڑا لایا گیا جو سواری میں استعمال کیا گیا تھا اور نرم ہو چکا تھا چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس سے حد لگائی گئی۔ پھر آپ نے فرمایا اے لوگو اب تمہارے لئے وہ وقت آ چکا ہے کہ تم اللہ کی حدود سے رک جاؤ۔ جو شخص ان ناپاک افعال سے کچھ ارتکاب کر بیٹھے تو چاہئے کہ اللہ کی پردہ داری کے ساتھ پردہ رکھے کیونکہ جو شخص اپنا چہرہ ہم پر ظاہر کر دے گا ہم اس پر کتاب اللہ کا حکم قائم کریں گے ؎

ابو عبید کی کتاب میں ہے کہ سعد بن عبادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لائے جو قبیلہ میں اپاہج اور بیمار تھا۔ وہ ان کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی پر پایا گیا جس کے ساتھ وہ بدفعلی کر رہا

---

[1] نفی یعنی شہر بدر کرنا مطلق ہے اس کے لئے کسی بُعد مسافت کی قید نہیں بخلاف اس کے تغریب یعنی جلا وطنی کا اطلاق اس صورت پر ہوتا ہے کہ مجرم کو کم از کم اتنی مسافت پر چلے جانے کا حکم ہو جس پر نماز قصر کی جاتی ہے ۱۲

تھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے ایک شاخ لے لو جس میں ایک سو ڈنٹھل ہو پھر وہ اس کے ایک مرتبہ مار دو اور ابن قتیبہ کی شرح حدیث میں ہے کہ اس کو کوڑے سے گاؤ لوگوں نے عرض کیا ہمیں خوف ہے کہ وہ مر جائے گا فرمایا ایک عثکال کے ساتھ مار دو اور عثکال خرما کے خوشہ کو کہتے ہیں اور اہل مدینہ اس کو عذق کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تہمت زنا اور شراب کی حد کے متعلق
اور جو حکم اغلام کے متعلق آپ سے مروی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب میری برأت نازل ہوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور جو حکم اللہ نے نازل فرمایا تھا وہ سنایا جب منبر سے نیچے اُترے تو دو مردوں اور ایک عورت کے بارہ میں حکم دیا کہ ان پر حد جاری کی جائے۔

بخاری میں عروہ سے مروی ہے کہ اہل افک میں سے حسان اور مسطح اور حمنہ بنت جحش کا نام لیا گیا دوسرے لوگوں میں سے جن کا مجھے علم نہیں سوائے اس کے کہ ایک گروہ تھا جس میں اللہ عزوجل کے ایک شخص نے سب سے زیادہ حصہ لیا تھا اور وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق تھا۔

لواطت کی سزا | نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے لواطت میں کسی کو سنگسار کیا ہو اور نہ یہ کہ آپ نے اس میں کوئی حکم دیا ہو آپ سے اتنا تو ثابت ہے کہ فاعل اور مفعول بہ کو قتل کرو۔ اس کو ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے اور ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ رجم کرو کتخدا ہوں یا ناکتخدا ہوں اسی کے مطابق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا اور یہی فیصلہ خیر القرون کے مشورہ کے بعد خالدؓ کی طرف لکھا گیا اور حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اس بارہ میں سب سے زیادہ سخت تھے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اغلام بازوں کو آگ میں جلا دیا۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ بعد اس کے ان کو سنگسار

Marfat.com

کر دیا تھا۔ ابن عباسؓ نے کہا اگرچہ غیر محصن ہو اس کو سنگسار کیا جائے گا اور ابن قصار نے ذکر کیا ہے کہ صحابہؓ کا اس پہ اجماع ہے اور حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ہے کہ ان دونوں کو بلند مقام سے نیچے گرایا جائے اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ان دونوں پہ دیوار گرائی۔

مرتد و زندیق کی سزا مشہور کتابوں میں یہ کہیں نہیں آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی مرتد کو قتل کیا ہے اور نہ کسی بدمذہب کو لیکن اتنا آپ سے ثابت ہے کہ فرمایا جو شخص اپنا دین بدل لے اس کو قتل کر دو اور حضرت ابوبکرؓ نے ایک عورت کو قتل کیا جس کو ام قرفہ کہتے تھے وہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئی تھی؟

شراب نوشی کی سزا بخاری میں عقبہ بن الحارثؓ سے مروی ہے کہ نعمان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا گیا بحالیکہ وہ مست تھا پس آپ کو ناگوار ہوا اور تمام حاضرین کو حکم دیا کہ اس کو ماریں پس انہوں نے چھڑی اور جوتی سے اس کو پیٹا میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو پیٹتے دیکھا۔ انس کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب میں چھڑی اور جوتی سے سزا دی اور حضرت ابوبکرؓ نے چالیس کوڑے لگوائے۔ سائب بن یزید نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمرؓ کے ایام خلافت کے آغاز میں شراب نوش کو لاتے تو اس کو ہاتھوں سے اور جوتوں اور چادروں سے مارنے کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے آخری ایام آئے تو انہوں نے چالیس کوڑے لگوائے یہاں تک کہ جب لوگ سرکشی اور فسق کرتے تو اسی کوڑے لگواتے اور ایک دوسری جگہ عثمانؓ بن عفان کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ جب ان کے پاس حمران اور ایک دوسرے آدمی نے ولید بن عقبہ کے خلاف شہادت دی اور حمران نے کہا کہ اس نے شراب پی تھی اور دوسرے شخص نے شہادت دی کہ میں نے اس کو شراب کی قے کرتے دیکھا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا وہ شراب کی قے نہیں کر سکتا تاوقتیکہ پی نہ ہو پس فرمایا اے علیؓ اٹھو اس کو درے لگاؤ۔ تو حضرت علیؓ نے کہا اے حسنؓ اٹھو اس کو درے لگاؤ۔ تو امام حسنؓ نے کہا اس کے دکھ کا کام اسی شخص کے سپرد کرو جس کے سپرد اس کی راحت

کا کام رہا ہے گویا کہ حضرت حسنؓ حضرت علیؓ پر ناراض ہوئے۔ پھر فرمایا اے عبد اللہ بن جعفرؓ تم اس کو درّے لگاؤ۔ انہوں نے درّے لگائے اور حضرت علیؓ گنتے جاتے تھے حتیٰ کہ چالیس تک پہنچے تو کہا بس کرو نبی کریمؐ نے چالیس ۴۰ کوڑے لگوائے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ نے چالیس ۴۰ کوڑے لگوائے ہیں اور حضرت عمرؓ نے اسی اور سب سنت ہیں اور مجھے یہی زیادہ پسند ہے۔ امام شافعیؒ نے چالیس کو اختیار کیا ہے اور مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی کوڑے لگوائے ہیں ؛

چور کے متعلق فیصلہ جس نے کئی مرتبہ چوری کی

مؤطا میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری میں ایک چور کا ہاتھ کاٹا۔ جس کی قیمت تین درم تھی امام مالکؒ روایت کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ کو کہا گیا جو شخص ہجرت نہ کرے وہ ہلاک ہو گیا صفوان بن امیہ ہجرت کر کے مدینہ آئے اور مسجد میں سو گئے اور اپنی چادر کو سرہانے رکھ لیا۔ اتنے میں ایک چور آیا اور اس نے چادر اٹھالی صفوان نے چور کو پکڑ لیا اور اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے صفوان نے کہا یا رسول اللہ میں یہ نہیں چاہتا میں نے یہ اس کو خیرات کر دی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو میرے پاس لانے سے پہلے ہی ایسا کیوں نہ کیا۔

نسائی میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک چور کا ہاتھ کٹوایا اور اس کے گلے میں لٹکا دیا۔ بخاری اور مسلم میں ہے کہ قریش کو اس مخزومیہ عورت کے معاملہ نے سخت پریشان کیا تھا جس نے چوری کی۔ لوگوں نے کہا اس کے بارہ میں رسول اللہ سے کون گفتگو کرے اور اسامہؓ بن زیدؓ کے سوا جو رسول اللہ کو بہت محبوب ہے کون اس کی جرأت کر سکتا ہے چنانچہ اسامہؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی آپؐ نے فرمایا اے اسامہؓ کیا تو اللہ کی حدود کے معاملہ میں سفارش کرتا ہے۔ اس پر اسامہؓ نے جھٹ کہا یا رسول اللہ مجھے معاف کیجیے میں نے غلطی کی۔

Marfat.com

کے بعد چھپلے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا (العیاذ باللہ) پھر آپ کے حکم سے اس مخزومیہ عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔ مسلم کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ام سلمہؓ نے اس کے بارہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا اگر فاطمہؓ بھی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ مخزومیہ عورت زیور اور برتنے کی چیزیں مانگ لاتی پھر انکار کر دیا کرتی۔ پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام لایا گیا جس نے چوری کی تھی وہ چار مرتبہ لایا گیا تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر پانچویں مرتبہ لایا گیا تو آپؐ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر چھٹی مرتبہ لایا گیا تو آپؐ نے اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ پھر ساتویں مرتبہ لایا تو آپ نے اس کا دوسرا ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر آٹھویں مرتبہ لایا گیا تو اس کا دوسرا پاؤں کاٹ ڈالا۔

چور کو سزائے قتل

واضحہ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک چور لایا گیا تو آپ نے فرمایا۔ اس کو قتل کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے تو چوری کی ہے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ پھر اسی کو چوری کی وجہ سے پیش کیا گیا تو فرمایا اس کو قتل کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے تو چوری کی ہے۔ فرمایا اس کا پاؤں کاٹ ڈالو۔ یہاں تک کہ اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کٹ گئے پھر حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں اس نے منہ کے ساتھ چوری کی۔ تو ابوبکرؓ کے حکم سے اس کو قتل کیا گیا۔

اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم اس اکیلے شخص کے ساتھ خاص ہے بلکہ وہ جو ابو مصعب صاحب مالک

Marfat.com

نے کہا ہے کہ اگر اس نے پانچویں مرتبہ چوری کی تو قتل کیا جائے اور ابوداؤد میں ہے کہ پانچویں مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اُسے ایک کنوئیں میں ڈال دیا گیا جابر کہتے ہیں کہ ہم نے اس پر پتھر مارے اصیلی نے اپنے شیوخ بغداد سے جو روایت کی ہے اور اس کوئیں نے انہی کے خط سے دیکھا ہے اس میں یہ ہے کہ ایک شخص بچوں کو پکڑ کر لے جاتا تھا اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ ایک اور روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا جس نے کھانا چرایا تھا۔ آپ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا سفیان نے کہا ہے کہ جو چیز اسی دن بگڑ جائے یعنی ثرید اور گوشت اور اس کی مثل اس میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں بلکہ تعزیر کی جائے۔

اس مسلمان یا ذمی یا حربی کے بارہ میں جو آپکے حق میں دشنام دہی کرے

ایک قوی حدیث میں ہے کہ ایک یہودیہ عورت نے بکری کے گوشت[1] میں زہر ملا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کھلایا۔ یہودیہ کا نام زینب بنت الحارث بن سلام تھا جب اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا تو آپ نے شانہ کا گوشت کھانے کے لئے اٹھایا اور اس سے ایک ٹکڑا چبایا مگر وہ حلق سے نیچے نہ اُترا۔ آپ کے ساتھ بشر بن براء بن معرور کھانے میں شریک تھا۔ اس نے بھی اس سے لقمہ لیا تھا لیکن اس کے حلق سے لقمہ اتر گیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دہن مبارک سے نکال ڈالا اور فرمایا یہ ہڈی مجھے بتا رہی ہے کہ وہ زہر آلودہ ہے پھر یہودیہ کو بلایا تو اس نے اقرار کر لیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تُو نے یہ حرکت کیوں کی؟ اس نے کہا میں نے خیال کیا۔ اگر کوئی بادشاہ ہے تو ہم اس سے چھوٹ جائیں گے اگر نبی ہے تو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے درگذر فرمائی اور بشر نے اس لقمہ سے وفات پائی +

---

[1] اس کم بخت یہودیہ کو معلوم ہوگا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دست کو رغبت کو زیادہ رغبت سے کھاتے ہیں اس نے اس میں زیادہ زہر ملایا۔ آپ کی اس رغبت کا پتہ مشکوٰۃ کی بعض احادیث سے ملتا ہے جو باب مالوجب الوضوء میں ہیں ۱۲

بخاری اور مسلم اور اسماعیل قاضی اور ابن ہشام کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف کر دیا اور ابو داؤد نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور کتاب شرف المصطفےٰ کے مؤلف نے بھی اس کو ذکر کیا ہے، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں کے سبب سے جو اس بکری کا گوشت کھانے سے مر گئے تھے اس کے قتل کا حکم دیا۔ کتاب الشرف کی ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے اس کو سولی دیا اور مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ ایک جادوگر پیش کیا گیا۔ فرمایا اس کو قید میں رکھو اگر اس کا حریف مسحور مر گیا تو اس کو قتل کر دو اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے جادوگر کو تلوار کے ساتھ سر اڑا دینے کی سزا دی۔ اس کو ابن سلام نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور حضرت عائشہؓ نے ایک مدبرہ لونڈی کو قتل کیا جس نے ان پر جادو کیا تھا جیسے کہ مذکور ہے مگر ثابت نہیں۔ اتنا ضرور ثابت ہے کہ انہوں نے اس کو فروخت کر دیا اور ایسا ہی حضرت حفصہؓ نے بھی کیا تھا اور حفصہؓ کا اس کو قتل کرنا اسماعیل قاضی کی کتاب احکام القرآن میں واقع ہوا ہے اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس کے متعلق ان پر اعتراض کیا کہ انہوں نے حاکم کے حکم کے بدوں ایسا کیا اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اس کو فروخت کر دیا تھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث ذکر کی کہ جادوگر کی حد ضرب شمشیر ہے اور کہا کہ اس کے اسناد میں کلام ہے۔ اس لئے کہ وہ اسماعیل بن مسلم کی روایت ہے اور وہ ضعیف ہے۔

نسائی کی کتاب اور ابو داؤد کی کتاب میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک اندھے آدمی نے سنا کہ اس کی ام ولد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتی ہے۔ اس نے غصہ میں آکر اس کو قتل کر دیا۔ پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون رائگاں قرار دیا۔

اس حدیث میں یہ فقہی نکتہ ہے کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اس کو قتل کیا جائے اس کی توبہ قبول نہ کی جائے بخلاف مرتد کے اور ابن منذر نے اشراف میں ذکر کیا ہے کہ عام علماء نے

اس پر اجماع کیا ہے۔ مگر وہ جو ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص اہل ذمہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اس کو قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ جس شرک کا مذہب پر ہے وہ اس فعل سے زیادہ برا ہے مگر اس کے خلاف دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعب ابن اشرف کا ذمہ کون اٹھاتا ہے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو دکھ دیا چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اذن سے ایک جماعت نے اس کی تعمیل کی اور اس کو قتل کر ڈالا فضل نے اپنی کتاب میں اور صاحب الشرف نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ لوگ اس کا سر ایک بوتزہ میں ڈال کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول میں جو انہوں نے ابی برزہ اسلمی کو کہا جبکہ ابی برزہ نے ایک آدمی کو قتل کرنے کا قصد کیا جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی زبان سے ایذا دی تھی۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا یہ حق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نہیں پہنچتا۔ واضح دلیل ہے اس بات کی کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اس کو قتل کیا جائے اور اسی طرح جو شخص آپ کو ایذا دے یا آپ پر عیب لگائے یا آپ کی کسر شان کرے اس کو عیسٰے نے ابن قاسم سے اپنی مستخرجہ میں روایت کیا ہے اور ابن وہب نے مالک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین یا تحقیر کے لئے کہے کہ وہ ناپاک ہیں تو اس کو قتل کیا جائے گا اور مستخرجہ میں عیسٰے سے اور انہوں نے ابن قاسم سے روائت کی ہے کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اس کو توبہ پیش کرنے کے بغیر قتل کیا جائے جیسے کہ مرتد کو اور اس کا ورثہ جماعت مسلمین کے لئے ہے خواہ اس نے ظاہر کیا ہو یا چھپایا ہو اسی طرح واضحہ میں مالک اور ابن قاسم وغیرہما کا قول ہے اور ان دو کتابوں کے سوا میں ہے کہ بغیر توبہ کے قتل کیا جائے۔ اس کو ابن عبد الحکیم نے مالک سے ذکر کیا ہے۔

کتاب الجہاد

ابن نحاس کی کتاب معانی القرآن اور اسماعیل قاضی کی کتاب احکام القرآن اور سیرت ابن ہشام میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش اسدی کو ایک مہم پر بھیجا۔ مہاجرین کی ایک جماعت ان کے ہمراہ کی جن میں انصار میں سے کوئی نہ تھا سیرۃ میں کہا ہے رجب کی آٹھویں تاریخ تھی احکام میں کہا ہے[۱] جمادی الآخرہ تھا کیونکہ اس نے ذکر کیا ہے کہ ابن حضرمی کا قتل جمادی الآخرہ کے آخری دن اور رجب کے پہلے دن میں واقع ہوا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کو بھیجا اور ان کو ایک تحریر لکھ دی اور حکم دیا کہ اس کو نہ پڑھنے تاوقتیکہ فلاں فلاں مقام پر نہ پہنچے اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کرے پس دو دن چل چکے اور اس کو پڑھا تو لکھا تھا کہ جب تم میری اس تحریر کو دیکھو تو چلتے رہو حتیٰ کہ مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ کے مقام پر پہنچو۔ وہاں قریش کا انتظار کرو اور ہمارے لئے ان کی خبریں معلوم کرو۔ پس جب اس کو پڑھا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ منہ سے نکلا اور کہا بسر و چشم تعمیل کروں گا پھر اپنے ہمراہیوں کو کہا کہ جو شخص میرے ساتھ رہنا چاہے وہ چلے اور جو شخص واپس جانا چاہے وہ واپس چلا جائے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے تم میں سے کسی کو مجبور کرنے سے منع فرما دیا ہے :۔

اسماعیل قاضی اور نحاس نے کہا کہ اس پر ان میں سے دو آدمی واپس چلے گئے اور ابن ہشام نے سیرۃ میں کہا ہے کہ ان میں سے کوئی واپس نہیں گیا تاآنکہ جب وہ ایک مقام پر پہنچے کہ جس کو بحران کہتے ہیں جو فرع[۲] کی بالائی سمت پر ہے تو ان میں سے سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ گم ہو گیا جس پر دونوں باری باری سوار

۱؎ یہ صحیح ہے ۱۲ ۲؎ فرع ایک وسیع مقام ہے جو کئی دیہات پر مشتمل ہے مدینہ سے چار منزل پر واقع ہے ۱۲

ہوتے چلے آرہے تھے۔ وہ اسی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور عبداللہ بن جحش اپنے باقی ہمراہیوں کے ساتھ آگے نکل گئے۔ یہاں تک کہ نخلہ میں اُترے۔ جہاں ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ اتنے میں قریش کا قافلہ گذرا جو کشمش اور چمڑے اور قریش کا مال تجارت لئے جاتا تھا۔ اور اس میں عمرو بن الحضرمی اور عبداللہ بن عباد اور مالک بن عباد تھے۔ موخرالذکر صدف[1] کا بھائی تھا۔ ان لوگوں نے اہل قافلہ کے بارے میں مشورہ[2] کیا انہوں نے آپس میں کہا کہ اگر ہم ان کو آج کی رات چھوڑیں گے تو وہ ضرور حرم میں داخل ہو جائیں گے اور ہم سے بچ جائیں گے اور اگر ان کو قتل کریں تو ماہ حرام میں قتل کریں گے پس ان لوگوں کو تردد ہوا اور ان پر پیشقدمی کرنے سے ڈرے۔ پھر اس پر متفق ہو گئے کہ جس پر قدرت پائیں اس کو قتل کر دیں اور ان کا مال چھین لیں۔ چنانچہ واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن الحضرمی پر تیر پھینکا اور اسے مار ڈالا اور عثمان بن عبداللہ اور حکیم بن کیسانی کو قید کر لیا اور نوفل بن عبداللہ ان کے ہاتھ سے نکل بھاگا اور اس نے ان کو بے بس کر دیا۔ پھر عبداللہ بن جحش اور ان کے ہمراہی قافلہ کے مال اور دونوں قیدیوں کو لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ مدینہ میں پہنچے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو شہر الحرام میں جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا پس قافلہ کے مال اور دونوں قیدیوں کو موقوف رکھا اور ان میں ہر چیز کے قبول کرنے سے انکار فرمایا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات فرمائے تو ان کے چھکے چھوٹ گئے اور انہوں نے سمجھا کہ ہم ہلاک ہو گئے اور ان کے مسلمان بھائی ان سے برہم ہوئے اور قریش نے کہا محمد اور اس کے اصحاب نے شہر الحرام کی بے حرمتی کی اور اس میں خونریزی کی اور مال لوٹ لیا اور لوگوں کو قید کیا اور مسلمانوں میں سے جو شخص یہود کی تردید کرتا تھا وہ کہتا تھا کہ انہوں نے یہ کام شعبان میں کیا ہے اور یہود نے اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف فال لیتے ہوئے کہا عمرو بن الحضرمی کو قتل کیا واقد نے یعنی عمرو سے عمرت الحرب جنگ دیر پا ہوگئی اور حضرمی سے حضرت الحرب جنگ سر پر آگئی اور واقد سے

---

[1] صدف کا نام عمرو بن مالک ہے جو سکون بن اخرس کا بھائی تھا ۱۲۔ [2] یہ واقعہ رجب کے آخری دن میں تھا ۱۲۔

وَقَدَتِ الْحَرْبُ جنگ کی آگ بھڑک اُٹھی مگر اللہ تعالیٰ نے یہ فال انہی پر ڈال دی۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے پیغمبرؐ تم سے ادب والے مہینوں میں لڑائی کرنے کی نسبت دریافت کرتے ہیں تو ان کو سمجھا دو کہ ادب والے مہینوں میں لڑنا بڑا گناہ ہے مگر اللہ کی راہ سے روکنا اور خدا کو نہ ماننا اور خانہ کعبہ میں نہ جانے دینا اور اس کے اہل کو اس میں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر بُرا ہے۔ (البقرہ - ۲۷۶)

یعنی ابن الحضرمی کے قتل سے بڑھ کر بُرا ہے اور فتنہ اللہ کے ساتھ کفر ہے اور بت پرستی ان سب سے بڑھ کر ہے۔ تو مسلمان جس خوف میں مبتلا تھے اللہ نے اس کو رفع کر دیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کے مال اور دونوں قیدیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ قریش نے آپ کی طرف عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کے فدیہ کے لئے پیغام بھیجا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ان کو تم سے فدیہ لے کر نہیں چھوڑیں گے۔ تا وقتیکہ ہمارے دونوں یعنی سعدؓ بن ابی وقاص اور عتبہؓ ابن غزوان واپس نہ آجائیں کیونکہ ہم ان کے متعلق تم سے خائف ہیں پس اگر تم نے ان کو قتل کر دیا تو ہم تمہارے دونوں آدمیوں کو قتل کر دیں گے۔ اتنے میں سعدؓ اور عتبہؓ آگئے تو آپ نے ان دونوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا لیکن حکم بن کیسان مسلمان ہو گیا اور اچھا مسلمان رہا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ٹھہر گیا اور بیر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوا اور عثمان مکہ چلا گیا اور بحالت کفر مرا۔

مکی کی کتاب ہدایہ میں ہے کہ یہ پہلی جنگ تھی جو مسلمانوں اور کافروں میں واقع ہوئی اور پہلی غنیمت تھی جو لوٹی گئی اور کافروں کا پہلا مقتول تھا جو قتل ہوا۔ نیز اسماعیل کی کتاب الاحکام میں ہے کہ پہلا مقتول ہے جو مشرکوں سے قتل ہوا اور مکی نے ذکر کیا ہے کہ ابن وہب نے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت واپس دے دیا اور مقتول کی دیت ادا کر دی اور یہ واقعہ ہجرت سے چودہ مہینے بعد ہوا اور اسماعیل قاضی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کو سر بمہر تحریر کے ساتھ بھیجا اور یہ

Marfat.com

حکم دینے میں کہ اس کو دو دن سے پہلے نہ پڑھے - یہ **فقہی نکتہ** ہے کہ سربمہر وصیت پر شہادت جائز ہے اور وہ مالک کا اور بہت سے سلف کا قول ہے اور امام حسن بصری سے مروی ہے کہ وصیت کی سربمہر تحریر پر شہادت جائز نہیں اور فرمایا شاید اس میں حق تلفی ہو

جاسوس کے بارہ میں حکم

ایک جاسوس کا قتل بخاری وغیرہ میں ایاس بن سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکوں کا ایک جاسوس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا بحالیکہ آپ کسی منزل میں فروکش تھے جب وہ کھسک گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو میرے پاس لاؤ اور مار ڈالو پس لوگ اس کی طرف بڑھے - ایاس کہتا ہے کہ میرے والد نے گھوڑا بڑھا کر اس کو جا لیا اور اس کی اونٹنی کی مہار پکڑلی اور اسے قتل کر دیا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مقتول کا سامان ان کو بطور غنیمت عطا فرمایا۔

ایک صحابی سے جرم جاسوسی کا وقوع اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عفو عبید اللہ بن ابی رافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب کو فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر اور مقداد کو ایک مہم پر نامزد فرما کر حکم دیا کہ کوچ کرتے چلے جاؤ یہاں تک کہ روضہ خاخ کے مقام میں پہنچو - وہاں ایک ہودج نشین عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے لو - کتاب الفضل میں ہے تم دونوں اس سے خط لے لو اور اس عورت کو چھوڑ دو - اگر وہ تم کو نہ دے تو اس کی گردن اڑا دو اور بیان کیا کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خط کی اطلاع دی اور زجاج نے یوں ذکر کیا ہے کہ اس کی اطلاع آپ کو اللہ نے دی

لے مشکوٰۃ میں متفق علیہ روایت کے الفاظ یوں ہیں - وھو فی سفر فجلس عند اصحابہ یتحدث ثم انفتل فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اطلبوہ واقتلوہ فقتلتہ فنفلنی سلبہ - ۱۲

پس روانہ ہوئے ہمارے گھوڑے ہم کو اُڑائے لئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم روضہ میں پہنچے اچانک ہم کو وہ ہودہ نشین مل گئی۔ ہم نے اس سے کہا کہ وہ خط نکال ورنہ ہم تیرے کپڑے اتاروالیں گے آپ نے فرمایا پس اس نے وہ خط اپنی مینڈھیوں سے نکالا ہم اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو اس میں حاطبؓ بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ میں سے بعض لوگوں کی طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض معاملات کے متعلق خبر رسانی تھی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب! یہ کیا بات ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے بارے میں جلدی نہ فرمایئے میں ایک ایسا شخص ہوں جو قریش میں یونہی پیوست ہوگیا ہوں۔ ان کی نسل سے نہیں ہوں۔ آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی مکہ میں قرابتیں ہیں جو ان کے عیال و اموال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ جب نسبی تعلق مجھے حاصل نہیں۔ تو ان پر کوئی احسان کردوں جس کے عوض میں وہ میرے اہل قرابت کی حمایت کریں یہ حرکت میں نے کفر کی وجہ سے نہیں کی، نہ مرتد ہونے کی وجہ سے، نہ اسلام کے بعد کفر پر راضی ہونے کے باعث۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا اس نے تم سے سچ کہہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اُڑا دوں آپ نے فرمایا یہ غزوہ بدر میں شریک ہوچکا ہے اور تجھے کیا خبر کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے افعال و اعمال پر مطلع ہو۔ اس بنا پر ان سے فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مسلمانو! اگر تم ہماری راہ میں جہاد کرنے اور ہماری رضا مندی ڈھونڈنے کی غرض سے نکلے ہو تو ہمارے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ لگو ان کی طرف دوستی کے تعلقات ڈالنے (سورہ الممتحنہ ۶۰-۱)

ابو عبید نے کتاب الاحوال میں ذکر کیا ہے کہ ہودہ نشین عورت کا نام جس کے پاس خط پایا گیا سارہ تھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اس کو ہشام نے بھی ذکر

کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ عورت مرتد ہے۔ بعض یحنون نے کہا ہے کہ جب کوئی مسلمان اہل حرب کے ساتھ خط و کتابت کرے تو اس کو قتل کیا جائے اور اس کو توبہ پر مجبور نہ کیا جائے اور اس کا مال اس کے وارثوں کو دیا جائے۔ ان کے سوا دوسرے کہتے ہیں کہ اس کو سختی کے ساتھ کوڑے لگائے جائیں اور دیر تک قید میں رکھا جائے اور اسے اس جگہ سے دور رکھا جائے جو کفار کے قریب ہو اور مستخرجہ میں ہے کہ ابن قاسم نے کہا اس کو قتل کیا جائے۔ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ وہ زندیق کی مانند ہے۔ کتاب اللہ میں ہے اور تم میں سے ایسے لوگ ہیں جو تمہاری باتیں کافروں کو جا سناتے ہیں" یہی جاسوس ہیں سحنون کا قول زیادہ صحیح ہے جس کی دلیل حاطب کی حدیث ہے جس کے قتل کرنے کا حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا تھا۔

قیدیوں کے بارہ میں حکم

ابن وہب نے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے خونریزی کے بعد ستر قیدی قتل کئے جنگ بدر کے دن قیدیوں میں سے عقبہ ابن ابی معیط قید رکھ کر قتل کیا گیا جنگ بدر کے قیدیوں میں سے اس کے سوا اور کوئی قتل نہیں کیا گیا۔ اس کی گردن عاصم بن ثابت بن ابی الافلح نے اڑائی اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے۔

ابن ہشام نے ذکر کیا ہے کہ نضر بن حارث ابن کلدہ کو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے مقید رکھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے قتل کیا تھا۔ اسی روایت میں اس کا قتل بمقام صفرا[1] مذکور ہے ابن ہشام کا اپنا قول ہے کہ اثیل میں قتل کیا گیا تھا۔ ابن حبیب نے ذکر کیا کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا پس اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان روایات میں سے کونسی زیادہ صحیح ہے اور ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن تین شخصوں کو قید میں رکھ کر قتل کیا تھا یعنی عقبہ ابن ابی معیط اور طعیمہ ابن عدی اور نضر ابن حارث اور اس روز بہت فدیہ لیا گیا اور زیادہ سے زیادہ فدیہ ایک

[1] صفرا مکہ و مدینہ کے مابین ایک سرسبز وادی ہے جس میں بہت سے چشمے اور درخت ہیں ۱۲

Marfat.com

آدمی کا چار ہزار تھا اور کئی شخصوں سے یہ فدیہ لیا گیا کہ وہ مسلمانوں کو لکھنا سکھا دیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ہر شخص دس مسلمانوں کو لکھنا سکھائے ابن وہب نے کہا کہ اہل مدینہ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے۔

ابن سلام کی تفسیر میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ ان میں سے جس نے چاہا مکے کو چلا گیا اور سفیان نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے کہ طُلَقاء قریش سے ہیں اور عتقاء ثقیف سے ہیں۔ کتاب الاعراب سفیان وشعبۃ اور نحاس کی معانی القرآن میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے انہوں نے کہا جب جنگ بدر کے قیدی لائے گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا ان قیدیوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ یہ آپ کی قوم میں سے ہیں اور آپ کے ہم اصل ہیں پس ان کو جیتے رہنے دیجئے۔ شاید اللہ تعالے ان کی توبہ قبول کرے لیکن حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کو وطن سے نکالا اور ان کے جنگجو لوگوں نے آپ سے لڑائی کی۔ لہٰذا ان کی گردنیں اُڑا دیجئے۔ اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی:-

ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی	نبی جب تک ملک میں کافروں سے اچھی طرح لڑائی نہ کر لے اس
یثخن فی الارض۔ (الانفال ع ۹)	کے پاس قیدیوں کی بھیڑ کا رہنا مناسب نہیں۔

اور حسن نے یہ بھی کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بارے میں کوئی وحی نہیں آئی مگر آپ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا تو سب کی رائے فدیہ قبول کرنے پر متفق ہو گئی پس اہل بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار چار ہزار لیا گیا اور اس روز اللہ کے نبی نے زمین میں خونریزی نہیں کی اور کتاب الشرف میں ہے کہ پہلا سر جو اسلام میں لٹکایا گیا ابوعزہ کا سر تھا جس کو نیزہ پر چڑھایا گیا اور مدینہ کی طرف لے جایا گیا اور سیرۃ میں ہے کہ جنگ بدر کے ستر قیدیوں میں سے ابوعزہ عمرو ابن عبداللہ شاعر تھا۔

Marfat.com

لوگوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر برانگیختہ کرتا ہوا نکلا اور قید کیا گیا اور اس کے سوا کوئی قید نہیں کیا گیا۔ بعد ازاں بحالت قید اس کی گردن اڑا دی گئی اور اُحد کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابیّ ابن خلف کو قتل کیا اور اس کو ایک چھوٹے سے نیزے سے زخمی کیا جس سے اس کی گردن میں خراش آگیا۔ اس نے خون کو بند کر لیا پھر بولا اوہ! مجھ کو محمدؐ نے قتل کر ڈالا۔ کفار قریش نے کہا نہیں تیرا دل ہار گیا ہے اور تجھ پر خوف طاری ہے اس نے کہا وہ مکّہ میں مجھ کو مار ڈالے چنانچہ اللہ کا یہ دشمن سرف کے مقام میں مر گیا۔ بحالیکہ وہ لوگ مکّے کی طرف جا رہے تھے اور مسلمان جنگِ احد میں سات سو آدمی تھے اور مشرکین تین ہزار جن کے ساتھ دو سو سوار تھے۔

اور بخاری میں ہے کہ سعد ابن معاذ نے امیہ ابن خلف کو کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مکّہ میں فرماتے سنا ہے کہ وہ تیرے قاتل ہیں۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ پھر اس بات سے اس کو بڑی گھبراہٹ لاحق ہوئی پس جب جنگ بدر کا دن آیا تو ابوجہل نے لوگوں کو برانگیختہ کیا اور کہا اپنے قافلہ کی طرف پہنچو تو امیہ نے نکلنا ناپسند کیا۔ ابوجہل نے اس کے پاس آکر کہا اے ابوصفوان جب تو بیٹھ گیا تو لوگ بھی بیٹھ جائیں گے۔ اگر تو پیچھے رہ گیا جبکہ تو ان سب کا سردار ہے تو لوگ تیرے ساتھ پیچھے رہ جائیں گے وہ برابر اصرار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ امیہ نے کہا لو جب تم مجھے مجبور ہی کر رہے ہو تو مکّے میں سب سے اچھا اونٹ خریدتا ہوں۔ پھر امیہ نے کہا اے صفوان کی ماں میری تیاری کر دے تو اس نے کہا اے صفوان کے ابا۔ کیا تو وہ بات بھول گیا جو تیرے مدنی بھائی نے تجھ کو بتائی تھی اس نے کہا نہیں اور میں ان کے ساتھ تھوڑی دور تک ہی جانے کا ارادہ رکھتا ہوں پس جب امیہ نکلا تو ہر ایک منزل پر جہاں اترتا تھا اپنے اونٹ کے زانو باندھتا رہا اور برابر اسی طرح کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے اس کو بدر کے مقام میں ہلاک کیا اور معانی نسما میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امیہ ابن خلف کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا وہ غلط ہے اور جنگ احد کا واقعہ شنبہ کے دن ساتویں تاریخ شوال

کو ہجرت کے تیئیسویں مہینے کے آغاز پر ہوا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ابوامامہ سردار یمامہ کو قید کر کے لایا گیا آپ کے حکم سے اس کو مسجد میں باندھ دیا گیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز تین دفعہ اس پر اسلام پیش کرتے رہے جب وہ نہ مانا تو اس کو اختیار دیا کہ تو آزاد رہنا چاہے تو آزاد کر دیا جائے گا فدیہ دینا چاہے تو فدیہ لے لیا جائے گا اور اگر قتل ہونا چاہے تو قتل کر دیا جائے گا اس نے کہا کہ اگر آپ قتل کریں گے تو یہ ایک بڑے آدمی کا قتل ہوگا اور اگر فدیہ لیں گے تو بڑے آدمی کا ہے اور اگر آزاد کریں گے تو ایک بڑے کو آزاد کرنا ہے لیکن یہ بات کہ میں اسلام لاؤں خدا کی قسم کہ میں مجبور ہو کر اسلام نہیں لاؤں گا۔ اس پر رسول اللہ کے حکم سے اس کو چھوڑ دیا گیا اس حسن سلوک کا اس پر اتنا اچھا اثر ہوا کہ اس نے جھٹ کہہ دیا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

اصبغ نے ابن المواز کی کتاب میں کہا ہے کہ امام کو چاہیے کہ جب کسی قیدی کو قتل کرنا چاہے تو اس کو اسلام کی دعوت دے اور اس سے پوچھ لے کہ جن لوگوں نے اسے قید کیا ہے آیا ان میں سے کسی کے ساتھ اس کا عہد ہے اور ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قیدیوں کے متعلق فدیہ لینے اور احسان رکھ کر چھوڑ دینے اور مار ڈالنے اور غلام کرنے میں اختیار دیا گیا کہ جو چاہیں کریں اور خطابی کی کتاب میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قیدی لایا گیا جو کانپتا تھا تو آپ نے فرمایا ادفوہ (یعنی اس کو گرم کپڑا اوڑھا دو) دفء سے اور ہمزہ بولنا آپ کے محاورہ سے نہیں تھا پس لوگ اسے لے گئے اور اسے قتل کر ڈالا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت ادا کر دی اور اگر آپ اس کے قتل کا ارادہ فرماتے تو کہتے دافوہ (یعنی اس کو جلدی قتل کرو) اور دافوا علیہ فا کی تشدید کے ساتھ (یعنی اس کو جلدی قتل کرو)۔

بنی قریظہ اور بنی نضیر کے بارہ میں

بخاری اور مسلم اور نسائی میں ہے کہ جنگ احزاب کے دن سعد بن معاذ کو تیر مار گیا جس سے ان کی اکحل کی رگ کٹ گئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آگ کے ساتھ اس کو داغ کیا تو ان کے ہاتھ پر ورم آگیا جب اس کو چھوڑ دیا تو خون بہنے لگا پھر دوبارہ داغ کیا تو پھر ان کا ہاتھ متورم ہو گیا پس جب انہوں نے یہ حالت دیکھی تو دعا کی کہ الٰہی میری اس وقت تک جان نہ نکلے جب تک بنی قریظہ کی طرف سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں پس اپنی رگ کو تھامے رہے ابھی کوئی قطرہ ٹپکنے نہ پایا تھا کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر نے سعد ابن معاذ کی منصفی منظور کر لی۔ لہٰذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا بھیجا وہ قریب ہی تھے گدھے پر سوار ہو کر آئے جب مسجد کے قریب آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ پس وہ لوگ کھڑے ہو گئے آپ آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے حضور نے سعدؓ ابن معاذ سے فرمایا یہ لوگ تمہاری منصفی منظور کرتے ہیں۔ سعدؓ نے کہا میں ان کے متعلق یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ لڑنے والے قتل کئے جائیں عورتیں اور بچے قید ہوں اور ان کا مال تقسیم کر لیا جائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ان کے بارے میں بادشاہ حقیقی کا سا فیصلہ کیا ہے اس کے بعد وہ لوگ قلعے سے اترے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینے میں بنی نجار کی ایک عورت بنت حارث کے گھر کے اندر قید کر دیا پھر آپ نے کھائیاں کھدوائیں اور ان کو بلا کر ان کھائیوں میں ان کی گردنیں اڑا دی گئیں اور ان میں حی ابن اخطب اور کعب ابن اسعد ان کے رئیس بھی تھے اور وہ چھ سو یا سات سو تھے اور ان کی کثرت بیان کرنے والا کہتا ہے کہ وہ آٹھ سو سے ہزار تک تھے۔

بنی قریظہ نے کعب بن اسد کو کہا بحالیکہ وہ ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لئے جا رہا تھا اے کعب! تیری رائے میں ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اس نے کہا کیا تم ہر موقع پر بے عقل بنے رہو گے ہاں کیا تم نہیں دیکھتے کہ پکارنے والا ٹلنے کا نہیں اور تم میں سے جانے والا واپس

آنے کا نہیں ؟ وہ تو خدا کی قسم قتل ہے چنانچہ وہ سب قتل ہوئے حضرت عائشہؓ نے کہا ہے کہ ان کی عورتوں میں سے ایک کے سوا اور کوئی قتل نہیں کی گئی۔ اس کا نام بنانہ تھا یہ وہ عورت تھی جس نے خلد وابن سوید پر چکی گرا کر انہیں قتل کر دیا تھا۔

عبداللہ ابن ابی بن سلول نے سعد بن معاذ کو بنی قریظہ کے بارے میں کہا کہ وہ میرے دونوں بازوؤں میں سے ایک ہیں اور وہ تین سو زرہ پوش اور چھ سو بے زرہ ہیں تو سعدؓ نے اس سے کہا کہ سعد قسم کھا چکا ہے کہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اس پر موثر نہ ہوگی پس سعد جب ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو ان کی رگ کھل گئی اور وہ فوت ہو گئے۔

ابن سحنون کی کتاب میں روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دشمن سے اللہ کے فیصلے پر رضامند ہونا منظور نہ کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ٹھیک اللہ کے فیصلے پر عمل کر سکو گے۔ ان کو اپنے فیصلے پر رضامند کرو سحنون نے کہا ہے کہ اگر امام ناواقف ہو اور ان کو اللہ کے فیصلے پر رضامند کرے یعنی جب انہوں نے اس کی درخواست کی ہو تو یہ مشتبہ امر ہے پس ان کو ان کی امن گاہ کی طرف لوٹایا جائے یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کریں محمدؒ نے کہا ہے کہ ان کے لوٹانے سے پہلے ان پر اسلام پیش کرنا چاہیئے پس اگر وہ انکار کریں تو ان پر جزیہ پیش کیا جائے اور سحنون نے کہا ہے کہ اگر وہ اللہ کے حکم اور فلاں شخص کے حکم پر رضامند ہوں اور وہ شخص تلوار یا قید یا اخذ مال کا فیصلہ کر دے تو یہ نافذ نہ ہوگا حتیٰ کہ وہ اکیلے خدا کے حکم پر رضامند ہوں۔

ابن شہاب نے مختصر مدونہ میں کہا ہے کہ بنی نضیر کا واقعہ ماہ محرم ۳ھ میں ہوا اور بعض نے کہا ۴ھ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے پچھلے پہر ۹ ربیع الاول کو ان کی طرف نکلے اور تیئیس (۲۳) دن ان کا محاصرہ رہا اور حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ چھبیس (۲۶) دن اور بنی قریظہ کے بارے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلے میں یہ فقہی نکتہ ہے کہ اہل ذمہ جب جنگ پر آمادہ ہو جائیں اور امام عادل ہو تو اس سے ان کی عورتوں

بچوں اور ضعیف لوگوں مثلاً بڈھوں مزمن مریضوں کو قید کرنا حلال سمجھے اس کے قائل امام اوزاعیؒ ہیں ابن قاسم نے بڑے بوڑھے اور مزمن مریض کے بارے میں نیز اس شخص کے بارے جوان سے مغلوب ہو اس اصول کی مخالفت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ان کے خون کو مباح سمجھنا اور ان کو قید کرنا جائز نہیں۔ ابوعبید نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو بنی قریظہ کے خون کو مباح قرار دیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آپ کے خلاف عرب کی حملہ آور جماعتوں کی مدد کی تھی باوجودیکہ ان کا آپ سے معاہدہ تھا پس آپ نے اس کو ان کی معاہدہ شکنی قرار دیا۔ ابوعبید اور سفیان ابن عیینہ نے کہا ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم سے معاہدہ کیا ہو اور اس نے معاہدہ شکنی کی ہو اور آپ نے اس کا قتل حلال نہ ٹھہرایا سوائے اہل مکہ کے۔ وہ بھی ان پر احسان فرمایا تھا اور اہل مکہ کی عہد شکنی یہ تھی کہ ان کے حلیفوں یعنی بنو بکر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حلیفوں یعنی بنی خزاعہ سے جنگ کی تو اہل مکہ نے آپ کے حلیفوں کے خلاف بنو بکر کو مدد دی پس آپ نے ان سے جنگ کرنا حلال ٹھہرایا۔

مفضل نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کا اکیس رات محاصرہ جاری رکھا پھر انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے صلح کی درخواست کی مگر آپ نے انکار کر دیا مگر اس شرط پر کہ مدینہ سے نکل جائیں۔ وہ اس پر راضی ہو گئے تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ تین تین گھر والوں کا اسباب صرف ایک ایک اونٹ پر جس قدر چاہیں لادلیں اور جو باقی ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے تو وہ لوگ ملک شام کی طرف نکل گئے یہ ہوا ان کا حشر۔

ابوعبید نے کتاب الاموال میں ذکر کیا ہے کہ یہود کو کہا گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلے تسلیم کرلو۔ انہوں نے کہا ہمارا مدار سعدؓ کے فیصلے پر ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر سعدؓ کے فیصلے پر ہی مدار رکھو۔

ابوداؤد کی مصنف میں ہے کہ بنو نضیر بنو قریظہ سے افضل تھے اور دونوں ہارون علیہ السلام

کی اولاد سے تھے۔ کتاب المفضل میں ہے کہ بنو نضیر کی جلاوطنی کا سبب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ صحابہؓ کی ایک جماعت تھی پس ان کے ساتھ اس بارہ میں گفتگو فرمائی کہ بنی کلاب کے ان دو مقتولوں کی دیت میں آپ کو مدد دیں جن کو عمرو بن امیہ ضمیری نے قتل کر دیا۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم! ہم تعمیل کو حاضر ہیں اور انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ تخلیہ میں مشورہ کیا اور آپ کے ساتھ غداری کا قصد کیا۔ عمرو بن جحاش نضیری نے کہا میں کوٹھے پر چڑھ کر اس پر پتھر گرا دوں گا۔ دوسرے مورخ نے چکی کا ذکر کیا ہے۔ تو ان کو سلام بن مشکم نے کہا ایسا نہ کرنا خدا کی قسم تم نے جو قصد کیا ہے اس کو اس کی اطلاع مل جائے گی اور یہ ہمارے اور اس کے عہد کی خلاف ورزی ہے اور ادھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے قصد کی اطلاع پہنچ گئی۔ دوسرے راوی نے بیان کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہو کر آپ کو خبر دی تو آپ جلدی اٹھ کھڑے ہوئے اور مدینہ کی طرف تشریف لے گئے اور آپ کے صحابہؓ بھی آپ سے آملے۔ تو انہوں نے عرض کیا حضورؐ چلے آئے ہم کو پتہ بھی نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا یہود نے غداری کا قصد کیا تھا تو مجھے اللہ عزّوجل نے اس کی خبر دے دی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو کہلا بھیجا کہ میرے شہر سے نکل جاؤ۔ میرے ساتھ مقیم نہ ہو تم نے میرے ساتھ غدر کرنے کا قصد کیا۔ اب میں تم کو دس دن کی مہلت دیتا ہوں پس اس کے بعد جو شخص یہاں پایا گیا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ تو وہ لوگ کچھ دنوں تک تیاری کرنے کے لئے ٹھہر گئے اور عبداللہ بن ابیّ نے ان کو کہلا بھیجا تم اپنے گھروں سے نہ نکلو کیونکہ میرے ساتھ دو ہزار جوان ہیں جو تمہارے ساتھ قلعوں میں داخل ہوں گے اور تمہارے اردگرد کٹ مریں گے اور بنو قریظہ اور بنی غطفان سے تمہارے حلیف تم کو مدد دیں گے پس ان کے سردار حیی کو اس کے قول سے طمع ہو گئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کہلا بھیجا کہ ہم اپنے گھروں سے نہیں نکلتے تمہارے جی میں جو آئے سو کرو۔

Marfat.com

پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور ان پر چڑھائی کر دی۔ علیؓ بن ابی طالب کے ہاتھ میں آپ کا جھنڈا تھا جب انہوں نے آپ کو آتے دیکھا تو اپنے قلعوں پر چڑھ گئے اور ان کے پاس تیر اور پتھر تھے۔ قریظہ نے ان سے کنارہ کشی اختیار کی اور ابن ابیّ نے اور ان کے غطفانی حلیفوں نے ان سے خیانت کی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا، و ران کے نخلستان تباہ کر دیئے۔ اب انہوں نے کہا ہم آپ کے شہر سے نکلنے کو تیار ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتے اگر نکلنا ہے تو فوراً نکل جاؤ۔ تمہارے خون معاف اور ہتھیاروں کے سوا اور جو کچھ اونٹوں پر لاد سکو وہ بھی لے جاؤ۔ انہوں نے اس کو منظور کر لیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اموال اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا اور بنو نضیر کے اموال محض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ضرورتوں کے لئے مخصوص تھے۔ اس کا پانچواں حصہ نہیں نکالا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو بطور غنیمت دیا تھا اور مسلمانوں کو اس پر گھوڑوں اور اونٹوں کے ساتھ حملہ آور ہونا نہیں پڑا۔ پس یہ بنی نضیر کا بدلہ ہے جس کے متعلق اللہ عزوجل نے فرمایا ہے "تو جو لوگ تم میں سے ایسا کریں اس کے سوا ان کا اور کیا بدلہ ہو سکتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان کی رسوائی ہو" (البقرہ ع ۱۰) اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے "تاکہ بدکار لوگوں کو رسوا کرے" (الحشر ع ۱)۔

بنی قریظہ کی طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ چڑھائی کی اور ان کا پندرہ روز تک محاصرہ رکھا۔ تب انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ ان کی طرف ابولبابہ کو بھیجا جائے۔ آپ نے ان کو بھیج دیا۔ بنو قریظہ نے اپنے معاملہ میں ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا کہ اب تمہارا فیصلہ ذبح کئے جانا ہے۔ پھر ان کو اپنے اس اشارہ پر ندامت[1]

---

[1] ندامت کی وجہ یہ تھی کہ ابھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے فیصلہ صادر نہیں ہوا تھا جس نے پہلے ہی فیصلے کے متعلق اظہار رائے کی گستاخی کی یا اگر اس فیصلے سے تعلق دربار رسالت سے کچھ اشارات معلوم تھے تو ان کو ابھی سینہ راز میں رکھنا تھا۔ یہ بے موقع افشائے راز کی حرکت تھی۔ دہلوی ۱۲ –

ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس نہیں گئے بلکہ مسجد میں گئے اور اپنے آپ کو ایک ستون کے ساتھ باندھ لیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے حتیٰ کہ اللہ نے ان کو توبہ کی بشارت دی۔

پھر بنو قریظہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے سر جھکا دیا۔ ان کے بارہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو حکم دیا انہوں نے ان کی مشکیں کس دیں اور ایک طرف کو الگ کر دیا بعد ازاں آپ نے عبداللہ بن سلام کو مامور کیا تو انہوں نے ان کا اسباب اور جو کچھ ان کے قلعوں میں پایا گیا از قسم اسلحہ اور اثاثہ جمع کیا۔ ان میں ڈھائی ہزار تلواریں تین سو زرہیں اور ایک ہزار نیزے پانسو سپر اور چرمی ڈھالیں ملیں اور ان کے پاس شراب کے مٹکے ملے جن کو گرا دیا گیا۔ اس مال غنیمت سے خمس نہیں نکالا گیا

قبیلہ اوس نے ان کے بارہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ لوگ ان کو بخش دیئے جائیں کیونکہ وہ ان کے حلیف تھے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا فیصلہ سعدؓ بن معاذ کے سپرد فرمایا پس سعدؓ نے ان کے بارہ میں جنگجو جوانوں کو قتل کرنے، عورتوں اور بچوں کو قید کرنے اور مال تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بادشاہ حقیقی کا سا فیصلہ کیا ہے جو سات آسمانوں کے ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور ان کے بارہ میں حکم دیا جس کی رو سے ان کو مدینہ میں داخل کیا گیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرامؓ تشریف فرما ہوئے اور قریظیوں کو ٹولی ٹولی کر کے نکالا گیا اور ان کی گردنیں اڑائی گئیں۔ یہ لوگ چھ سو سے سات سو تک تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خاص اپنے لئے ریحانہ بنت عمرو کو رکھا اور لوٹ کا مال جمع کرنے کا حکم دیا جسے جمع کیا گیا اور تمام اسباب اور قیدیوں سے پانچواں حصہ نکالا اور باقی آپ کے حکم سے نیلام کیا گیا اور اس کو مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔ تمام حصے تین ہزار بہتر ہوئے (۳۰۷۲) جن میں دو حصے گھوڑے کے اور ایک حصہ اس کے سوار کا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیدیوں میں سے کسی

کو آزاد کرتے تھے کسی کو عطا کر دیتے تھے اور کسی کو خدمت پر لگاتے تھے اور اسی طرح مالک نے مستخرجہ میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریظہ کے مال سے خمس نکالا ہے۔ نضیر کے مال سے خمس نہیں نکالا۔

فتح مکہ کے وقت امن دینے کے متعلق

ایک دشمنِ اسلام جس کے طلبِ امن پر بھی امن نہیں دیا گیا

مؤطا اور بخاری اور مسلم اور نسائی میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ کے سر مبارک پر خود تھی۔ جب اس کو اتارا تو ایک آدمی آپ کے حضور میں آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ابن خطل[1] کعبہ کے پردوں کو تھامے کھڑا ہے تو آپ نے فرمایا اس کو قتل کر ڈالو۔ اسی طرح امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا ہے کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کے پیچھے اسامہ بن زید تھے آپ نے پکار کر فرمایا کہ زخمی کو ہلاک نہ کیا جائے۔ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے اور جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے اس کو امن ہے اور نسائی وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کعبہ میں داخل ہو اس کو امن ہے اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے اس کو امن ہے اور جو شخص ہتھیار رکھ دے اس کو امن ہے اور جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو اس کو امن ہے اور سب لوگوں کو امن دے دیا سوائے چار مردوں اور دو عورتوں کے اور ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ سوائے چھ مردوں اور چار عورتوں کے چنانچہ ان کے بارہ میں حکم فرمایا کہ قتل کئے جائیں اگرچہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹک جائیں اور وہ نسائی وغیرہ کے

---

[1] ابن خطل ایک بدترین کافر تھا جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے میں انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ وہ رقص و سرود کی مجلس قائم کرتا اور اس میں رقاصہ عورتوں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کے راگ سنتا کعبہ کے پردوں کو تھامنا درخواست امن کی ایک بہترین صورت ہے مگر اس کے جرائم ماضیہ کے آگے طلب رحم کی یہ حالت بے سود تھی ۱۲۔

بیان کے مطابق عبداللہ بن خطل عکرمہ بن ابی جہل مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھے۔ عبداللہ بن خطل پر قابو پا یا گیا جبکہ وہ کعبہ کے پردوں کو تھامے ہوئے تھا اس کی طرف سعیدؓ بن حریث اور عمارؓ بن یاسر آگے بڑھے تو سعیدؓ نے عمار سے آگے بڑھ کر جو دونوں میں جھریرا بدن رکھتے تھے اس کو قتل کر دیا۔ مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں جا لیا اور اسے ہلاک کر ڈالا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل کے مال سے تعرض نہیں کیا اور ابن ہشام نے ذکر کیا کہ مقیس کو نمیلہ نے قتل کیا اور وہ اسی کی قوم کے ایک آدمی تھے اور عبداللہ بن خطل کو سعید بن حریث اور ابو برزہ اسلمی نے قتل کیا اور دونوں اس کے خون میں شریک تھے عکرمہ نے بھاگ کر بحری سفر اختیار کیا مسافروں کو طوفان نے آ لیا کشتی والوں نے کہا خدا کی خالص عبادت اختیار کرو کیونکہ یہاں تمہارے باطل معبود کچھ فائدہ نہیں دیتے عکرمہ نے کہا "واللہ اگر سمندر میں مجھے خدا کی خالص عبادت ہی نجات دلا سکتی ہے تو خشکی میں بھی مجھے اس کے سوا کوئی چیز نجات نہ دلائے گی۔ الٰہی میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اگر تو نے مجھے اس مصیبت سے بچا لیا جس میں مبتلا ہوں تو میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گا حتےٰ کہ اُن کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دوں گا کیونکہ میں اُن کو معاف کرنے والا کریم النفس پاتا ہوں"۔ چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس چھپ گیا پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو وہ اس کو نکال لائے حتےٰ کہ اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کھڑا کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ عبداللہ کو بیعت فرمائیے۔ تو آپ نے سر اٹھایا اور تین مرتبہ اس کو تاڑا۔ ہر مرتبہ آپ کا انکار ہی تھا۔ اس کے بعد آپ نے اُسے بیعت کر لیا پھر اپنے صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم میں سے کوئی بھی سوقع شناس نہیں کہ جب وہ دیکھتا کہ میں نے اس کو بیعت کرنے سے ہاتھ روک لیا

لہ سعید بن حریث اس وقت پندرہ سال کے نوجوان تھے ۱۲۔

فوراً کھڑا ہو جاتا اور اس کو قتل کر دیتا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں کیا معلوم کہ حضورؐ کے دل میں کیا ہے۔ حضورؐ نے ہم کو سر سے اشارہ کیوں نہ کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا نبیؐ کو یہ بات زیبا نہیں کہ دُزدیدہ نگاہوں سے کام لے۔

ابن ہشام کی کتاب میں ہے اور اس کو ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ مردوں اور عورتوں کے سوا حویرث بن نضیر بن وہب بن عبد مناف بن قصی کے قتل کا بھی حکم دیا اس کو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے مقید کر کے قتل کیا۔ اس کو ابن حبیب نے ذکر کیا ہے اور ابن حبیب نے ان دو عورتوں کے سوا دو اور عورتوں کا بھی ذکر کیا ہے وہ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ اور سارہ بنت عمرو بن ہشام کی آزاد کردہ کنیز تھی اور دو مذکورہ عورتیں دو کنیزیں فرتنا اور قریبہ تھیں جو عبداللہ بن خطل کے لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کے گیت گاتی تھیں۔ فرتنا مسلمان ہو گئی حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے عہد میں فوت ہوئی اور قریبہ اور سارہ قتل کی گئیں اور ہندہ بنت عتبہ مسلمان ہو گئی اور اس نے بیعت کر لی۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ سارہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے امن دے دیا وہ زندہ رہی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے زمانے میں ایک شخص نے سنگلاخ وادی میں اس کو گھوڑے کے ٹاپوں سے کچل کر مار ڈالا اور ابو عبید نے کتاب الاحوال میں ذکر کیا ہے کہ سارہ حاطب کا خط مکے کی طرف لے گئی تھی۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن ابی سرح کے قتل کا حکم دیا کیونکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ پھر مشرک ہو کر مرتد ہو گیا اس کے بعد پھر اسلام لے آیا۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک عہدہ پر مامور کر دیا۔ پھر حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ نے اس کو عہدہ دیا۔ عبداللہ بن خطل بھی مسلمان تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو کسی کام کے لئے بھیجا اور اس کے ساتھ ایک آدمی انصار میں

سے بھیجا اور اس کے ساتھ اس کا ایک غلام تھا جو اس کی خدمت کرتا تھا اور وہ مسلمان تھا وہ ایک منزل میں اُترا اور غلام کو حکم دیا کہ اس کے لئے ایک بکرا ذبح کر کے کھانا پکائے پھر سو گیا اور جاگا تو اس نے کوئی چیز تیار نہ کی تھی۔ اس پر جھپٹ کر اسے مار ڈالا پھر مشرک ہو کر مرتد ہو گیا اور حویرث بنی نضیر اُن لوگوں سے تھا جو رسول اللہ کو مکے میں اذیت دیا کرتے تھے اور عباس بن عبد المطلب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں فاطمہؓ و ام کلثومؓ کو مکے سے مدینے کی طرف لے جا رہے تھے تو حویرث نے ان دونوں کو لکڑی سے دھکیلا اور ان کو زمین پر گرا دیا اور مقیس نے ایک انصاری کو قتل کیا تھا جس نے اس کے بھائی کو غلطی سے مار ڈالا تھا اور وہ مشرک بن کر مکے کی طرف واپس چلا گیا اور مقیس مکے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ۶ھ سال حدیبیہ میں حاضر ہوا اور اپنے بھائی کی دیت طلب کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بھائی کی دیت کا حکم دے دیا۔ پھر اس نے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا اور مشرک بن کر مکے کو واپس چلا گیا اور اس نے ایک شعر میں کہا ہے ؎

حَلَلْتُ بِهٖ وِتْرِی وَاَدْرَکْتُ ثُوْرَتِیْ
وَکُنْتُ اِلَی الْاَوْثَانِ اَوَّلَ رَاجِعٍ

اور جس شخص نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا وہ ہشام بن صبابہ ایک آدمی عبادہ بن صامت کی جماعت سے تھا جو غلطی سے غزوہ بنی مصطلق میں ماہ شعبان ۶ھ میں اس پہ وار کر بیٹھا اور وہ سمجھتا تھا کہ وہ دشمن ہے۔

ابن ہشام نے کہا مجھے روایت پہنچی ہے کہ سب سے پہلا مقتول جس کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن دیت ادا فرمائی وہ جنیدب بن اکوع تھا۔ اس کو بنو کعب نے قتل کیا تھا پس آپ نے اس کی دیت میں سو اونٹنیاں دیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جماعت خزاعہ اپنے ہاتھ قتل سے بند کرو کیونکہ قتل بہت ہو چکا ہے ابن حبیب نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے بنی خزاعہ کو اذن دے دیا تھا کہ عصر کی نماز تک بنی بکر میں تلوار چلاتے رہیں۔ ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قصہ یہ ہے کہ سال حدیبیہ میں جو صلح نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور اہل مکہ کے درمیان قائم ہوئی اس میں ایک یہ شرط واقع ہوئی تھی کہ جو کوئی چاہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق معاہدہ میں داخل ہو جائے اور جو کوئی چاہے اہل مکہ کے معاہدہ میں داخل ہو جائے۔ تو بنی خزاعہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معاہدہ میں داخل ہو گئے بنو بکر اہل مکہ کے معاہدہ میں بعد ازاں بنو بکر نے بنی خزاعہ پر حملہ کر دیا اور ان کے بارے میں اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور ان کو تباہ کر دیا۔ پس عمرو ابن سالم خزاعی نکلا یہاں تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینے میں آیا اور آپ سے مدد مانگی اور یہی عمرو فتح مکہ کا محرک ہوا۔ ابن سلام نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ بنی خزاعہ نے جن لوگوں کو مکے میں قتل کیا وہ پچاس آدمی تھے ان کے قتل کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ویشف صدور قوم مؤمنین (التوبہ ۱۴) ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ قریش کی سرسبزی پامال کر دی گئی۔ آج کے بعد قریش نہ ہوں گے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کے ساتھ آئندہ کبھی جنگ نہ کی جائے گی اور کوئی قریشی کبھی مقید کر کے قتل نہ کیا جائے گا۔

نماز کو قصر کرنے کا حکم | ابن حبیب نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکے میں پندرہ راتیں ٹھہرے نماز کو قصر کرتے رہے اور بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکے میں انیس [19] دن مقیم رہ کر قصر فرماتے رہے اور انس سے روایت ہے کہ ہم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس دن ٹھہر کر قصر کی۔ ابن عباس نے کہا کہ اس منزل میں جو ہمارے اور مکے کے درمیان ہے انیس دن تک قصر پڑھتے رہے پس زیادہ ٹھہرتے تو پوری پڑھتے اور مزنی نے کہا امام شافعی سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح فرمایا تو وہاں اٹھارہ دن ٹھہر کر قصر کرتے رہے اور مصنف ابی داؤد میں جابر سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور نماز قصر پڑھتے رہے۔

سرداران یہود کا حشر | مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کا محاصرہ بیس سے بیس

رات تک رکھا۔ پھر انہوں نے اسی شرط پر امن حاصل کیا کہ کوئی چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ چھپائیں گے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حقیق کے بیٹو! تم کو اپنی عداوت اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ معلوم ہے پھر بھی کوئی بات مجھے اس سے مانع نہیں کہ تم کو وہی حق دوں جو تمہارے ساتھیوں کو دیا ہے۔ تم نے مجھ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر کسی چیز کو چھپاؤ گے تو تمہارے خون ہمارے لئے حلال ہو جائیں گے۔ تمہارے برتن کیا ہوئے انہوں نے کہا ہم نے ان کو اپنی جنگ میں خرچ کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر آپؐ نے صحابہؓ کو حکم دیا تو وہ اس مکان میں آئے جس میں برتن تھے اور ان کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ لہٰذا ان کی گردنیں اڑا دی گئیں۔ ابن عقبہ کی کتاب میں ہے کہ انہوں نے اس شرط پر امن حاصل کیا تھا کہ کوئی چیز سوائے پہنے ہوئے کپڑوں کے ان کی ملک نہ ہوگی اور وہ اگر کسی چیز کو چھپائیں گے تو اللہ کے ذمہ اور اس کے رسولؐ کے ذمہ سے محروم ہوں گے۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ ہم سے یزید نے حدیث بیان کی کہ حیی ابن اخطب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ معاہدہ کیا کہ وہ آپؐ کے خلاف کسی کی مدد نہ کرے گا اور اس معاہدہ پر اللہ کو ضامن بنایا پس جب بنی قریظہ کا دن آیا تو اس کو اور اس کے بیٹے سلمی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیش کیا گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اپنا موزوں بدلہ پاؤ پھر اس کی اور اس کے بیٹے کی گردن اڑا دی اور ابو عبیدہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ابن ابو الحقیق کی طرف بھیجا تاکہ اس کو قتل کر دیں۔ پس انہوں نے اسے قتل کر دیا اور ابو الحقیق کے مال سے ایک خزانہ تھا جس کو مسک الجمل (اونٹ کا چمڑہ) کہتے تھے اور بڑے کے بعد بڑا اس کا متولی ہوتا تھا پس اس کو انہوں نے غائب کر لیا اور چھپا لیا اس پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کی عہد شکنی کی پاداش میں قتل کر دیا واقدی نے کہا ہے کہ اس خزانہ کی تعداد دس ہزار دینار تھی۔

جنگ احزاب اور بنی غطفان کہتے ہیں کہ جنگ احزاب جنگ احد سے دو برس بعد ہوئی اور یہ

وہ دن تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خندق کو کھودا اور ان دونوں کافروں کا سردار ابوسفیان بن صخر بن حرب تھا پس انہوں نے دس راتیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو محاصرہ میں رکھا۔ مسلمانوں کو بڑی بے چینی لاحق ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی کہ "الٰہی میں تجھ کو تیرا عہد اور وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ الٰہی اگر تیری یہی مشیئت ہے تو تیری عبادت نہ کی جائے گی"۔ پس تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے نخلستان کی پیداوار کا "تیسرا حصہ" اس کو پیش کیا۔ اس شرط پہ کہ حملہ آور جماعتوں کی امداد نہ کرے گا اور اپنے غطفانی ہمراہیوں سمیت واپس چلا جائے گا عینیہ نے جواب دیا کہ نہیں اس کی پیداوار کا آدھا حصہ لے کر میں ایسا کردوں گا۔ اس پہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو جو اوس کے سردار تھے اور سعد بن عبادہ کو جو خزرج کے سردار تھے، بلا بھیجا اور فرمایا کہ عینیہ مجھ سے تمہارے نخلستان کی آدھی پیداوار مانگتا ہے اس وعدہ پہ کہ وہ اپنے غطفانی ساتھیوں سے سمیت واپس چلا جائے گا اور حملہ آور جماعتوں کی امداد چھوڑ دے گا میں اس کو تیسرا حصہ دیتا تھا اور وہ نصف پہ اصرار کرتا ہے اب تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کو کسی بات کا حکم ہوا ہے تو اس کو عمل میں لائیے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھ کو کسی بات کا حکم ہوا ہوتا تو میں تم سے مشورہ طلب نہ کرتا لیکن یہ میری رائے ہے جو تم پر پیش کر رہا ہوں، اس پہ انہوں نے عرض کیا کہ پھر ہم ان کو سوائے ضرب شمشیر کے اور کچھ پیش نہ کریں گے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی خوب ہے۔

ابن عتبہ کی کتاب میں ہے کہ یہودیوں نے اس شرط پر امن حاصل کیا کہ وہ پہنے ہوئے کپڑوں کے سوا اور کسی چیز کے مالک نہ ہوں گے اور انہوں نے اگر کسی چیز کو چھپایا تو ان سے اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول کا ذمہ منقطع ہوگا اور فتح مکہ کے دن خالد کی فوج میں سے دو آدمی کرز بن جابر منہری اور خالد بن اخفش خزاعی قتل ہوئے۔ ابن حبیب نے کہا مشرکین میں سے تئیس آدمی قتل ہوئے اور ابن ہشام

Marfat.com

نے کہا بارہ یا تیرہ

کفار کے ساتھ صلح کرنے کا مسئلہ

ابو عبیدہ نے کہا مشرکوں کے ساتھ ایک مدت معلومہ کے لئے صلح اور التوائے جنگ کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ ان کے ساتھ صلح جائز ہے جس کی دلیل اللہ عزوجل کا یہ قول ہے کہ "وہ اگر صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اس کی طرف جھکو" (الانفال ۶۱) اور اللہ تعالے کا یہ قول کہ "مسلمانو! تم بودے نہ بنو اور خود پیام دے کر دشمنوں کو صلح کی طرف نہ بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے" (محمدؐ ۴۷) یہ دونوں آیتیں محکم ہیں کہ جب مشرک صلح کے لئے بلائیں تو ان کی درخواست قبول کرو اور مسلمان جب قوت میں ہوں تو ان کو صلح کی طرف نہ بلائیں اور یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ کا ہے اور ایک جماعت نے کہا ان کے ساتھ کسی صورت میں صلح نہ کی جائے اور ان کے ساتھ تو جنگ ہی ہو۔ یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں یا جزیہ ادا کریں اور انہوں نے اس آیت کو جو سورۂ انفال میں ہے آیۂ قتال[1] کے ساتھ منسوخ قرار دیا ہے اور یہ ابن عباس سے مروی ہے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ جب مسلمان ان کی جنگ سے عاجز آجائیں تو کچھ مال پر صلح کر لینا جائز ہے جو مسلمان ان کو ادا کر دیں گے اور روایت ہے کہ معاویہؓ ابن ابی سفیان اور عبدالملک بن مروان نے ایسا کیا ہے یہ اوزاعیؒ نے ذکر کیا ہے اور امام مالکؒ کی دلیل صلح کی اجازت میں صفوان بن امیہ کو رسول اللہؐ کا یہ فرمانا ہے جبکہ اس کی طرف وہب بن عمیر کو اپنی چادر دے کر بھیجا کہ صفوان کے لئے دو مہینے امن ہے پھر اس کو فرمایا کہ ابن ابو وہب صلح کر لو اس نے کہا نہیں صلح نہیں کروں گا یہاں تک کہ آپ مجھے واضح طور پر فرمائیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا تمہیں حق ہے کہ چار مہینے تک آزادی سے چلو پھرو اور اوزاعیؒ نے ذکر کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان روم کے سرکش بادشاہ کو ہر روز ایک ہزار دینار دیتا تھا۔ اس کو ولید بن مسلم نے بروایت اوزاعیؒ ذکر کیا ہے اور

---

[1] متقدمین کی کتابوں میں سورۂ محمدؐ کو سورۂ قتال لکھا ہے ۱۲

Marfat.com

کہا کہ معاویہ نے ایام صفین میں ایسا ہی کیا اور عبدالملک نے ابن زبیر کے زمانے میں ایسا کیا۔

مالِ غنیمت کے حصّوں کے متعلق

بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے لئے دو حصے اور پیدل کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا۔ یہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور علماء نے اس عمل پر اجماع کیا ہے۔ سوائے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے۔ کیونکہ انہوں نے سوار کے لئے دو حصے میں ایک حصہ اس کا اپنا اور ایک حصہ اس کے گھوڑے کا رکھا ہے اور انہوں نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے جس کو مجمع بن حارثہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے جنگِ خیبر میں گھوڑے پہ آنے والے کے لئے مال یوں تقسیم کیا کہ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا اور نیز ابن مبارک کی حدیث سے دلیل پکڑی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سوار کے لئے دو حصے اور پیدل کے لئے ایک حصہ ٹھہرایا اور ان روایتوں میں سے کوان کے لئے دلیل نہیں کیونکہ ابن عباس نے خیبر کی تقسیم میں اس کے خلاف روایت کیا ہے اور عبداللہ بن عمر کے علاوہ اکثر اصحاب نے ان کی روایت کی مخالفت کی ہے اور خیبر کا مال غنیمت خاص اہل حدیبیہ کے چودہ سو آدمیوں کے لئے تھا اور اہلِ حدیبیہ سے جابر بن عبداللہ کے سوا کوئی غائب نہ تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بھی حصہ رکھا اور اپنے تمام غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی پر عمل کیا کہ گھوڑے کے دو حصے اور سوار کا ایک حصہ۔

ابن اسحاق نے کہا کہ بنی قریظہ کے معرکے میں چھتیس سوار تھے۔ اسی طرح مدونہ میں آیا ہے اور یہ پہلا مال غنیمت تھا جس میں حصے واجب ہوئے ہیں اور اس سے پانچواں حصہ نکالا گیا ہے اور اس پر سنت جاری ہوئی ہے اور اسمٰعیل قاضی نے بھی کہا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ بعض علماء کا یہ قول ہے کہ پانچواں حصہ کا حکم اس کے بعد نازل ہوا ہے اور اس کے بارے میں حدیث سے کوئی شافی بیان نہیں ملتا

Marfat.com

خمس کا ذکر یقیناً حنین کے اموالِ غنیمت میں آیا ہے اور یہ آخری غنیمت ہے جس کی جنگ میں رسول اللہ علیہ وسلم شامل ہوئے۔

واقدی نے کہا ہے کہ کتاب المفصل میں ہے کہ پہلی مرتبہ پانچواں حصہ بنی قینقاع کی جنگ میں نکالا گیا۔ جو بدر سے ایک مہینہ تین دن بعد ہوئی۔ جن دنوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پندرہ راتیں ان کا محاصرہ کیا۔ تو انہوں نے آپ کے فیصلے پر رضامندی ظاہر کی۔ آپ نے اسی شرط پر ان سے صلح کی کہ ان کا مال آپ کے لئے اور ان کی عورتیں اور بچے ان کے لئے ہوں گے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہتھیاروں سے تین کمانیں اور دو زرہیں اور تین تلواریں لے لیں اور ان کے مالوں کا پانچواں حصہ نکالا۔

اہلِ بدر کی تعداد | بزّار نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ بدر کے دن مسلمان تین سو تیرہ (۳۱۳) تھے۔ مہاجرین سے ستتر (۷۷) اور انصار میں سے دو سو چھتیس (۲۳۶)۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت علیؓ کے ساتھ اور انصار کا جھنڈا سعدؓ بن عبادہ کے ساتھ تھا اور ان میں سے بیس غلام تھے اور ان کے ساتھ تین گھوڑے تھے۔ زبیر کا گھوڑا مقداد کا گھوڑا اور مرثد بن ابی مرثد کا گھوڑا اور ستر اونٹ تھے جن پر باری باری چڑھتے تھے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ اور مرثد ایک اونٹ پر باری باری چڑھتے تھے اور حمزہ اور زید بن حارثہ اور ابو کبشہ اور انیسہ کو دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام تھے ایک اونٹ پر باری باری چڑھتے تھے اور ابو بکر اور عمر اور عبدالرحمن ایک اونٹ پر باری باری چڑھتے تھے اور ابن ہشام نے کہا ہے کہ تین سو چودہ (۳۱۴) آدمی تھے۔ تراسی (۸۳) مہاجروں میں اکسٹھ (۶۱) اوس میں سے اور دو سو ستر (۲۷۰) خزرج میں سے اور بخاری نے ذکر کیا ہے کہ قریش میں سے تمام حاضرین بدر جن کے لئے حصہ نکالا گیا اکاسی (۸۱) آدمی تھے۔

مالِ غنیمت کی تقسیم | اسمٰعیل قاضی نے ذکر کیا ہے کہ عبادہؓ بن صامت نے کہا "ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی طرف نکلے پھر جب اللہ نے مشرکوں کو شکست دی تو ایک جماعت ان کو قتل کرنے

کے لئے پیچھے گئی اور ایک جماعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر حلقہ لئے رہی اور ایک جماعت نے فوج اور لوٹ پر غلبہ پایا جب وہ لوگ واپس آئے جنہوں نے مشرکوں کا تعاقب کیا تھا تو انہوں نے کہا ہمارے لئے لوٹ کا حصہ نکالو ہم نے دشمن کا تعاقب کیا تھا اور جنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر حلقہ کر رکھا تھا انہوں نے کہا ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ ہم نے رسول پر حلقہ کیا تاکہ دشمن آپ کو کوئی ناگہاں ایذا نہ پہنچائے اور جنہوں نے لشکر پر غلبہ پایا تھا انہوں نے کہا کہ یہ مال غنیمت ہمارا حق ہے ہم نے اس پر قبضہ کیا ہے تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ الخ لہذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبل اس کے یہ آیت نازل ہوئی وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ اسمٰعیل نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کا مال مہاجروں اور تین انصاریوں یعنی سہل بن حنیف اور ابودجانہ اور حارث بن صمہ میں تقسیم کر دیا کیونکہ مہاجرین جب مدینہ میں آئے تو انصار ان کو اپنی پیداوار نصفا نصف دینے لگے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تو میں بنی نضیر کا مال تم میں اور ان میں تقسیم کر دوں اور تم اپنی پیداوار کے متعلق ان کے ساتھ سلوک کرنے پر قائم رہو اور اگر تم چاہو تو میں وہ صرف مہاجرین کو دے دوں اور جو کچھ اپنی پیداوار تم ان کو دیتے ہو وہ بند کر لو۔ تو انہوں نے عرض کیا بلکہ آپ ہم کو چھوڑ کر انہی کو عطا فرمائیں اور ہم اپنی پیداوار دینی بند رکھیں گے چنانچہ جو کچھ تھا رسول اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو دے دیا جس سے وہ آسودہ ہو گئے اور مہاجرین کی جو پیداوار ان کے پاس رد کی اس سے وہ خوشحال ہو گئے اور انصار میں انہی تین شخصوں نے محتاجی کی شکایت کی تھی ۔

غائب کا حصہ ابن ہشام اور ابن سحنون اور ابن حبیب اور برقی نے ذکر کیا کہ طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن زید جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے وہ شام گئے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے حصے رکھے انہوں نے کہا اور ہمارے اجر یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اور تمہارے اجر بھی ۔ بخاری نے ذکر کیا کہ عقبہ بن عامر انصاری جنگ بدر میں حاضر تھے اور بھی

بن معین نے کہا وہ اس میں حاضر نہیں ہوئے۔ وہ تو بیعت عقبہ[1] میں حاضر ہوئے تھے۔

ابن سحنون اور ابن حبیب نے ذکر کیا کہ ابو لبابہ اور حارث بن حاطب اور عاصم بن عدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو آپ نے ان کو واپس بھیج دیا اور ابو لبابہ کو مدینہ کا امیر بنا دیا اور ابن ام مکتوم کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے حصے نکالے اور حارث بن صمہ مقام روحاء[2] میں کمین گاہ میں تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے حصہ نکالا۔ ابن ہشام نے کہا ہے کہ خوات بن جبیر بن النعمان کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حصہ نکالا اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں پیچھے رہ گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ بھی نکالا۔ انہوں نے عرض کیا میرا اجر یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اور تمہارا اجر بھی تم کو ملے گا۔

ابن حبیب نے کہا ہے یہ (غائب کو حصہ دینا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اور مسلمانوں نے آپ کے بعد اجماع کیا ہے کہ غائب کے لئے حصہ نہیں اور ابن وہب اور ابن نافع نے روایت کی ہے امام مالک سے کہ جب امام کسی کو فوج کے مصالح میں بھیجے تو اس کو اس کا حصہ ملے گا اور امام مالک سے یہ بھی مروی ہے کہ اس کا حصہ نہیں سحنون کہتے ہیں کہ میں پہلی روایت کا قائل ہوں۔

بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے روز ابن عمر کو واپس بھیج دیا جبکہ وہ چودہ سال کے تھے اور جنگ خندق میں ان کو اجازت دی جبکہ وہ پندرہ سال کے تھے اور زید بن ثابت اور براء بن عازب کو جنگ خندق کے روز اجازت دی اور وہ دونوں پندرہ پندرہ برس کے تھے اور ابن حبیب نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عورتوں اور بچوں اور غلاموں کا حصہ نہیں

---

[1] بیعت عقبہ وہ ہے جس میں اہل مدینہ کے ستر آدمیوں نے مکہ میں رسول اللہ کے دست مبارک پر خفیہ طور سے بیعت کی تھی اور آپ کی حمایت و نصرت کا عہد و پیمان کیا تھا اور وہی اسلام کی ترقی کا پہلا سنگ بنیاد تھا۔ ۱۲

[2] روحاء مکہ و مدینہ کے مابین ایک مقام ہے جو مدینہ سے تیس یا چالیس میل پر ہے۔ ۱۲

نکالتے تھے لیکن ان کو غنیمت میں سے کچھ عطا فرما دیتے تھے۔ امام مالک کے نزدیک ان کو کچھ نہ دیا جائے اور بخاری میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اونٹ اور بکریاں تقسیم کی ہیں اور دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر رکھی ہیں۔

انفال کا ذکر

موطا اور بخاری اور مسلم میں ابو قتادہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واقعہ حنین میں نکلے جب فریقین کا مقابلہ ہوا تو مسلمانوں میں بھاگڑ پڑ گئی میں نے مشرکوں میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک مسلمان پر غالب ہو رہا تھا۔ تو میں نے اس کے لئے رخ بدلا یہاں تک کہ اس کے پیچھے کی طرف سے آیا اور اس کے کندھے کے پیچھے تلوار ماری۔ وہ میری طرف پلٹا اور مجھے سختی سے بھینچا جس سے مجھے موت کی بو آئی پھر وہ لقمہ اجل ہو گیا تو مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میں عمر بن خطاب کے پاس آیا اور میں نے کہا۔ لوگوں کو کیا ہوا؟ انہوں نے کہا اللہ کا حکم۔ پھر لوگ واپس آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو آپ نے فرمایا جو شخص کسی کو قتل کرے اور اس کا اس کے پاس گواہ ہو تو اس کا اسباب اس کو ملے گا پس میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا کیا میرا کوئی گواہ ہے پھر میں بیٹھ گیا۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ اسی طرح فرمایا۔ ابو قتادہ نے کہا کہ میں پھر کھڑا ہوا تو مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا اے ابو قتادہ کیا بات ہے میں نے آپ کی خدمت میں سارا قصہ عرض کیا تو ایک شخص بولا یا رسول اللہ یہ سچ کہتے ہیں اور اس مقتول کا اسباب میرے پاس ہے پس میں سے ان کو کچھ دے کر راضی کر دیجئے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہا نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہو گا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے شیر کی طرف توجہ نہ فرمائیں جو اللہ کے شیروں میں سے ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جہاد کرتا ہے پھر آپ اس مقتول کا اسباب تم کو دے دیں ایک روایت میں توجہ فرمائیں بلا حرف نفی آیا ہے اور بخاری میں کتاب الاحکام میں ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا ہرگز نہیں آپ یہ اسباب قریش کے ایک کمزور آدمی کو نہیں دیں گے کہ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو محروم رکھیں۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

پس کہا بس یہ ان کو دے دیو تو میں نے زرہ کو بیچ کر اس کے عوض ایک باغ خرید لیا۔ یہ پہلا مال تھا جو اسلام میں مجھ کو ملا۔ ابن اعرابی نے کہا کہ سلمہ لکبر لام قبیلہ رزد میں سے ہے اور سلمہ دونوں حرفوں کی فتح سے تشبیر ہیں۔

قاتل کے لئے مقتول کا اسباب واجب نہ ہونے کے دلائل

بخاری نے ذکر کیا ہے کہ مقتول کا اسباب جو قاتل کا حق ہے مال غنیمت کے پانچویں حصے سے جداگانہ ہے اور یہ کہ مقتول کے اسباب سے پانچواں حصہ نہیں نکالا جاتا۔

امام مالکؒ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ وہ پانچویں حصے میں داخل ہے امام مالک کے بعض شاگردوں نے اللہ تعالےٰ کے اس قول سے دلیل پکڑی ہے کہ وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔ اور انہوں نے باقی چار خمس ان لوگوں کے لئے ٹھہرائے ہیں جو مال غنیمت کو لوٹتے ہیں پس یہ جائز نہیں کہ مال غنیمت میں سے ان کے لئے کچھ زائد مال الگ کیا جائے۔[1]

ہمارا یہ کہنا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حنین میں) پہلی مرتبہ خمس میں سے زاید عطیہ بخشا ہے اس بنا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خمس میں اجتہاد کے ساتھ نظر کرنے کا کام آپؐ کے سپرد فرمایا ہے۔[2] دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ آیت خیبر اور نضیر کے بارہ میں نازل ہوئی ہے پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس کی تصریح کو (کہ مقتول کا اسباب قاتل کا حق ہے) معرکہ حنین تک موخر فرمانے والے نہ تھے حالانکہ وہ قول آپ نے اس وقت فرمایا جب جنگ ٹھنڈی پڑ گئی اگر یہ امر (مذکورہ) پہلے سے فیصل شدہ ہوتا تو ابو قتادہ کو ضرور معلوم ہوتا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک شہسوار اور جلیل القدر صحابی تھے دفرض قاتل کو مقتول کا اسباب ملنا خلاف دستور تھا جبھی تو انہوں نے اس کا مطالبہ نہیں کیا حتیٰ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس اعلان کا حکم دیا کہ جو کسی کو قتل کرے اس کا اسباب قاتل کے لئے ہے اور یہ بات قابل اخفا نہ تھی۔

ایک اور دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ اسباب ان کو صرف ایک شہادت پر بلا حلف دلا دیا۔ اگر وہ اصل غنیمت سے ہوتا تو اس حق کو مال غنیمت سے نکالنے کے لئے روشن دلائل یا شاہد اور حلف کی ضرورت

---

[1] وجہ دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کو صرف پانچ حصوں میں تقسیم فرمانے کا حکم دیا ہے پس کسی قاتل کو جو مقتول کا اسباب بطور نفل دیا جائے وہ خمس میں سے ہو سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے نام پر بیت المال کا حق ہے۔ مال غنیمت کی اس تقسیم سے جداگانہ نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

[2] یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے اجازت ہے کہ خلاف دستور بھی جب چاہیں محض اپنے اجتہاد سے خمس میں سے دیدیں ۱۲

Marfat.com

اسی طرح ہوتی جس طرح دیگر املاک سے نکالنے کے لئے ہوتی ہے ۔

ایک اور امر یہ ہے کہ اگر مقتول کا اسباب قاتل کے لئے واجب ہوتا اور اس کے پاس شہادت نہ ہوتی تو وہ متوقف ہوتا جیسے لقطہ اور تقسیم نہ کیا جاتا۔ حالانکہ وہ شاہد نہ ہونے پر بھی تقسیم کیا جاتا ہے پس وہ ملکیت کے معنے سے نکل گیا اور یہ ثابت ہو گیا کہ وہ نفل یا زائد عطیہ امام کے اجتہاد کے ساتھ نکالتا ہے۔ وہ اس کو اس پانچویں حصے سے نکالتا ہے جو بلا وجہ معین کر دیا جاتا ہے ۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ روایت نہیں پہنچی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ یوم حنین کے سوا کبھی اس پر عمل کیا اور نہ ابو بکرؓ اور عمرؓ نے اس پر عمل کیا۔ ابن مواز نے کہا کہ براءؓ ابن مالک کے سوا کسی کو اس کے مقتول کا اسباب اور اس کا پانچواں حصہ نہیں دیا گیا اور عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں ذکر کیا ہے کہ براءؓ نے ایک سو جنگجو آدمی قتل کئے۔ علاوہ ان کے جن کے قتل میں وہ شریک ہوئے ۔

اور بخاری نے ذکر کیا ہے کہ معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء دونوں انصاری تھے انہوں نے بدر کے دن ابوجہل پر اپنی تلواریں چلائیں۔ یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس گئے اور آپؐ کو اس کی خبر دی۔ تو آپؐ نے فرمایا تم دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے تو دونوں میں سے ہر ایک نے کہا اس کو میں نے قتل کیا ہے۔ فرمایا کیا تم نے اپنی تلواروں کو پونچھ ڈالا۔ دونوں نے کہا نہیں آپؐ نے ان کی تلواریں دیکھیں۔ پھر فرمایا تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے اس کا اسباب معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گا۔

بخاری کے علاوہ دوسروں نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے اس کو دیکھا جبکہ وہ گرا پڑا تھا اور لوگوں کو اپنی تلوار کے ساتھ سامنے سے ہٹا رہا تھا۔ تو انہوں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن! کیا اللہ نے تجھے خوار کر دیا۔ ابوجہل نے ان کو کہا او بکریوں کے حقیر چرواہے ۔ تو ایک دشوار گذار بلندی پر چڑھ گیا عبداللہ نے اپنی تلوار اس پر چلائی تو کچھ اثر نہ ہوا۔ پھر ابوجہل کی تلوار لے کر اس کا سر کاٹ لیا اور اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہ تلوار بطور انعام عطا فرمائی اور اس کے چلے

Marfat.com

تلوار مارنے والا معاذ بن عمرو بن جموح تھا جس نے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا اور اس کے بیٹے عکرمہ نے معاذ کے ہاتھ پر تلوار ماری جس کو کاٹ گرایا۔ پھر معاذ بن عفراء نے اس کے تلوار ماری حتیٰ کہ اسے وہیں گرا دیا اور چھوڑ دیا۔ ابھی اس میں جان باقی تھی۔ پھر ابن مسعود نے مرتے کو مار ڈالا یعنی اس کا خاتمہ کر دیا۔

مسلمانوں کے ان اموال کے بارہ میں حکم جو مشرکوں کے ہاتھ آگیا

بخاری میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر کا ایک گھوڑا جاتا رہا۔ اس کو دشمنوں نے پکڑ لیا پھر مسلمان ان پر غالب آگئے تو رسول اللہ کے زمانہ ہی میں وہ گھوڑا عبد اللہ کو واپس دیا گیا ان کا ایک غلام بھاگ گیا جو اہل روم میں جا ملا اور وہ مسلمانوں کے ہاتھ آگیا تو خالدؓ بن ولید نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں وہ عبد اللہ کو واپس دیا۔

مدونہ اور واضحہ وغیرہما میں ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے اپنا ایک اونٹ غنیمت کے مالوں میں پایا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ اگر تُو دیکھتا ہے کہ تقسیم نہیں کیا گیا تو لے لے اور اگر دیکھتا ہے کہ تقسیم کیا جا چکا ہے تو تُو قیمتاً لینے کا زیادہ حقدار ہے اگر تُو اس کو چاہے۔

بخاری، مسلم اور مصنف ابوداؤد میں ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ آپ کہاں فروکش ہوں گے تو آپ نے فرمایا ہمارے لئے عقیلؓ[1] نے کونسا گھر باقی چھوڑا ہے اور بخاری میں یہ بھی آیا ہے کہ اسامہ بن زید نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سفر حج میں آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ، آپ کل کو کہاں اُتریں گے تو آپ نے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر باقی چھوڑا ہے۔ نیز اس کے بعد فرمایا ہم کل کو انشاء اللہ بنی کنانہ کی وادی میں اُتریں گے جو محصب میں ہے اور وہیں جا رہے تھے اور یہ اس لئے کہ بنی کنانہ نے قریش کے ساتھ بنی ہاشم کے خلاف قسمیں کھائی تھیں کہ وہ مسلمانوں سے لین دین نہیں کریں گے۔ نہ ان کو اپنے ہاں جگہ دیں گے[2] جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما گئے تو عقیل نے بنی ہاشم کے گھر لے لئے اور ان پر قبضہ جما لیا پھر وہ اسلام لائے تو انہی کے پاس

---

[1] عقیل ابوطالب کے بڑے فرزند تھے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد بنی عبد المطلب کے سارے گھروں پر قابض ہو گئے اور ان کو بکوا دیا ۱۲ [2] پس حضورؐ کے ارشاد کا مطلب یہ ہوا کہ کل کو انشاء اللہ وہ وقت آنے والا ہے کہ ہم ان لوگوں کے گھروں پر قابض ہوں گے ۱۲

یہ ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا کہ کسی شخص کے اسلام لانے کے وقت جو چیز اس کے قبضہ میں ہو وہ اس کی ہے خطابی کی کتاب میں ہے کہ انہوں نے عبد المطلب کے گھروں کو بیچ ڈالا کیونکہ وہ ابو طالب کے وارث تھے اور حضرت علیؓ اپنے والد کی موت سے پہلے اسلام لانے کے باعث ان کے وارث نہیں ہوسکے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی گھر بھی ان میں سے نہ تھا کیونکہ آپ کے والد عبد اللہ اس وقت انتقال کر گئے تھے جبکہ ان کے والد عبد المطلب زندہ تھے اور ان کے اکثر بیٹے مر گئے اور ان کا کوئی فرزند نہ رہا۔ تو ان کے گھر ابو طالب کے ہاتھ آ گئے اور ان کی وفات کے بعد عقیل ان پر قابض ہو گئے۔ اور کفار قریش ان مسلمانوں پر جو ہجرت کر جاتے تھے زیادتی کرتے تھے ان کے گھر اور زمین کو فروخت کر دیتے ۔۔

بخاری میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دیباج کے چغے بطور ہدیہ آئے جن پر سونے کی گھنڈیاں لگی تھیں۔ تو ان کو اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں میں تقسیم فرما دیا اور ان میں سے ایک چغہ مخرمہ بن نوفل کے لئے الگ رکھ لیا جب وہ آیا اور اس کے ساتھ مسور بن مخرمہ تھا اور اس نے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا آپ کو پکارو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز سن لی اور باہر آکر اس کے ساتھ ملاقات فرمائی اور اپنے ہمدمی کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پھر فرمایا اے ابو مسور تمہارے لئے میں نے یہ چھپا کر رکھا ہے اور نسائی نے کتاب الاسماء والکنیٰ میں ذکر کیا کہ مخرمہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ ان کپڑوں میں سے میرا حصہ کہاں ہے جو آپ نے تقسیم فرمائے ہیں؟ تو اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قبا میں نے تمہارے لئے چھپائی ہے اے ابو صفوان! اس نے اس کو لے لیا اور عرض کیا آپ نے صلہ رحمی فرمائی ۔۔

اس ہدیہ کے بارہ میں حکم جو کسی معاہد یا ذمی نے پیش کیا

ابن سحنون کی کتاب میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان سے اور اہل ذمہ سے اور وحیہ سے اور مقوقس سے اور اکیدر سے ہدیہ قبول فرمایا اور ان میں سے بعض کو خود بھی ہدیہ دیا۔ عیاض مجاشعی کا ہدیہ قبول نہیں فرمایا ۔۔

مقوقس کے ہدیہ میں ماریہ ام ابراہیم اور سیرین اور خچر اور ایک گدھا تھا آپ نے ماریہ کو اپنے لئے اختیار کیا اور خچر اور گدھا رکھ لئے۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات کے وقت دونوں موجود تھے مقوقس شاہ اسکندریہ کی طرف سے ہدیہ حاطب بن ابی بلتعہ لائے تھے جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۶ھ میں اس کی طرف بھیجا تھا اور کہا جاتا ہے کہ ہدیہ تین لونڈیاں تھیں ایک ان میں سے جہم بن حذیفہ کو عطا فرمائی اور اس کا نام طرفا تھا اور سیرین حسان بن ثابت کو دی جس سے عبد الرحمن پیدا ہوئے اور وہ ماریہ کی بہن تھی ؛

اور مسلم کی کتاب میں ہے کہ فروہ بن نفاثہ جذامی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر ہدیہ میں دیا اور آپ معرکہ حنین میں اس پر سوار ہوئے سحنون نے کہا جب شاہ روم کوئی ہدیہ امام کی طرف بھیجے تو اس کے قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور وہ خاص اس کا ہوگا اور اوزاعی نے کہا ہے کہ وہ مسلمانوں کے لئے ہوگا اور بیت المال سے اس کی قیمت کے برابر عوض دے گا سحنون نے کہا کہ اس کا عوض دینا اس کے ذمہ نہیں سحنون کہتا ہے کہ قاصد کو جو کسی کافر حکمران کی طرف بھیجا جائے کچھ انعام ملے تو اسی کا ہے نہ کہ عام مسلمانوں کا اور نہ اس میں سے پانچواں حصہ نکالا جائے اور جب کافر حکمران کا قاصد آئے تو امیر المومنین کو نہیں چاہئے اس کو کچھ انعام دے مگر یہ کہ اس کے لئے کوئی وجہ دیکھے جس میں مسلمانوں کی بہتری ہو اور وہ موقع شناسی سے کام لے ۔

بخاری میں ہے ایلہ کے بادشاہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سفید خچر ہدیہ میں دیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو چادر پہنائی اور اس کے لئے بحیرہ لکھ دیا اور یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ ہے عمرو بن حارث نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف سفید خچر اور اپنے ہتھیار پیچھے چھوڑے اور وہ زمین جس کو بطور صدقہ چھوڑا حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ آپ نے اپنی وہ زرہ چھوڑی جو ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض میں گروی تھی ؛

بخاری میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی دینار و درہم نہیں چھوڑا اور نہ کوئی غلام اور

نہ لونڈی اور نہ کوئی اور چیز مگر اپنی سفید خچر اور زمین جس کو صدقہ کر دیا ۔

ابو عبید نے کتاب الاموال میں کہا ہے کہ عامر بن مالک نیزہ باز نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک گھوڑا بطور ہدیہ بھیجا تو آپ نے اس کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے اور اسی طرح عیاض مجاشعی کو فرمایا کہ ہم مشرکوں کا عطیہ قبول نہیں کرتے ابو عبید نے کہا کہ آپ نے ابو سفیان کا ہدیہ جو قبول فرمایا تو وہ آپ کے اور اہل مکہ کے مابین التوائے جنگ کی مدت میں تھا اور اس طرح مقوقس شاہ اسکندریہ کا ہدیہ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا تو اس لئے کہ اس نے آپ کے قاصد جو اس کی طرف بھیجے گئے تھے عزت کی اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا اور آپ کو اپنے اسلام لانے سے مایوس نہیں کیا اس سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی جنگ کا ارادہ رکھنے والے مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کیا پھر خالد بن ولید اکیدر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور وہ نصرانی تھا تو آپ نے اس کی جان بخشی کی اور جزیہ پر اس کے ساتھ صلح کر لی اور اس کو چھوڑ دیا چنانچہ وہ اپنی بستی میں واپس چلا گیا ۔

اس مال غنیمت کے متعلق جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا

بخاری نے ایک عنوان باندھا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ان عطیات کا باب جو مولفۃ القلوب وغیرہ کو خمس میں عطا فرماتے تھے اس کو عبد اللہ بن زید نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے ۔ زہری نے کہا کہ مجھ کو انس نے خبر دی کہ جب اللہ تعالے نے اپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بنی ہوازن کے مال بطور غنیمت بخشے اور آپ قریش کے لوگوں کو سو سو اونٹ عطا فرمانے لگے تو انصار میں سے بعض لوگوں نے کہا اللہ اپنے رسول کو معاف کرے وہ قریش کو دیئے جاتے ہیں اور ہم کو چھوڑ رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو انصار کی بات پہنچ گئی تو آپ

نے ان کو چمڑے کے خیمے میں جمع کیا اور ان کے ساتھ کسی غیر کو نہ آنے دیا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا بات تھی جو تم سے مجھ کو پہنچی ہے؟ ان کے ثقہ لوگوں نے کہا ہمارے اہل الرائے لوگوں نے تو کچھ نہیں کہا لیکن ہم میں سے کچھ نو عمر لوگ ہیں انہوں نے کہیں کہہ دیا ہے کہ اللہ اپنے رسولؐ کو معاف کرے وہ قریش کو دیتا ہے اور انصار کو چھوڑ رہا ہے حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں انہی لوگوں کو دیتا ہوں جو تھوڑے دن پہلے کافر تھے کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ تو مالوں کو لے جائیں گے اور تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسولؐ کو لے جاؤ گے اور جس چیز کے ساتھ تم واپس جاؤ گے وہ بہتر ہے اس چیز سے جس کے ساتھ وہ واپس جائیں گے انہوں نے کہا صحیح ہے یا رسول اللہ ہم راضی ہو گئے تو آپؐ نے ان کو فرمایا عنقریب میرے بعد شدت کے ساتھ تم پر اور لوگوں کو ترجیح دی جائے گی۔

مصنف ابی داؤد میں جبیر بن مطعم سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ جب خیبر کا معرکہ ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی ہاشم اور بنی مطلب میں قرابت داروں کے حصے نکالے اور بنی نوفل اور بنی عبد شمس کو چھوڑ دیا تو میں اور عثمان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بنی ہاشم کی فضیلت کا انکار نہیں کرتے ان کے اس مرتبے کے لئے جو آپؐ کی وجہ سے ہے مگر ہمارے بھائی بنی مطلب[1] کیا حق رکھتے ہیں کہ آپؐ ان کو دیتے ہیں اور ہم کو چھوڑتے ہیں حالانکہ ہماری قرابت ایک ہی ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور بنی المطلب جدا نہیں ہیں نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں ہم اور وہ تو ایک ہی چیز ہیں اور آپؐ نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں دے لیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ خاص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے آلِ مطلب کے لئے کیونکہ وہ

---

[1] ہاشم، مطلب، نوفل اور عبد الشمس چاروں بھائی تھے۔ عبد مناف کے بیٹے ۱۲

بنی ہاشم کے ساتھ سگے بھائیوں کی اولاد ہیں اور کہا جاتا ہے کہ عبد شمس اور ہاشم جوڑواں تھے اور بعض روایات میں ہے کہ صبر کرو یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے حوض کوثر پہ ملو اسی طرح اس کو ابو زید نے روایت کیا ہے۔

جن لوگوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ترجیح دے کر سو سو اونٹ دیئے وہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن وغیرہ تھے اور ابن ہشام وغیرہ نے ابو سفیان اور ان کے بیٹے معاویہ اور حکیم بن حزام اور حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزی اور علاء بن حارثہ اور عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو ذکر کیا ہے اور مالک بن عوف اور صفوان بن امیہ یہ لوگ دو دو سو والے ہیں اور ایک جماعت کو سو سے کم دیئے اور ایک جماعت کو پچاس پچاس دیئے۔

کسی کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حارث کو سو سو دیئے اور جمیل بن سراقہ ضمری کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ عیینہ اور اقرع جیسے تمام تجربہ کاران روئے زمین سے جمیل بن سراقہ زیادہ واقف کار ہے لیکن میں نے ان دونوں کی دلجوئی کی ہے تاکہ اسلام لے آئیں اور جمیل بن سراقہ کو اس کے اسلام کے سپرد کر دیا اور بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کچھ لوگوں کو ان کی کمزوری اور بے صبری کی تلافی کے لیے دیتا ہوں اور کچھ لوگوں کو ان کی اس بھلائی اور غنائے قلب کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں ڈالی ہے ان میں سے عمرو بن تغلب ہیں۔ عمرو نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس کلمہ کے عوض جو آپ نے میرے حق میں فرمایا اگر مجھے وہ باغ ملیں جن میں میوہ دار درخت سایہ فگن ہوں تو مجھے پسند نہیں۔

بعض ضعیف الایمان لوگوں کا آپ کی تقسیم غنائم پہ اعتراض	غزوۂ حنین کی اس تقسیم میں ایک شخص نے کہا واللہ یہ ایسی تقسیم ہے جس میں انصاف نہیں کیا گیا اور اس میں اللہ کی رضا مطلوب

نہیں اور وہ بنی تمیم میں سے ذوالخویصرہ کہلاتا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا بُرا ہو جب میں انصاف نہ کروں تو کون کرے گا۔ اور پوری لمبی حدیث بیان کی اور اس کا نام حرقوص بن زہیر تھا اس کو واقدی کے شاگرد ابن سعد نے بیان کیا ہے۔

اور مبرد کامل میں ابراہیم بن محمد تیمی سے ذکر کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یمن سے کچھ سونا بھیجا تو آپؐ نے اس کو چار حصوں پر تقسیم کر دیا ایک چوتھائی اقرع بن حابس کو دی اور ایک چوتھائی زید الخیل کو دی اور چوتھائی علقمہ بن علاثہ اور عیینہ بن حصن فزاری کو دی۔ ایک آدمی آپ کے سامنے کھڑا ہوا جو بے ڈول وجود والا گہری آنکھوں والا ابھری ہوئی پیشانی والا تھا وہ کہنے لگا میں نے ایسی تقسیم دیکھی جس میں اللہ کی رضا مطلوب نہیں اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیبر کی غنیمتوں کو تقسیم کر رہے تھے کہ ایک سیاہ فام آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا آج آپ نے شروع دن سے ہی انصاف نہیں کیا۔

مشرکین کی رکھی ہوئی چیز لی ابن وہب کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا محاصرہ کیا تو آپؐ کے پاس بعض لوگ آئے اور سوال کیا کہ آپ ہمیں کچھ عطا فرمائیں آپؐ نے ان کو کچھ نہ دیا پھر انہوں نے کسی قلعہ کو فتح کیا تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے ایک تھیلہ چربی کا بھرا ہوا اٹھا لیا مال غنیمت کے محافظ نے (اور وہ کعب بنی عمر بن زید انصاری تھے) اس کو دیکھا تو اُسے پکڑ لیا وہ شخص بولا نہیں خدا کی قسم میں یہ آپ کو نہیں دوں گا یہاں تک کہ اس کو اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤں انہوں نے کہا یہ مجھے کو دے دو کہ لوگوں میں بانٹ دوں اس نے انکار کیا دونوں میں جھگڑا ہوا۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کا تھیلہ اسی کے پاس رہنے دو کہ اسے اپنے ساتھیوں کے پاس لے جائے امام مالک نے مختصر عبد الحکیم کبیر میں کہا ہے یہود یوں

کی چربی کا کھانا اچھا نہیں سمجھتا سوائے اس کے کہ میں اس کو حرام سمجھوں کہا ابن ابی زید نے ہمارے بعض اصحاب نے اس کے لئے حدیث سے دلیل پکڑی ہے جو اس شخص کے بارے میں ہے جس نے خیبر سے تھیلا لوٹا تھا جس میں چربی تھی اور باقی حدیث بیان کی ۔

بنی نضیر کے اموال کے اور خیبر کی تقسیم کے متعلق

بخاری اور ابو عبید نے ذکر کیا کہ بنی نضیر کے اموال جو اللہ نے اپنے رسولؐ کو عطا فرمائے وہ ایسے تھے جن کے لئے اسپ سواروں اور شتر سواروں نے کوئی تکلیف نہیں اٹھائی اور وہ خاص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے جن سے اپنے اہل و عیال پر سال بھر خرچ کرتے پھر باقی کو گھوڑوں اور ہتھیاروں پر اللہ کی راہ میں تیاری کرنے کے لئے صرف فرماتے یہ سب بنی نضیر کے مالوں میں سے تھا اور اس سے پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا کیونکہ وہ خالص تھا اور قریظہ کے مال سے پانچواں حصہ نکالا گیا کیونکہ وہ جنگ سے ہاتھ آیا تھا

بنی نضیر کا واقعہ جیسے کہ ابو عبید نے ذکر کیا ہے واقعہ بدر سے چھ مہینے کے بعد تھا اسی طرح بخاری نے ذکر کیا ہے ابن ابی زید نے مختصر مدونہ میں ابن شہاب سے ذکر کیا ہے کہ وہ ماہ محرم ۳ھ میں تھا ابن شہاب کے سوا بیان کرتے ہیں کہ ۴ھ میں اور انہی کے بارے میں سورہ حشر نازل ہوئی ہے اس کا ذکر پہلے گذر چکا مالک نے دونوں کتابوں میں کہا ہے کہ خیبر تھوڑی سی جنگ کے ساتھ فتح کیا گیا اور خمس نکالا گیا مگر وہ جو اس میں سے زبردستی یا صلح سے ملا تھا اور وہ کم ہے تو اس میں پانچواں حصہ نہیں نکالا میں کہتا ہوں کہ زبردستی اور جنگ ایک ہی چیز ہے انہوں نے کہا کہ میری مراد صلح ہے اور میں نے ابن شہاب کو کہتے ہوئے سنا کہ خیبر زبردستی فتح کیا گیا اور کچھ اس میں سے جنگ کے ساتھ اور میں نہیں جانتا کہ اس سے ان کی کیا مراد ہے ۔

خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم امام مالک نے کہا خیبر کی لوٹ کا مال اٹھارہ حصوں میں اٹھارہ سو آدمیوں پر تقسیم کیا گیا ہر سو آدمی کے لئے ایک حصہ ۔ ابو عبید نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے مال کو

چھتیس حصوں پر تقسیم کیا ان میں سے ہر ایک حصہ سو حصوں پر مشتمل تھا نصف اپنی ضروریات اور واقعات کے لئے رکھا اور نصف مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور جن جائدادوں کو آپ نے وقف کیا ان میں سے قلعہ کتیبہ اور قلعہ وطیح اور قلعہ سلالم تھے جب تمام اراضی رسول اللہؐ کے ہاتھ میں آ گئی اور اس کے لئے ایسے کام کرنے والے نہیں تھے جو زمین کے کام کے لئے کافی ہوں تو آپ نے وہ اراضی یہود کو دے دی کہ نصف حصہ پر اس میں کام کریں اور واضح ہو کہ وہ سات باغ جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وقف کیا وہ بنی نضیر کی اراضی میں سے تھے اور عنقریب اس کے بعد اخماس میں ان کا ذکر آئے گا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اگر آخری لوگوں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں جس بستی کو فتح کرتا اس کو تقسیم کر دیتا جس طرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا۔

مالک اور ابو عبید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت بلالؓ اور ان کے ساتھیوں نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا کہ شام کا مفتوحہ علاقہ ہم پر تقسیم کر دیں اور بلالؓ ان میں زیادہ سخت تھے مگر حضرت عمرؓ نے ان کے خلاف دعا کرتے ہوئے کہا الٰہی ان سے میرا پیچھا چھڑا ابو عبید کہتے ہیں کہ ایک روایت میں الٰہی بلالؓ اور اس کے ساتھیوں سے میرا پیچھا چھڑا پس وہ سال بھی نہ گزرا تھا کہ ایک بھی زندہ نہ رہا ابن ہشام نے کہا ہے کہ خیبر کا واقعہ ماہ صفر سنہ ۶ھ میں ہوا امام مالک کہتے ہیں کہ وہ واقعہ سخت سردی میں ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے عرض کیا ہم جنگ نہیں کر سکتے آپ نے ان سے پوچھا کیوں؟ انہوں نے کہا سردی اور بھوک اور عریانی سے۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی الٰہی آج ان پر وہ قلعہ فتح کر جس میں زیادہ کھانا اور چربی ہو پس ان پر خیبر فتح ہو گیا ابن ہشام نے کہا خیبر کا مال اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا گیا جو خیبر میں حاضر تھے یا غائب تھے اور اس سے سوائے جابر بن عبداللہ کے کوئی غائب نہ تھا پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ انہی لوگوں کے حصے کے برابر رکھا جو وہاں حاضر تھے مفضل نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بھی کھانے

Marfat.com

کا سامان بخشا جو آپؐ کے اور اہل فدک کے درمیان صلح کرانے گئے تھے ان میں سے محیصہ بن مسعود تھے اور ان کو آپؐ نے جو کے تیس وسق دیئے ۔

قاصد کے بارہ میں حکم کہ اس کو قتل نہ کیا جائے اور کافروں کے عہد کو پورا کیا جائے

مصنف ابی داؤد میں نعیم بن مسعود اشجعی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مسیلمہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف خط لکھا جب آپ نے اس خط کو پڑھا تو میں نے آپؐ کو اس کے دونوں قاصدوں سے یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ تم دونوں کس بات کے قائل ہو انہوں نے کہا ہم وہی کہتے ہیں جو وہ کہتا ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصد قتل نہیں کیا جاتا تو میں تم دونوں کی گردنیں اُڑا دیتا ۔

ابو رافع سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ کو قریش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا جب میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی میرے دل میں اسلام ڈال دیا گیا میں نے کہا یا رسول اللہ میں ان کی طرف کبھی نہیں جاؤں گا اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بدعہدی نہیں کروں گا اور نہ قاصدوں کو روکوں گا بلکہ تو اب واپس جا پھر اگر تیرے دل میں یہی کیفیت رہی جو اب ہے تو پھر چلا آ ۔ چنانچہ وہ چلا گیا پھر بعد میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اسلام لایا ۔

بخاری میں ہے کہ ابو جندل بیڑیوں میں لڑکھڑاتے ہوئے حاضر ہوئے وہ اپنی بیڑیوں میں اچک اچک کر چلتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس عہد کی وجہ سے جو اہل مکہ کے ساتھ باندھا تھا کہ ان میں سے جو آئے گا وہ ان کی طرف واپس کر دیا جائے گا ان کو واپس بھیج دیا ابو سفیان خطابی نے شرح غریب الحدیث میں کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ابو جندل کے متعلق کوئی اندیشہ نہ تھا کیونکہ ان کے باپ اور ان کے گھر کے لوگوں کی طرف لوٹایا تھا اور جو کوئی عورت آئی اس کو نہیں لوٹایا کیونکہ اللہ

عزوجل نے فرمایا کہ ان بیبیوں کو کفار کی طرف نہ لوٹاؤ اور اس میں اس شخص کے لئے دلیل ہے جو قرآن کے ساتھ حدیث کے منسوخ ہونے کا قائل ہے اور اسی طرح بخاری نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوجندل کو ان کے باپ سہیل بن عمرو ہی کی طرف لوٹایا تھا اور یہ وہ شخص ہے جس نے حدیبیہ کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین باتوں پر عہد باندھا تھا یعنے اس بات پر کہ جو کوئی مشرکوں میں سے آئے گا اسے ان کی طرف لوٹا دیں گے اور جو مسلمانوں میں سے آئے گا وہ اسے نہیں لوٹائیں گے اور اس بات پر کہ آپ اگلے سال مکے میں آئیں گے اور وہاں صرف تین دن ٹھہریں گے اور وہاں داخل ہوتے وقت ہتھیاروں کے صرف ایک غلاف کے سوا جس میں تلوار اور کمان وغیرہ ہوگی اور کچھ ساتھ نہ ہوگا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عہد ہمارے درمیان چوکھٹ کے جوڑ کی طرح ہے یعنی اگر اس کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا تو سب ٹوٹ گیا اور ابوجندل کا آنا سہیل بن عمرو کے جانے اور عہد نامہ کے لکھنے سے پہلے تھا کتاب بخاری میں کتاب شروط کے اندر یہ بھی آیا ہے کہ یہ سہیل ان لوگوں میں سے تھا جو بدر کے دن قید ہوئے تھے ۔

مفضل نے ذکر کیا کہ حدیبیہ کے دن سبیعہ اسلمیہ مسلمان ہوکر مکے سے آئی بعد میں اس کا شوہر اس کی تلاش میں آن پہنچا اور بولا یا محمدؐ! میری بیوی مجھے دے دو ابھی تو یہ آپ کی تحریر کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مسلمانوں جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آجائیں .... الخ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت سے قسم لی ۔ اس نے کہا کہ معبود حقیقی کی قسم مجھے آپ کی طرف صرف اسلام کی رغبت اور اس کی محبت اور اس کی حرص لائی ہے اور اسے کسی جنگ نے نہیں نکالا جو اس کی قوم میں واقع ہوئی اور نہ اس کے شوہر کے بغض نے اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے شوہر کو اس کا مہر اور جو کچھ اس پر خرچ کیا تھا دے دیا اور اس بی بی کو اسے واپس نہ دیا ۔

Marfat.com

امن کے بارہ میں اور عورت کی امان کے متعلق حکم

تفسیر ابن سلام میں کلبی نے کہا ہے کہ مشرکوں میں سے کچھ لوگ جن کا رسول اللہ کے ساتھ کوئی عہد نہ تھا اور نہ وہ ایام حج میں حاضر ہوتے تھے ان کو اطلاع ملی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکوں کے ساتھ بعد انقضائے محرم جنگ کرنے کا حکم دے دیا ہے جن کے ساتھ عہد نہیں اس لئے وہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تاکہ عہد و پیمان تازہ کریں اور یہ محرم کے گزرنے کے بعد واقع ہوا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سوائے اسلام لانے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے ان کے ساتھ صلح نہ کی اس سے انہوں نے انکار کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو چلے جانے کی اجازت دے دی یہاں تک وہ اپنے وطن پہنچ گئے اور وہ بنی قیس بن ثعلبہ میں سے نصاریٰ تھے۔ پھر وہ یمامہ سے جا ملے حتیٰ کہ لوگ اسلام لائے تو ان میں سے بعض مسلمان ہو گئے اور بعض اپنی نصرانیت پر قائم رہے +

مسند ابن ابی شیبہ میں اور سیر میں ہے کہ ایک فوجی دستہ نے کچھ مال پر قبضہ کیا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی کے شوہر ابوالعاص کے پاس تھا۔ ابوالعاص بھاگ گیا پھر رات کو زینب رضی کے گھر کی طرف مال کی طلب میں آیا اور ان کی پناہ لی جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح کی تکبیر کہی تو زینب رضی نے عورتوں کے صفہ سے چلا کر کہا اے لوگو میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جو کچھ میں نے سنا ہے تم نے بھی سن لیا انہوں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے کچھ معلوم نہ تھا حتیٰ کہ میں نے یہ بات سنی ہے بے شک مسلمانوں میں سے ایک ادنیٰ درجہ کا بھی کسی کو مسلمانوں سے بچانے کے لئے پناہ دے سکتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اندر گئے اور بیٹی سے فرمایا اس کی خاطر تواضع کرو اور وہ تم پر دست اندازی نہ کرنے پائے کیونکہ تم اس پر حلال نہیں ہو پھر نبی صلے اللہ

علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا اگر آپ لوگ احسان کرو اور اس کا مال اسے واپس دے دو تو یہ پسندیدہ بات ہے اور اگر تم نامنظور کرو تو یہ اللہ کی طرف سے لوٹ کا مال ہے جس کے تم زیادہ حقدار ہو۔ چنانچہ لوگوں نے سارا مال واپس دے دیا پھر وہ اسے اٹھا کر مکہ لے گیا اور قریش کے ہر شخص کو اس کا مال ادا کر دیا۔ انہوں نے کہا اللہ تم کو جزائے خیر دے تم اہل وفا اور بزرگ ہو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ واللہ ان کے پاس اسلام لانے سے مجھے یہ خطرہ تھا کہ تم سمجھو گے میں نے تمہارا مال ہضم کر لینے کا ارادہ کیا ہے پس جب اللہ نے اس کو تمہیں ادا کروا دیا تو میں اسلام لایا پھر وہ مکہ سے نکلے یہاں تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گئے ۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جب انصار کو عباسؓ کے متعلق انصار کے ان اشخاص کو اشارہ کیا جنہوں نے ان کو بدر کے معرکہ میں قید کیا تھا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اجازت دیجئے تو ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ چھوڑ دیتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو ایک درم بھی نہ چھوڑو اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینبؓ نے اپنے خاوند ابو العاصؓ کے فدیہ میں مال بھیجا اور اپنا وہ ہار بھیجا جو ان کی والدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پہنا کر انہیں ابو العاص کے پاس بھیجا تھا جبکہ نکاح کے بعد ان کی رخصتی ہوئی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کو کہا اگر تم مناسب سمجھو تو اس کا قیدی اس کے لئے چھوڑ دو اور اس کا مال واپس کر دو۔ ان لوگوں نے عرض کیا بہتر یا رسول اللہ۔ تو ان کو چھوڑ دیا اور ان کا مال اور ہار واپس دے دیا ۔

کہا گیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ کے حق میں یہ سلوک اس لئے کیا کہ جب فدیہ اس ہار کے بدوں پورا نہ ہو سکا جو ان کی والدہ خدیجہؓ کا تھا اور انہوں نے زینبؓ کو جہیز میں دیا تھا۔ تو آپ پر رقت طاری ہو گئی اور ابو العاص کے پاس مال نہ تھا ان کے پاس قریش کے اموال اور امانتیں تھیں جن کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے۔ وہ سب ان کو واپس دے دیئے جیسے کہ پہلے مذکور ہو چکا ۔

Marfat.com

معجزہ | آپؐ نے انصار کو فرمایا کہ عباسؓ کے فدیہ سے ایک درم بھی نہ چھوڑو۔ کیونکہ وہ غنی ہیں چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عباسؓ کو فرمایا اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کرو کیونکہ تم مالدار ہو۔ انہوں نے کہا میں مسلمان ہوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اسلام کو اللہ جانتا ہے اگر تمہارا قول سچ ہے تو اللہ تم کو اجر دے گا لیکن تمہارا ظاہری حال روشن ہے انہوں نے عرض کیا میرے پاس مال نہیں آپؐ نے فرمایا وہ مال کہاں گیا جو آپ نے ام الفضل کے پاس مکہ میں رکھا تھا جبکہ آپ روانہ ہو رہے تھے اور تم دونوں کے ساتھ کوئی اور نہ تھا پھر آپ نے کہا تھا اگر میں اس سفر میں کام آیا۔ تو اتنا مال فضل کے لئے اور اتنا مال عبداللہ کے لئے۔ عباسؓ نے کہا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپؐ کو حق کیساتھ معبوث فرمایا۔ ام الفضل کے سوا کسی کو اس کا علم نہ تھا میں یقین کرتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اپنا فدیہ ایک سو اوقیہ سونا اور باقی ہر ایک کا چالیس چالیس اوقیہ ادا کر دیا۔ اس طرح ابن قاسم اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھ کو لوگوں کے آگے دست سوال پھیلانے کے لائق بنا دیا۔ عباسؓ اسلام لے آئے اور عقیل کو حکم دیا وہ بھی مسلمان ہو گئے ان دونوں کے سوا قیدیوں میں سے اور کوئی مسلمان نہیں ہوا +

اجر و برکت | معانی انحاس میں ہے کہ حضرت عباسؓ نے ایک موقع پہ کہا کہ میں جب قید ہوا تو میرے پاس بیس اوقیہ سونا تھا۔ وہ مجھ سے لے لیا گیا۔ تو اللہ نے اس کے عوض مجھ کو بیس غلام عطا کئے اور مغفرت کا وعدہ فرمایا +

موطا میں لکھا ہے کہ امام مالک ابوالنضر سے روایت کرتے ہیں کہ ابو مرہ نے ان کو بتایا جو ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ہیں کہ انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب کو کہتے ہوئے سنا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف فتح مکہ کے موقع پہ گئی میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہؓ آپ کو کپڑے کے ساتھ پردہ کر رہی تھیں پس جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر ایک ہی کپڑے میں لپیٹے ہوئے آٹھ رکعتیں پڑھیں پھر متوجہ ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں جائے بھائی علیؓ نے ایک ایسے آدمی کو قتل کرنے کا قصد کیا ہے جس کو میں نے پناہ دی ہے وہ فلاں شخص ہبیرہ کا بیٹا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام ہانی جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے بھی پناہ دی ام ہانی نے کہا یہ چاشت کی نماز تھی اور ہبیرہ بن ابی وہب ام ہانی کا شوہر ہے ؛

ابن سحنون کی کتاب اور واضحہ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے ایک ادنے آدمی بھی کسی کو مسلمانوں سے بچانے کے لئے پناہ دے سکتا ہے۔ ابن حبیب نے کہا ہے کہ ادنے آدمی کے پناہ دینے کے معنے یہ ہیں کہ کم رتبہ آدمی جو آزاد یا غلام یا عورت یا لڑکا ہو اور امان کو سمجھتا ہو اس کا انہیں امان دینا جائز ہے ۔ ابن ماجشون نے کہا ہے کہ امان دینا فوج کے افسر یا فوجی دستے کے افسر کو ہی جائز ہے کسی اور کو نہیں لیکن ابن شعبان قرطبی نے کہا ہے کہ ابن ماجشون کا قول عوام کے خلاف ہے ؛

جزیہ کا حکم

ابن حبیب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو پہلے پہلے دعوت پر مبعوث فرمایا تو جہاد اور جزیہ کے بغیر مبعوث فرمایا اور آپؐ نے اس حالت پر اپنی نبوت کے بعد دس سال تک مکے میں قیام رکھا جبکہ آپ کو ان سے ہاتھ روکے رکھنے کا حکم دیا گیا پھر اللہ تعالےٰ نے آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ جن (مسلمانوں سے جنگ کیا جاتا ہے ان کو لڑنے کی) اجازت ہے اس واسطے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے (الحج ۶۶) اور آپؐ کو جنگ کرنے والے کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور جنگ نہ کرنے والے سے جنگ نہ کرنے کا چنانچہ فرمایا اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں اور تم سے نہ

Marfat.com

لڑیں اور تمہاری طرف پیغام صلح بھیجیں تو ایسے لوگوں پر دست درازی کرنے کا تمہارے لیے اللہ نے کوئی راستہ نہیں رکھا (النساء ۴ ۱۲۶)

پھر ہجرت سے آٹھ سال بعد سورہ براۃ نازل ہوئی تو آپ کو ان تمام اہل عرب سے جنگ کرنے کا حکم ہوا جو اسلام نہیں لائے خواہ آپ سے جنگ کرتے ہوں یا الگ رہتے ہوں مگر وہ لوگ جنہوں نے آپ سے عہد کر لیا اور کسی قسم کی عہد شکنی نہیں کی چنانچہ فرمایا اور قتل کرو تم ان کو جہاں تم ان کو پاؤ یہاں تک کہ وہ توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں الخ اور عربوں میں سے وہ لوگ جو اسلام سے وابستہ نہیں ہوئے مستثنے نہیں رکھے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل کتاب کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ اسلام لائیں یا جزیہ ادا کریں چنانچہ اللہ نے فرمایا کہ جنگ کرو ان لوگوں سے جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان نہیں لاتے جن میں وہ عرب بھی داخل ہیں جو اہل کتاب کے دین سے وابستہ ہو گئے چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران اور اہل ایلہ سے جزیہ لیا اور وہ عربوں میں سے نصارے تھے اور اہل دومۃ الجندل سے کہ وہ بھی نصارے تھے اور ان میں سے اکثر عرب تھے اور اللہ تعالیٰ نے جزیہ کا لینا سوا اہل کتاب کے مستثنے نہیں فرمایا اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے سوا دوسری قوموں سے لڑنے کا حکم دیا پھر اپنے نبی علیہ السلام کی زبان پر آتش پرستوں کے لئے یہ حکم منسوخ کر دیا جن کے لئے نزول قرآن کے بغیر حدیث میں حکم ظاہر فرما دیا اہذا عجم کے مجوسیوں سے جزیہ لینا حلال کر دیا جبکہ وہ اس پر راضی ہوں اور عرب کے مشرکوں کو جو بت پرست تھے اس بات پر قائم رکھا کہ ان سے آپ جنگ کریں یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں بدوں جزیہ کے جس کو ان میں مستثنے کیا جاتا۔ اس میں عرب کی عزت افزائی ملحوظ تھی۔

جزیہ اور اس کی مقدار عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں اور ابو عبید نے کتاب الاموال میں ذکر کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو حکم دیا کہ اہل یمن میں سے ہر بالغ مرد اور ہر بالغ عورت

Marfat.com

سے جزیہ لے اور ابو عبید نے زیادہ کیا کہ غلام ہو یا لونڈی ہو ایک دینار یا اس کی قیمت یمنی چادر سے اور اسی پر امام شافعی کا عمل ہے اور امام مالک کا اس پر عمل ہے جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے چار دینار سونے والوں پر اور چالیس درہم چاندی والوں پر مقرر فرمائے اور عورتوں اور غلاموں پر جزیہ نہیں اس حدیث کے معنے بعض اہل علم کے نزدیک یہ ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اہل یمن کی تنگدستی معلوم تھی اور حضرت عمرؓ کو اہل شام کی آسودگی کا علم تھا اور اشہب نے تمام قوموں کے بارے میں کہا ہے کہ جب وہ جزیہ ادا کریں تو ان سے قبول کیا جائے چنانچہ دونوں اہل کتاب سے کتاب اللہ کے ساتھ اور آتش پرستوں سے حدیث کی دلیل سے اور ابن وہب نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش سے اسلام یا تلوار پر جنگ کی اور جو لوگ عرب میں سے تغلب اور تنوخ وغیرہ کسی مذہب میں داخل نہیں ہوئے ان سے جزیہ قبول نہیں کیا اور ان کے ساتھ اسلام پر جنگ کی گئی اور جو شخص ان میں سے اہل کتاب کے کسی دین میں داخل ہو گیا اس سے جزیہ قبول کیا گیا سمنون نے کہا میں اس کو نہیں سمجھتا حالانکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان کے ساتھ اہل کتاب کا سا برتاؤ کرو اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل ہجر اور منذر بن مساوی کی طرف اسلام کی دعوت کا فرمان لکھا اور فرمان میں کہا کہ جو شخص انکار کرے اس پر جزیہ ہے اور عرب وغیرہ میں کوئی تفریق نہیں کی حالانکہ ان میں آتش پرست وغیرہ تھے۔

(۵)

کتاب النکاح

اس شوہر دیدہ عورت کے بارہ میں جس کا نکاح اس کے باپ نے اس کی رضامندی کے بغیر کر دیا

مؤطا اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور مصنف عبدالرزاق میں خنساء بنت جذام انصاریہ سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا اس نے پہلے ہی سے اُسے دیکھ رکھا تھا اور وہ اُسے ناپسند کرتی تھی چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور فسخ نکاح کی درخواست کی آپ نے اس کا نکاح فسخ کر دیا۔ اور مصنف عبدالرزاق میں مہاجر بن عکرمہ سے مروی ہے کہ ایک کنواری لڑکی کا نکاح اس کے باپ نے کر دیا تھا کیونکہ وہ ناراض تھی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ نے اس کا معاملہ اسی کے سپرد کر دیا۔

اور ابن جریج نے ہم سے بیان کیا کہ ایک شوہر دیدہ عورت اور ایک کنواری لڑکی کے نکاح ان کے باپ نے کر دیئے اور وہ دونوں ناراض تھیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے ان کے نکاح فسخ کر دیئے عبداللہ بن بردہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک باکرہ عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ میرے باپ نے اپنے ایک بھتیجے کے ساتھ میرا نکاح کر دیا جس سے میری بدولت وہ اپنی ادنےٰ حالت سے نکلنا چاہتا ہے اور مجھ سے اذن نہیں لیا تو کیا مجھ کو اپنے بارے میں کچھ اختیار ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا ہاں۔ وہ بولی میں نہیں چاہتی

تھی کہ اپنے باپ کے کئے ہوئے کسی کام کو رد کروں بلکہ میری خواہش ہے کہ عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کو اپنے بارے میں کچھ اختیار ہے یا نہیں اور واضحہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے علیہ وسلم جب اپنی کسی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتے تو پردہ کی طرف آتے پھر فرماتے کہ فلاں شخص فلاں لڑکی کے لئے نکاح کی درخواست کرتا ہے پھر اگر وہ پردہ کو متحرک کرتی تو اس کا نکاح نہ کرتے یا اگر وہ پردہ میں انگلی مارتی تو اس کا نکاح نہ کرتے اور اگر خاموش ہو رہتی تو اس کا نکاح کر دیتے۔

اور مدونہ میں حسن بصری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی دو بیٹیوں کا نکاح کیا اور ان دونوں سے مشورہ نہیں کیا اسی طرح ابن وضاح کی روایت میں ہے اور حسن بصری نے کہا باپ کو حق ہے کہ اپنی شوہر دیدہ بیٹی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کر دے اور اسمٰعیل نے کہا اس میں ایک فقہی نکتہ ہے مگر اجماع اس کے خلاف ہے جس کے دوسرے قائل ہیں اور نخعی نے کہا یہ اس وقت ہے جب وہ لڑکی اس کے عیال میں ہو۔ اسمٰعیل قاضی نے کہا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیٹیوں کا نکاح ہجرت سے پہلے کیا اور بعض کا ہجرت کے بعد اور احکام کا ثبوت اور پختگی ہجرت کے بعد ہی ہے اور معلوم نہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد کسی ایسی لڑکی کا نکاح کیا ہو جس کا اس سے پہلا شوہر نہ تھا سوائے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چونکہ رقیہ عتبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں پھر اس نے ان کو مکہ میں طلاق دے دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح مکے میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ جو حسن نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کے ساتھ اپنی دو بیٹیوں کا نکاح کر دیا اور ان دونوں سے مشورہ نہیں لیا شاید وہ ام کلثوم ہوں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کے سوا کسی کا نکاح نہیں کیا۔ پس

اسمٰعیل کی روایت ابن وضاح کی روایت کے خلاف ہے جس میں دو لڑکیاں مروی ہیں اور ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر کیا کہ حضرت عثمانؓ نے رقیہؓ کے ساتھ مدینے میں نکاح کیا پھر ان کے بعد مدینے ہی میں ام کلثومؓ کے ساتھ اور یہ کہ عتبہ کا نکاح رقیہؓ سے اور عتیبہ کا ام کلثومؓ سے تھا اور دونوں نے رخصتی سے پہلے ان کو طلاق دے دی ۔

نکاح تفویض کا حکم جبکہ شوہر دخول سے پہلے مرجائے

نسائی اور مصنف عبدالرزاق میں عبداللہؓ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کا مہر مقرر نہ کیا اور نہ اس پہ داخل ہوا حتی کہ مرگیا۔ آپ ان کو ایک مہینہ ٹالتے رہے ان کو کوئی فتویٰ نہ دیتے تھے پھر کہا کہ الٰہی میں اپنا جواب پیش کرتا ہوں اگر وہ صحیح ہو تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہو تو میری طرف سے اور نسائی میں کہا تو شیطان کی طرف سے میرا قیاس ہے کہ اس کے لئے مہر ایسی عورت کا سا ہو جو اس کے خاندان کی عورتوں سے ہو نہ کم اور نہ زیادہ اور اس کے لئے ورثہ ہے اور اس پر چار مہینے دس دن عدت ہے پس بنی اشجع میں سے کچھ لوگ کھڑے ہوئے وہ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق کے بارے میں اسی قسم کا فیصلہ کیا تھا جو تم نے کیا ہے مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ بنت واشق بنی رواس سے تھی اور بنی رواس ایک قبیلہ ہے بنی عامر بن صعصعہ سے اور جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلے میں موجود تھے وہ معقل بن سنان اشجعی اور ان کی قوم کی ایک جماعت تھی اور علیؓ بن ابی طالب نے کہا ہے کہ اس کے لئے کوئی مہر نہیں اور اسی طرح زید نے کہا اور اس پر مالک نے عمل کیا ہے اور سفیان اور حسن اور قتادہ کا عمل ابن مسعود کے قول پر ہے حضرت علیؓ نے کہا دیہاتی عرب کی تصدیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول پر قابل قبول نہیں اور دونوں کتابوں میں لکھا ہے کہ جب ابن مسعود کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے ساتھ اتفاق واقع ہوا تو وہ اتنے خوش ہوئے کہ کسی بات پر ایسے خوش نہیں ہوئے تھے ۔

Marfat.com

اس شخص کے متعلق حکم جس نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا تو اس کو حاملہ پایا

مصنف عبدالرزاق میں سعید بن مسیب سے روایت ہے وہ انصار کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں جس کو بصرہ کہا جاتا تھا وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک کنواری عورت سے اس کی پردہ نشینی میں نکاح کیا پھر اس پر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حاملہ ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس عورت کے لئے مہر ہے بعوض ان فوائد کے جو اس کی صحبت سے حاصل کئے اور بچہ تیرے لئے غلام ہے اور جب وہ بچہ جن لے تو عورت کو دُرّے مارو اور ان دونوں میں تفریق کر دی۔

اور مؤطا اور بخاری اور مسلم اور نسائی میں فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے کہ ابو عمرو بن حفص نے اس کو طلاق بتہ دے دی اور مسلم اور نسائی کی کتاب میں ہے کہ اس نے اس کو آخری طلاق دے دی جو باقی رہتی تھی اور وہ شام کی طرف گیا ہوا تھا پس اس نے اس کی طرف اپنے وکیل کے ہاتھ کچھ جو بھیجے وہ اس پر ناراض ہوئی اس نے کہا واللہ تیرے لئے ہم پر کچھ حق نہیں اور نسائی کی کتاب میں کہا ہے کہ اس کی طرف حارث بن ہشام بن ابی ربیعہ نے اس کا خرچ بھیجا تو وہ اس پر ناخوش ہوئی اس نے کہا واللہ تیرے لئے ہمارے ذمہ خرچ نہیں مگر یہ کہ تو حاملہ ہوتی اور نہ تو ہمارے گھر میں رہے مگر ہماری اجازت کے ساتھ اور مسلم کی کتاب میں ہے کہ اس کی طرف پانچ صاع جو یا پانچ صاع کھجوریں بھیجیں وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا تیرے لئے نفقہ نہیں۔

مسلم کی کتاب میں ہے کہ فاطمہ کہتی ہے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے رہنے کے گھر اور خرچ کے بارے میں اس شوہر سے جھگڑا کیا تو آپ نے نہ میرے رہنے کے گھر کا فیصلہ کیا اور نہ خرچ کا اور نسائی نے ذکر کیا کہ آپ نے اس کو حکم دیا کہ ام شریک کے گھر میں عدت گذارے پھر فرمایا کہ اس عورت کے پاس میرے اصحاب کی آمد و رفت رہتی ہے تو ابن ام مکتوم کے پاس عدت گذار چونکہ وہ نابینا شخص

ہیں تو اپنے کپڑے اتار سکے گی پس جب عدت گزار چکے تو مجھ کو اطلاع دے پس جب میں عدت گزار چکی تو میں نے آپ سے ذکر کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم دونوں نے میرے نکاح کی درخواست کی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوجہم تو اپنے کندھے پر لاٹھی نہیں اُتارتا اور معاویہ فقیر ہے جس کے پاس مال نہیں لہذا تو اسامہ بن زید کے ساتھ نکاح کر لیکن میں نے اس کو ناپسند کیا پھر آپ نے فرمایا تو اسامہ کے ساتھ نکاح کر میں نے ان سے نکاح کر لیا اللہ تعالے نے اس میں میری بہتری بخشی اور اس سے مجھ پر رشک کیا جانے لگا۔

خطابی نے کہا فاطمہؓ کا یہ کہنا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کے ساتھ جھگڑی تو آپؐ نے میرے لئے نہ رہنے کا گھر دلایا اور نہ خرچ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے جو اس کو اس کے اہل کے گھر سے چلے جانے کا حکم دیا تو وہ اس کا سبب سمجھنے سے قاصر رہی لہذا اس نے اس کو رہنے کے گھر کا حق باطل کرنے کا وہم کیا۔ اسی لئے اس نے کہا کہ میرے لئے رہنے کے گھر اور خرچ کا فیصلہ نہ کیا۔ حالانکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ابن ام مکتوم کے پاس عدت گزار اس کے لئے رہنے کا گھر واجب کر رہا ہے۔

فقہی نکات اس میں ایک فقہی نکتہ یہ ہے کہ دو آدمیوں کو ایک عورت کے نکاح کی درخواست کرنا جائز ہے اور دوسرا یہ کہ غلام کا قریشی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے کیونکہ فاطمہ بنت قیس ضحاک بن قیس کی بہن قرشیہ فہریہ ہے اور تیسرا نکتہ یہ ہے کہ اس شخص کے بارے میں جو نکاح کا سوال کرے عیب گوئی غیبت نہیں اگرچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف ابوجہم کے عورتوں کے مارنے اور معاویہ کے فقر کا ہی ذکر کیا مگر اہل علم نے اس کے نکاح میں اور اس شخص کے بارے میں جس نے کسی کے خلاف گواہی دینے کے بعد اس کے بارے میں سوال کیا جائے اور اس شخص کے بارے میں جو امام بنایا جائے اس کی اجازت دی ہے یعنی غیبت کی۔

اس میں چوتھا فقہی نکتہ یہ ہے کہ کسی شخص کا عیب مبالغہ کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے اور ابوجہم سوتا بھی تھا کھاتا بھی اور بیٹھتا بھی تھا مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی حالت یوں بیان

Marfat.com

فرمائی کہ وہ اپنے کندھے پر سے لاٹھی رکھتا ہی نہیں۔

اس میں پانچواں فقہی نکتہ یہ ہے کہ طلاق یافتہ عورت کو اپنے گھر سے نکلنا مباح ہے جبکہ وہ شوہر کے گھر والوں کو اپنی زبان سے دکھ پہنچائے اور ان کو گالیاں دے جس طرح کہ فاطمہ نے اپنے شوہر کے گھر والوں کے ساتھ کیا اور یہ بے حیائی کی بات ہے جس کے بارے میں اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں مگر یہ کہ کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوں اس کو ابن مزین وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گھر کی خرابی کی شکایت کی تھی تو آپ نے اس کو اجازت دے دی ⁂

اور اس میں چھٹا فقہی نکتہ یہ ہے کہ طلاق بتہ والی کے لئے نفقہ نہیں اور بعض اہل علم نے اس حدیث کی بنا پہ کہا ہے کہ اس کے لئے رہنے کا گھر بھی نہیں ⁂

اور اس میں ساتواں فقہی نکتہ یہ ہے کہ اجنبی مرد نیک عورت کی زیارت کے لئے جا سکتے ہیں۔

اور اس میں آٹھواں فقہی نکتہ یہ ہے کہ غائب کے متعلق فیصلہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ ابو عمر نے فاطمہ کو طلاق دی بحالیکہ وہ شام میں غائب تھا اس نے نقل مکان کیا بحالیکہ وہ غائب تھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو نکاح کا حکم دیا اس کو اصیلی نے کہا ہے۔

مصنف ابی داؤد میں کہا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ایک عورت کے کہنے سے اپنے پروردگار کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو نہیں چھوڑیں گے ہمیں کیا معلوم کہ کہ اس کا حافظہ صحیح ہو یا نہ ہو ⁂

عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہونے کے بارہ میں

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہند بنت عتبہ آئی اس نے کہا کہ ابو سفیان ممساک آدمی ہے (اور ایک اور حدیث میں بخیل لکھا ہے) وہ

Marfat.com

مجھے اتنا مال نہیں دیتا جو مجھ کو اور میرے بچوں کو کافی ہو مگر وہ جو میں اس کی بے خبری میں لے لوں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنا مال لے لیا کر جو دستور کے موافق تجھ کو اور تیرے بچوں کو کافی ہو۔

اس میں فقہی نکتہ یہ ہے کہ کسی غائب کے متعلق فیصلہ ہو سکتا ہے اور اس طرح بخاری نے اس پر عنوان باندھا ہے غائب کے متعلق فیصلہ کرنا اور نیز اس پر یہ عنوان باندھا ہے، وہ حضرات جنہوں نے قاضی کے لئے یہ جائز سمجھا ہے کہ وہ اپنے علم سے لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرے جبکہ اس کو بدگمانیوں کا اور تہمت کا خوف نہ ہو اور معاملہ مشہور ہو اور یہ کہ جو شخص کسی کو اس کے حق سے محروم رکھے اور وہ اس کے مال پر قابو پائے اس کو جائز ہے کہ اس کی بے خبری میں اپنے حق کے مطابق اس میں سے لے لے اور اس وجہ میں امام مالکؒ کے شاگردوں میں اختلاف ہے۔

شوہر اور بیوی میں کام کی تقسیم

واضحہ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں اور آپ کی زوجہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں فیصلہ فرمایا جبکہ ان دونوں نے آپؐ کے پاس کام کی شکایت کی تو آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کو اندرونی کام کا حکم دیا اور حضرت علیؓ کو بیرونی کام کا حکم دیا۔ ابن حبیب نے کہا اندرونی کام آٹا گوندھنا۔ روٹی پکانا بستر بچھانا۔ گھر میں جھاڑو دینا اور پانی بھرنا ہے جبکہ پانی اس کے ساتھ ہو اور گھر کے باقی تمام کام اور بخاری، مسلم اور نسائی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنے ہاتھ میں چکی سے چھالے پڑ جانے کی شکایت کی اور ان کو اطلاع ملی تھی کہ آپ کے پاس کنیزیں آئی ہیں چنانچہ آپ یہاں تشریف لائے۔ جبکہ ہم بستروں پر لیٹ گئے تھے۔ ہم کھڑے ہونے لگے۔ فرمایا لیٹے رہو پھر آپ تشریف لاکر ہمارے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی اور فرمایا کہ کیا تم کو وہ چیز نہ بتا دوں جو تمہارے لئے تمہارے سوال سے بہتر ہے جب تم سونے لگو اور اپنے بستروں میں جانے لگو تو تینتیس ۳۳ دفعہ سبحان اللہ پڑھو اور تینتیس ۳۳ دفعہ الحمد للہ پڑھو اور چونتیس ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھو پس یہ تم دونوں کے

Marfat.com

لئے خادم سے بہتر ہے چنانچہ اس کے بعد میں نے اس وظیفہ کو کبھی نہیں چھوڑا کسی نے پوچھا اور صفین لہ

کی رات میں بھی نہیں چھوڑا فرمایا اور صفین کی رات میں بھی نہیں ۔

مہر کے بارہ میں اور کم سے کم مہر جو ہو سکتا ہے

کتاب نسائی اور مصنف عبدالرزاق و ابو داؤد میں ہے کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے حضرت

فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مہر میں اپنی زرہ حطمیہ دی جو بعد میں پانسو درم

میں فروخت کی گئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ حصہ خوشبو میں صرف فرمایا مصنف

عبدالرزاق میں یہی ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کے مہر میں بارہ اوقیہ ادا کئے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو ایک پھندنوں والی چادر

اور ایک مشک اور ایک گدا چمڑے کا جس میں اذخر بھری تھی جہیز میں دیا ۔

یہ نکاح ہجرت کے پہلے سال میں ہوا تھا اور کہا جاتا ہے کہ دوسرے سال میں بائیس مہینے پیچھے

اس میں اختلاف نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پہلے

سال میں دسویں مہینے یہ ماہ شوال میں آئی تھیں ۔

مؤطا اور بخاری اور مسلم اور نسائی میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت

نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اپنے نکاح میں لے لیجئے پھر وہ دیر تک کھڑی رہی ۔ اس کے بعد

ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کو نہیں چاہئے تو میرے ساتھ اس کا نکاح

کر دیجئے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کیا تیرے پاس اس کو مہر دینے کے لئے کچھ ہے اس نے

کہا اس تہمد کے سوا میرے پاس اور کچھ نہیں ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اگر تو نے اس کو

لہ صفین کی رات سے مراد جنگ صفین کی رات ہے اس جنگ میں حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کی فوجوں میں خونریز جنگ ہوئی تھی مطلب یہ کہ ایسی فکر و تشویش کی رات میں بھی آپ نے یہ وظیفہ نہیں چھوڑا ۔

بھی دے دیا تو تو ننگا ہو بیٹھے گا۔ کوئی اور چیز تلاش کر۔ اس نے کہا مجھے کچھ نہیں ملتا۔ فرمایا تلاش کر۔ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔ مگر باوجود تلاش کے اُسے کچھ نہ ملا۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا۔ کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں فلاں فلاں سورہ یاد ہے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے اتنے قرآن کے عوض جو تجھے یاد ہے اس کو تیرے نکاح میں دیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ عورت خولہ بنت حکیم تھی اور بعض کہتے ہیں ام شریک ؎

اس میں پہلا فقہی نکتہ یہ ہے کہ حاکم اس شخص کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو۔ اور اس میں دوسرا فقہی نکتہ یہ ہے کہ نکاح اسباب کے عوض میں مباح ہے اور اسی طرح حضرت علیؓ کے نکاح میں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا تھا۔ تیسرا فقہی نکتہ اس میں یہ ہے کہ تعلیم قرآن پر اجرت جائز ہے اور ابن حبیب کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے اور ان کے سوا دوسروں نے کہا ہے کہ یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے اور اس پر صحابہؓ اور تابعینؒ اور فقہا میں سے سوائے شافعیؒ کے کسی نے عمل نہیں کیا اور شاید وہ عورت اس خاص سورہ کو حفظ کر رہی تھی اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کرنے پر خوش تھی اور اس نے آپ کو اپنا نفس ہبہ کر دیا تھا اور صحابہؓ میں سے کسی نے پانچ درہم میں سے کم پر نکاح نہیں کیا۔ اور وہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف ہیں جنہوں نے کھجور کی ایک گٹھلی کے برابر سونے پر نکاح کیا تھا اور وہ پانچ درہم کا تھا اور ابن منذر نے اشراف میں ذکر کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہؓ کے ساتھ کچھ مال پر نکاح کیا جو دس درہم کے برابر تھا اور واضحہ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے مہر پانچ پانچ سو درہم تھے اور وثائق ابن عطار میں چار سو درہم لکھا ہے۔ نوادر وغیرہ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان کے ساتھ نکاح کیا اور ان کا مہر چار ہزار درہم مقرر کیا اور یہ بھی ہے کہ ان کا مہر چار سو دینار طلائی مقرر کیا ؎

Marfat.com

حضرت علیؓ بن ابی طالب کو ایک حکم

بخاری اور مصنف ابی داؤد اور واضحہ میں ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے ابوجہل ابن ہشام کی بیٹی کے نکاح کی درخواست کی اور بنو ہشام بن مغیرہ نے اس بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی۔ مگر آپ نے ان کو اجازت نہ دی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو کر گھر سے نکلے یہاں تک کہ منبر پر چڑھے اور لوگ آپؐ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے اللہ کی حمد کی اور اس کی ثنا کہی پھر فرمایا اما بعد "بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ کر دیں میںؐ نے ان کو اجازت نہیں دی میںؐ کبھی ان کو اجازت نہیں دوں گا مگر یہ کہ ابن ابی طالب اس بات کا ارادہ کرے کہ میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے میری بیٹی تو میرے وجود کا ٹکڑا ہے مجھ کو وہ بات خلجان میں ڈالتی ہے جو اُسے خلجان میں ڈالتی ہے اور مجھے وہ بات ایذا دیتی ہے جو اسے ایذا دیتی ہے اور اللہ کے نبی کی بیٹی اللہ کے دشمن کی بیٹی کے ساتھ ہرگز جمع نہ ہو گی میں ڈرتا ہوں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے دین کے بارے میں فتنے میں ڈالی جائے میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ کسی حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن خدا کی قسم اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مکان میں کبھی بھی جمع نہ ہوں گی۔" ابن حبیب نے کہا اگر کوئی دلیل پکڑنے والا اس حدیث سے شرائط اختیار کرنے کی اجازت کی دلیل کو پکڑے تو اس میں اس کے لئے کوئی دلیل نہیں کیونکہ یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔

آتش پرست کا اسلام لانا

مدونہ وغیرہ میں ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی جب اسلام لایا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ تیرے نکاح میں دس عورتیں ہیں تو چار رکھ لے اور باقی کو چھوڑ دے اور فیروز دیلمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا میں اسلام لایا اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں رسول اللہ نے اس کو فرمایا ان دونوں میں سے جس کو تو چاہے طلاق دے دے اور مصنف ابی داؤد میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اسلام لا چکا ہوں اور اس عورت کو میرے اسلام کا علم ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو دوسرے شوہر سے الگ کر دیا اور پہلے شوہر کے حوالے کر دی اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تھی۔

اس شخص کے بارہ میں جس کی بیوی نکاح کے بعد بیمار ہو گئی۔ اور نکاح متعہ کے بارہ میں

مؤطا اور بخاری اور نسائی میں ہے کہ رفاعہ بن سموال نے اپنی عورت تمیمہ بنت وہب کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تین طلاقیں دیں۔ عبد الرحمن بن زبیر نے اس سے نکاح کر لیا تو وہ اپنی بیماری کی وجہ سے اس سے الگ رہے اس کو چھو بھی نہ سکے پھر اس کو طلاق دے دی اب رفاعہ نے اس سے نکاح کرنا چاہا اور وہ اس کا پہلا شوہر تھا جو اس کو طلاق دے چکا تھا اس نے اس کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے اس کو اس کے نکاح کرنے سے روک دیا اور فرمایا وہ تیرے لئے حلال نہیں تاوقتیکہ وہ لذت جماع نہ چکھ لے مؤطا کے سوا دوسری کتاب میں ہے یہاں تک کہ شوہر عورت سے لذت چکھے اور عورت شوہر سے لذت چکھے۔

اس میں فقہی نکتہ یہ ہے کہ جب خاوند عورت سے جماع کرے بحالیکہ وہ سوتی ہو محسوس نہ کرتی ہو یا اس کے ساتھ مباشرت کی کوشش کرے جس سے وہ عورت لذت محسوس نہ کرے تو وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوتی اور ربیع بن میسرہ جہنی نے کہا کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس

فتح مکہ کے سال مکے میں آئے تو آپ نے ہم کو عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت دی میں اور میرا ایک دوست بنی عامر میں سے ایک عورت کے پاس گیا گویا کہ وہ ایک دراز گردن جوان اونٹنی تھی پس ہم نے اپنے آپ کو اپنی اپنی چادروں کے عوض اس پر پیش کیا راوی کہتا ہے کہ میرے دوست کو تاڑنے لگی میرے دوست نے کہا کہ میری چادر اس کی چادر سے بہتر ہے وہ بولی ہم کو یہی منظور ہے جیسی بھی اس کی چادر ہو تو میں اس کے ساتھ تین دن رہا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے متعہ سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ اللہ نے اس کو حرام کر دیا ہے پس جس کے پاس ان میں سے کوئی عورت ہو وہ اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ نہ لو وہ شخص بیان کرتا ہے کہ میرے اور اس عورت کے درمیان دس دن کی میعاد مقرر تھی میں نے اس کے پاس ایک رات گذاری پھر صبح کو باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رکن اور دروازے کے درمیان کھڑے ہیں آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو ان عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا اور جس شخص کے پاس کوئی عورت ہو وہ اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ ان کو دیا ہے اس کو واپس نہ لو۔

راویوں نے متعہ کی حرمت کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ حرمت کا حکم خیبر کے سال ہوا اور کہا گیا ہے کہ نہیں یہ حکم حدیبیہ کے سال ۶ھ ہجری میں ہوا۔ ابو عبید نے کہا کہ حرمت کا حکم فتح مکہ کے سال ہوا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم میمونہؓ کے نکاح کے بارہ میں

بخاری اور مسلم میں جابر بن زید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو ابن عباس نے خبر دی فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا بحالیکہ آپ محرم تھے اور نیز مسلم نے یزید بن اصم سے ذکر کیا ہے کہ مجھ سے

میری خالہ میمونہ نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کیا تھا لیکن آپ غیر محرم تھے اور اسی طرح واضحہ وغیرہ میں ہے کہ آپ غیر محرم تھے اور آپ مقام سرف میں ان کو اپنے گھر میں لائے امام مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا ابن مواز کی کتاب میں ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مکے میں عمرہ حدیبیہ کے سال ان کے ساتھ نکاح کیا تو قریش نے انکار کر دیا آپ چاہتے تھے کہ ان کو مکے میں اپنے گھر لائیں پس آپ چلے گئے اور مقام سرف میں ان کو گھر لائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم بیویوں کی باری کے متعلق

حدیث ثابت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ام سلمہؓ سے نکاح کیا اور ان کے ساتھ تین دن رہے پھر دوسری بیوی کے ہاں جانے کا ارادہ کیا انہوں نے آپ کا کپڑا پکڑ لیا اس پر آپ نے فرمایا تو اگر چاہے تو سات دن تیرے پاس رہوں اور سات سات دن ان کے پاس رہوں۔ اور اگر تو چاہے تیرے پاس تین دن رہوں پھر دورہ کروں تو انہوں نے کہا اچھا تین دن رہیئے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ازراہ کرم اپنی بیویوں میں عدل کرنے کی کوشش کرتے تھے بغیر اس کے کہ یہ آپ پر واجب ہو کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے اپنی بیبیوں میں سے جس کو چاہو اور جتنے دن چاہو اپنے سے الگ رکھو اور جس کو چاہو اور جب تک چاہو اپنے پاس رکھو اور جن کو تم نے ایک وقت خاص تک الگ کر دیا تھا ان میں سے کسی کو پھر اپنے پاس بلوا لو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں (الاحزاب ۶۶)

موطا اور مدونہ میں ابن شہاب سے مروی ہے کہ رافع بن خدیج نے ایک جوان لڑکی سے نکاح کیا اور ان کے نکاح میں محمد بن سلمہ کی بیٹی تھی اور وہ اکیلی تھی انہوں نے نوجوان کو مقدم رکھا تو اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے خلاف شکایت کی آپ نے فرمایا اے رافع ان دونوں

Marfat.com

کے درمیان انصاف کرو ورنہ اس کو چھوڑ دے تو رافع نے اس کو اس کے آخر میں کہا اگر تو پسند کرتی ہے کہ تو جیسی کی اسی حالت پر قائم رہے جس پر اب ہے تو میں قائم رکھوں اور اگر چاہے تو میں طلاق دے دوں اس پر قرآن (اس بارے حکم) نازل ہوا "اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو (میاں بی بی دونوں میں سے کسی پر) کچھ گناہ نہیں کہ اصلاح کی کوئی بات ٹھہرا کر آپس میں صلح کر لیں اور صلح (بہرحال) بہتر ہے"۔ (النساء ۱۲۸)

راوی نے کہا پس وہ اس بات سے صلح پر راضی ہو گئی اور اس کے ساتھ اس کے گھر میں رہی یہ لفظ مدونہ کے ہیں موطا میں یہ واقع نہیں ہوا کہ اس کے بارے میں قرآن اترا اس کو نسائی نے ذکر کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم رضاع کے بارہ میں ایک عورت کی شہادت سے

بخاری میں ام حبیبہؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا آپؐ کو ابی سفیان کی بیٹی منظور ہے آپؐ نے فرمایا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے میں نے کہا نکاح کر لیجئے آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو اس بات کو پسند کرتی ہے میں نے کہا کہ میں اکیلی نہیں ہوں اور میں اپنی سوکنوں سے اپنی بہن کو پسند کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا وہ مجھ پر حلال نہیں میں نے کہا مجھ کو اطلاع ملی ہے کہ آپؐ دُرہ کے ساتھ نکاح کی درخواست کر رہے ہیں آپؐ نے فرمایا کیا ام سلمہ کی بیٹی میں نے کہا ہاں فرمایا اگر وہ میری پرورده نہ ہوتی تو بھی میرے لئے حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضائی بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور اس کے باپ ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے پس تم اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو میرے پیش نہ کرو۔

عروہ نے کہا ہے کہ ثویبہ ابولہب کی کنیز تھی جس کو ابولہب نے آزاد کر دیا تھا اور اس نے

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا پس جب ابولہب مرگیا تو آپ کے کسی گھر والے کو خواب کے اندر بُری حالت میں دکھائی دیا اس نے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا ابولہب نے کہا کہ مرنے کے بعد میرے ساتھ کچھ سلوک نہیں ہوا سوائے اس کے کہ میں نے اس کے یعنی ثویبہ کے آزاد کرنے میں کوشش کی۔ عروہ نے کہا ہے کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ہمارے پاس ایک سیاہ فام عورت آئی اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تو میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور میں نے عرض کیا کہ میں نے فلاں عورت فلاں کی بیٹی سے نکاح کیا تو ہمارے پاس ایک سیاہ فام عورت آکر کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اور وہ جھوٹ بولتی ہے تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا پھر میں نے آپ کے سامنے آکر عرض کیا کہ وہ جھوٹ بولتی ہے آپ نے فرمایا تم اسے کیا کہہ سکتے ہو۔ بحالیکہ اس کو یقین ہے کہ تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ اس کو اپنے سے الگ کر دے ۔؛

مدونہ میں واقع ہوا ہے کہ عمرؓ بن خطاب نے رضاع میں ایک عورت کی شہادت جائز نہیں رکھی اور یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک عورت کے رضاع کی خبر دی گئی۔ تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کیونکہ (تمہارا نکاح جائز ہو سکتا ہے) بحالیکہ بتایا گیا ہے (کہ تم نے اور تمہاری بیوی نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے) اور بخاری میں بھی آیا ہے کہ تم اس سے مباشرت کیوں کر سکتے ہو بحالیکہ بتایا گیا ہے (کہ تم دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے) تو پھر اس عورت کو (عقبہ نے) چھوڑ دیا اور اس عورت نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا ۔؛

---(۰)---

Marfat.com

کتاب الطّلاق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ حائضہ کی طلاق کے بارہ میں

مؤطا اور بخاری اور مسلم اور نسائی میں ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بیوی کو طلاق دی بحالیکہ وہ حائضہ تھی۔ تو عمر بن الخطاب نے اس کے بارہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو حکم دو کہ رجوع کرے پھر اس کو طہر تک رکھے۔ پھر اسے حیض آئے پھر طہر آئے۔ اس کے بعد اگر چاہے رکھے اور اگر چاہے وطی سے پہلے طلاق دے پس یہ عدت ہے جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ عورتوں کو ان کی عدت کے وقت طلاق دی جائے[1]۔ مذکورہ کتابوں میں ابن عمر سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے خیال کیا کہ ایک طلاق حساب میں رہ گئی۔

اس میں فقہی نکتہ یہ ہے کہ رجعت وطی کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی پس جب اس سے وطی کرے تو جائز نہیں کہ اس طہر میں طلاق دے جس میں وطی کر چکا ہے اور نیز جب اس کو حکم دیا جائے کہ عدت کے جس حیض میں اس نے اس کو طلاق دیا ہے اس سے پاک ہونے پر طلاق دے تو گویا کہ اس کو رجوع کا اس لئے حکم دیا گیا کہ اس کو طلاق دے۔ پس یہ میعادی نکاح کے مشابہ ہوا روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بحالت حیض طلاق دے دی تو رسول اللہ

---

[1] یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ۔۔۔۔ الخ ؎

صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ رجوع کرلیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائے تو ہم صحبت ہوں جب دوبارہ پاک ہو۔ تو اگر چاہیں طلاق دیں اور اگر چاہیں رکھ لیں۔ اس حدیث میں ہم صحبت ہونے کا ذکر زائد ہے اور اس کو قاسم کے سوا کسی صاحب تصنیف نے ذکر نہیں کیا۔

مصنف عبدالرزاق میں آیا ہے کہ روایت ہے ابن جریج سے وہ روایت کرتے ہیں ابوالزبیر سے وہ ابن عمر سے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کو لوٹا دیا اور طلاق کا کچھ اعتبار نہیں فرمایا۔ اس کے ساتھ بعض اصحاب ظواہر نے تمسک کیا ہے اور ان کے نزدیک حیض میں طلاق دینے سے طلاق لازم نہیں آتی۔ مگر جو شخص تین طلاق دے دے۔ یا آخری طلاق دے۔ چنانچہ وہ تمام علماء کے اجماع سے لازم ہو جاتی ہے اور صحیح وہ ہے جس کو بخاری و مسلم نے حدیث میں ذکر کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر کو ایک طلاق دینے والا ٹھہرایا جو انہوں نے حیض میں دی تھی کیونکہ رجعت طلاق ہی سے ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو حکم دو کہ اس سے رجعت کرے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص بدعت میں مبتلا ہو کر طلاق دے ہم اس کی بدعت اس پر لازم کر دیں گے۔ پس اس سے اس شخص کا قول باطل ہو گیا جو کہتا ہے کہ حیض کے اندر دی ہوئی طلاق لازم نہیں ہوتی۔

قروء سے مراد حیض ہے یا طہر؟ | امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ یہ وہ عدت ہے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ ان پر عورتوں کو طلاق دی جائے اس بات کی دلیل ہے کہ عدت قروء اور طہر ہے اور اسی طرح امام مالکؒ کہتے ہیں کہ اقراء سے مراد اطہار ہیں اور ابن عمرؓ کی ایک حدیث میں آیا ہے جو مصنفات مذکورہ کے علاوہ ایک کتاب کے چھٹے باب میں شعیب ابن زریق کی روایت کی شکل درج ہے کہ عطا خراسانی نے ان سے حدیث بیان کی اور انہ

Marfat.com

سے حسن نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن عمر نے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بحالت حیض طلاق دی پھر چاہا کہ اس کے بعد دو طہروں کے وقت دو طلاقیں اور دیں تو اس کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپ نے فرمایا اے ابن عمر! اللہ نے تم کو یوں حکم نہیں دیا۔ تم نے سنت میں غلطی کی۔ سنت یہ ہے کہ تم طہر کا انتظار کرو۔ پھر ہر قرء پہ طلاق دو۔ تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے رجعت کر لی۔ اور آپ نے فرمایا کہ جب وہ پاک ہو تو اس وقت اس کو طلاق دو یا رکھ لو۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اگر میں نے اس کو تین طلاقیں دی ہوں تو مجھے رجعت کا حق ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں وہ علیحدہ ہو چکی اور (ایسا کرنا) گناہ ہوگا۔ اہل علم شعیب بن زریق کے بارہ میں کلام کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض نے اس کو ضعیف ٹھہرایا ہے اور نیز کتاب نسائی میں محمد بن عبدالرحمٰن سے جو ابوطلحہ کے غلام آزاد شدہ ہیں۔ ابن عمر کی حدیث میں ہے کہ پس اس سے رجوع کرے پھر اس کو بحالت طہر یا بحالت حمل طلاق دے اور محمد بن عبدالرحمٰن میں کوئی نقص نہیں۔

مصنف ابوداؤد میں ہے کہ رکانہ نے اپنی عورت سہیمہ کو طلاق بتہ[1] دے دی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واللہ تیرا ارادہ صرف ایک طلاق کا ہوگا؟ تو رکانہ نے کہا واللہ میرا ارادہ صرف ایک طلاق کا تھا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو لوٹا دیا۔

عبداللہ بن ولید سے روایت ہے وہ ابراہیم سے وہ داؤد سے وہ عبادہ بن صامت سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے دادا نے اپنی ایک بیوی کو ایک ہزار طلاق دی تو میں ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ نبی صلے اللہ علیہ

[1] طلاق بتہ وہ طلاق جو عورت کو بالکل الگ کر دے۔ پھر رجعت نہ ہو سکے۔

Marfat.com

وسلم نے فرمایا تیرے دادا نے خدا سے خوف نہیں کیا۔ تین طلاقوں کا حق اس کو ہے۔ تو سو ستانوے ۹۹۷ طلاقیں زیادتی اور ظلم ہیں۔ اگر وہ چاہے اس کو عذاب دے اور اگر چاہے بخش دے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم خلع کے بارہ میں

مؤطا اور بخاری اور نسائی میں ہے کہ حبیبہ بنت سہل ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت نکلے تو آپ نے حبیبہ بنت سہل کو صبح کی تاریکی میں دروازے کے پاس پایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے؟ اس نے کہا میں حبیبہ بنت سہل ہوں۔ فرمایا کیا بات ہے۔ عرض کیا۔ نہ میں اور نہ ثابت بن قیس باہم رہ سکتے ہیں یہ اس نے (اپنے شوہر کے لیے کہا) جب ثابت بن قیس آئے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا یہ حبیبہ بنت سہل ذکر کرتی ہے اس بات کا جو اللہ کو منظور تھی کہ وہ ذکر کرے حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ جو کچھ اس نے مجھے دیا ہے میرے پاس موجود ہے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ثابت کو فرمایا۔ یہ اس سے لے لو۔ اس نے وہ مال اس سے لے لیا اور وہ (عورت) اپنے میکے جا بیٹھی۔ یہ لفظ مؤطا اور نسائی میں ہیں اور وہ جو بخاری اور مسلم میں واقع ہوا ہے یہ ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس کی عورت نے کہا میں نہ اس کے اخلاق سے ناراض ہوں نہ اس کے دین سے بلکہ میں اسلام میں کفر[1] کرنا ناپسند کرتی ہوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو اس کا باغ واپس دیتی ہے۔ اس نے عرض کیا۔ ہاں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باغ لے لو اور اس کو طلاق دے دو۔

پہلی روایت میں جو یہ لفظ واقع ہوئے ہیں کہ وہ اپنے میکے جا بیٹھی کہتے ہیں کہ وہ مدت کے الفاظ ہیں اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ وہ خلع سے پہلے اپنے شوہر کے ساتھ اپنے میکے میں رہتی ہو۔

---

[1] یعنی مجھے مسلمان ہو کر کفران نعمت کرنا اور شوہر کا حق ادا نہ کرنا ناگوار ہے جس کا وقوع عدم اتفاق کی صورت میں ناگزیر ہے ۱۲

یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اپنے میکے چلی گئی ہو اور جس گھر میں اس کا خاوند رہتا تھا اس میں عدت نہ بیٹھی ہو اس خرابی کے خوف سے جو اس میں اور اس کے شوہر میں واقع ہو سکتی تھی یا کسی اور عذر کی وجہ سے ۔

ابن منذر کی کتاب میں واقع ہوا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ ایک حیض عدت بیٹھے اور اسی کے قائل عثمان بن عفانؓ اور عبداللہ بن عمرؓ ہیں اور اسی کو ابن منذر نے اختیار کیا ہے اور وہ حکم جس پر اکثر علماء کا مختار ہے وہ یہ ہے کہ اس کی عدت مطلقہ کی عدت کی طرح تین قروءؔ ہیں اور مصنف ابن سکین میں ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس نے اپنی عورت کو مارا اور اس کا ہاتھ توڑ دیا۔ اور وہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی تھی اس کا بھائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اس کی شکایت کرنے کو حاضر ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ثابت کو کہلا بھیجا کہ اس کا مہر جو تیرے ذمہ ہے اس کو رکھ لے اور اس کو چھوڑ دے۔ اس نے کہا بہتر۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو حکم دیا کہ ایک حیض عدت بیٹھے اور اپنے میکے چلی جاوے ۔

اس کنیز کے بارہ میں حکم جو اپنے شوہر کے نکاح میں آزاد کی گئی

مؤطا اور بخاری اور مسلم اور نسائی میں حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بریرہ میں تین سنتیں تھیں ۔ ایک سنت یہ کہ وہ آزاد کی گئی اور اس کو اپنے شوہر کے نکاح میں رہنے اور نہ رہنے کا اختیار دیا گیا اور دوسری سنت یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزاد شدہ غلام کی وراثت آزاد کرنے والے کے لئے ہے اور تیسری سنت یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور ہنڈیا گوشت کے ساتھ جوش کھا رہی تھی ۔ آپ کے سامنے ماحضر لایا گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ؔ قروء کا لفظ حیض اور طہر میں مشترک ہے حنفیہ کے نزدیک اس لفظ سے حیض مراد ہے اس لئے ان کے نزدیک مطلقہ کی عدت میں حیض ہیں اور شوافع کے نزدیک قروء سے مراد طہر ہے اس لئے ان کے نزدیک عدت تین طہر ہے ۔ ۱۲

نے فرمایا کیا میں نے ہنڈیا نہیں دیکھی جس میں گوشت ہے۔ انہوں نے عرض کیا بے شک یا رسول اللہ لیکن وہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور حضورؐ صدقہ تناول نہیں فرماتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اس پر صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے ٭

واضحہ وغیرہ میں ہے کہ بریرہ میں چار سنتیں تھیں۔ پھر تین ذکر کیں اور چوتھی یہ کہ آپؐ نے اس کو حکم دیا کہ وہ تین حیض عدت بیٹھے ٭

تینوں کتابوں یعنی بخاری مسلم اور نسائی میں ہے کہ بریرہ کا شوہر ایک حبشی غلام تھا جس کو مغیث کہا جاتا تھا۔ انہی کتابوں کی ایک اور روایت میں ہے کہ اس کا شوہر آزاد تھا اور عروہ نے کہا ہے کہ اگر آزاد ہوتا تو اس کو اختیار نہ دیا جاتا۔ زیادہ صحیح یہی ہے کہ وہ غلام تھا ٭

اس عورت کے بارہ میں حکم جو اپنے شوہر کی طلاق پر شاہد عدل پیش کرے اور شوہر انکار کرے

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرمایا کہ جب عورت اپنے شوہر کی طلاق کا دعویٰ کرے پھر اس پر ایک عادل گواہ پیش کرے تو اس کے شوہر سے حلف لیا جائے۔ پس اگر وہ حلف اُٹھائے تو اس سے گواہ کی گواہی باطل ہو جائے گی اور اگر وہ حلف سے انکار کر دے تو اس کا انکار بمنزلہ دوسرے گواہ کے ہے اور اس کی طلاق نافذ ہے۔

ابن ابی مریم نے کہا کہ میں ابن قاسم کے قول پر فتویٰ دیتا رہا حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت پائی تو اس کو اختیار کر لیا اور وہ اشہب کا قول ہے اور اس کی روایت امام مالکؒ سے ہے ٭

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم تخییر کے بارہ میں

مدونہ وغیرہ میں حضرت عائشہ ؓ ام المومنین سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں کی تخییر کا حکم ہوا تو آپ نے میرے ساتھ ابتدا فرمائی پس ارشاد کیا کہ میں تجھ کو ایک بات کہتا ہوں جس میں اگر تم جلدی نہ کرو تو کوئی الزام نہیں یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے اجازت لے لو وہ فرماتی ہیں کہ آپ کو یہ علم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ آپ سے جدا ہونے کا حکم دینے والے نہ تھے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی " اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کے ساز و سامان کی طلبگار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی سے رخصت کر دوں اور اگر تم خدا اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کی خواہاں ہو تو تم میں سے جو نیکوکار ہیں ان کے لئے خدا نے بڑے اجر تیار کر رکھے ہیں " (الاحزاب ع ۱۴)

میں نے عرض کیا اس بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں کیونکہ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہوں ۔ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ پھر باقی ازواج مطہرات نے بھی وہی عمل کیا جو میں نے کیا پس یہ طلاق نہیں تھی اور ربیعہ اور ابن شہاب نے کہا کہ فاطمہ بہر جس کے متعلق عمرو بن شعیب کہتے ہیں کہ وہ ضحاک عامری کی بیٹی ہے اپنے کنبے میں واپس چلی گئی اور کہا گیا کہ آپ اس پر داخل نہیں ہوئے تھے اور ابن حبیب نے کہا ہے کہ اس پر داخل ہو چکے تھے اور اس کا نام فاطمہ تھا پھر اس کے بعد وہ مینگنیاں چنا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ میں بد نصیب ہوں ۔

یہ قول اکثر علماء کا ہے کہ جب عورت کو اختیار دیا جائے اور وہ اپنے خاوند کو اختیار کرے تو یہ طلاق نہیں ہوتی یہاں تک کہ طلاق کو اختیار کرے اور یہی روایت عمر بن خطاب اور

Marfat.com

زید بن ثابت اور ابن عباس اور ابن مسعود وغیرہ سے ہے اور اس بارے میں حضرت علی رضی بن ابی طالب کی طرف سے اختلاف کیا گیا ہے۔ چنانچہ ان کی طرف سے ایسا بھی روایت کیا گیا ہے اور انہی سے یہ بھی مروی ہے کہ جب عورت اپنے شوہر کو اختیار کر لے تو یہ ایک طلاق ہے اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو یہ طلاق بتہ ہے اور انہی سے عبد الرزاق نے ذکر کیا ہے کہ جب وہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو وہ ایک طلاق بائنہ ہے اور اگر اپنے شوہر کو اختیار کرے تو وہ ایک طلاق ہے اور وہ رجعت کی مالک ہے اور ابن سلام نے اپنی تفسیر میں قتادہ سے اور مصنف عبد الرزاق نے حسن سے روایت کیا ہے اللہ عزوجل نے ان کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا تھا طلاق میں ان کو اختیار نہیں دیا۔

اس شخص کے بارہ میں جو ملک یمین کو اپنے اوپر حرام کرلے

معانی الزجاج اور نحاس میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کے ہاں ٹھہر کر شہد نوش فرمایا کرتے تھیں عائشہ رضی کہتی ہیں کہ میں نے اور حفصہ رضی نے باہم یہ ٹھہرائی کہ ہم میں سے جس کے پاس آپ تشریف لائیں وہ یہ کہے کہ مجھے آپ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ زجاج نے کہا ہے کہ وہ ایک گوند ہے ناگوار بو والی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ایک ساگ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناپسند تھی کہ آپ سے کوئی بو آئے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے گھر کی طرف تشریف لائے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) مجھے آپ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ پھر دوسری کی طرف تشریف لائے تو اس نے بھی آپ سے ایسا ہی کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی بات تھی اور میں دوبارہ نہیں کروں گا۔ نحاس اور زجاج نے کہا کہ آپ نے اس کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ اور کہا گیا ہے کہ آپ نے اس پر قسم کھائی ہے۔

Marfat.com

اور نحاس سے ذکر کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کی باری کے دن اپنی کنیز ماریہ ام ابراہیم کے ساتھ حفصہؓ کے گھر میں خلوت فرمائی حفصہؓ نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے میری تحقیر کی آپؐ کی بیویوں میں سے کوئی اور مجھ سے زیادہ آپؐ کے نزدیک بے قدر نہ تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات کی خبر عائشہؓ کو نہ کرنا انہوں نے کہا میں ایسا نہیں کروں گی اور آپؐ نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور کہا گیا ہے کہ آپ نے اس پر قسم بھی کھالی پھر حفصہؓ نے عائشہؓ کو اس خبر سے مطلع کر دیا اور اس کے مخفی رکھنے کی ان کو تاکید کر دی پس اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو اس کی اطلاع بخشی اللہ عزوجل نے فرمایا" اور جب پیغمبرؐ نے اپنی بیبیوں میں سے کسی سے ایک بات چپکے سے کہی تو اتفاق سے بات کا تبنگڑ بن گیا کہ ان بی بی نے دوسری بی بی کو اس کی خبر کر دی اور جب انہوں نے اس کی خبر کر دی اور خدا نے پیغمبرؐ پر اس کو ظاہر کر دیا تو پیغمبرؐ نے کچھ تو ان بی بی کو جتایا اور کچھ ٹال دیا۔ (التحریم ۶)

پس اللہ عزوجل نے ارشاد فرما دیا کہ اس تفسیر کے مطابق تحریم حرام نہیں کرتی چنانچہ آپؐ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اے پیغمبر جو چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں تم اپنی بیبیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (اپنے اوپر) حرام کیوں کرو۔ (التحریم ۶ ا)

غرض اللہ نے اپنے نبی کو اجازت نہیں دی کہ آپ اس چیز کو حرام کر دیں جس کو اللہ نے آپ کے لئے حلال ٹھیرایا ہے پس دونوں تفسیروں کے مطابق کسی کے لئے یہ روا نہیں کہ جس چیز کو اللہ نے اس کے لئے حلال ٹھیرایا ہے اسے حرام کر دے چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے تم مسلمانوں کے لئے خدا نے تمہاری قسموں کے توڑ ڈالنے کا بھی ٹھہراؤ کر دیا ہے (التحریم ۶ ا)

یعنی کفارہ کیونکہ روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے اس تحریم کے ساتھ قسم بھی کھائی تھی اور ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ کفارہ تحریم کا کفارہ ہے مفضل نے کہا اور قتادہ بھی اسی کے قائل ہیں

Marfat.com

اور مسروق نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ اس کے قریب نہ جائیں گے کفارہ کا حکم نازل ہوا اور حکم دیا گیا کہ آپ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام نہ کریں اور اسی کے قائل امام شافعیؒ بھی ہیں اور اسی طرح مالکؒ نے زید بن اسلم سے اس آیتہ کی تفسیر میں اور تفسیر ابن سلام میں روایت کیا ہے کہ اللہ نے تم پر قسموں کا کفارہ دینا فرض کر دیا یعنی وہ جو سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ پس کفارہ اس کا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ الخ اور حسن نے کہا ہے کہ تحریم لونڈیوں میں قسم ہے اور آزاد عورتوں میں طلاق ہے فراء نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ماریہ کے بارے میں ایک رتبہ آزاد کیا اور یہ لونڈی کے بارے میں ہے لیکن آزاد عورت کے بارے میں پس کہے کہ تو حرام ہے تو وہ امام مالکؒ اور ان کے شاگردوں کے نزدیک تین طلاقیں ہیں جب کہ اس پر داخل ہو چکا ہو اور طلاق کی نیت نہ کرے اہل کوفہ کہتے ہیں اگر طلاق کی نیت کرے تو یہ طلاق بائن ہے اور امام شافعیؒ نے کہا وہ ایک طلاق پانے والی ہے جس میں شوہر رجعت کا حق رکھتا ہے اور اگر قسم کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ قسم ہے اور فراء نے اس شخص کی قرأت کے بارے میں جس کی قرأت عَرَفَ بَعْضَہٗ ہے کہا ہے کہ کہتے ہیں کہ اس سے غضبناک ہوئے اور اس کی سزا دی جیسے ایک آدمی کو کہیں تم جانو واللہ میں تم کو اس کا مزا چکھاؤں گا اور میری عمر کی قسم ہے کہ آپ نے حفصہؓ کو ان کے طلاق کے ساتھ سزا دی اور حسن نے کہا کہ عرف بعضہ کے یہ معنی ہیں کہ کسی بات کا اقرار کیا یعنی جو آپ کا معاملہ ماریہ کے ساتھ تھا اور کسی بات سے اعتراض کیا جو حفصہؓ کو بتائی تھی کہ ان کو مخفی رکھیں یعنی خلیفہ آپؐ کے بعد ابوبکرؓ پھر ان کے بعد عمرؓ ہوں گے[1]۔

[1] مفسرین اسی مقام پر لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حفصہؓ کو خوش کرنے کے لئے دو باتیں بتائیں اور ان کے اخفا کا حکم دیا تھا۔ ایک یہ کہ ماریہ کو اپنے اوپر میں نے حرام کر لیا۔ دوسری یہ کہ میرے بعد ابوبکرؓ اور پھر عمرؓ خلیفہ ہونگے مگر حضرت حفصہؓ نے دونوں باتوں کا راز افشا کر دیا۔ ادھر آپ کو اللہ نے اس افشائے راز کی اطلاع دے دی تو آپ نے ام المومنین حفصہ کو پہلی بات کے متعلق تو ٹوکا کہ تم نے اس کو ظاہر کر دیا دوسری بات کا ذکر نہ کیا تاکہ اس کا عام چرچا نہ ہو جائے۔

Marfat.com

تین سے کم طلاقیں

مصنف عبدالرزاق میں مالک اور سفیان بن عینیہ زہری سے اور وہ ابن مسیب سے اور حمید بن عبدالرحمن سے اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے اور سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں ہر ایک یہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے عمرؓ کو فرماتے سنا کہ جس عورت کو اس کا شوہر ایک یا دو طلاقیں دے دے پھر اس کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ کسی اور شوہر سے نکاح کرلے پھر وہ شوہر اس کے نکاح میں مرجائے یا اسے طلاق دے دے پھر پہلا شوہر اس سے نکاح کرلے تو وہ عورت اس کے نکاح میں اپنی باقی ماندہ طلاق تک حلال ہے۔

علیؓ بن ابی طالب اور ابیؓ بن کعب سے مروی ہے حضورؐ نے ایک عورت کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ وہ باقی ماندہ طلاق پر اس کے شوہر کے نکاح میں ہے اور اسی کو مالک نے ابن عباس اور شریح سے روایت کیا ہے ان دونوں نے فرمایا کہ نیا نکاح نئی طلاق اور ابن عمر اور ابن عباس سے اور ابن مسعود اور عطا سے اسی طرح مروی ہے اور ثوری اور معمر دونوں فریقوں کے قول کے قائل ہیں اگر دوسرے شوہر نے اس سے قربت نہ کی ہو تو وہ عورت باقی ماندہ طلاق پر ہے معمر کہتے ہیں کہ نخعی اس کے قائل ہیں اور میں نے اس میں کوئی اختلاف نہیں سنا اور وہ اچھی فقہ ہے۔

حضانت کے بارہ میں حکم اور یہ کہ ماں بچے کی زیادہ حقدار ہے اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہے

مصنف عبدالرزاق میں عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ ایک عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی اور چاہا کہ اس سے اس کا بچہ چھین لے تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت

Marfat.com

میں آئی پس عرض کیا یا رسول اللہ میرا پیٹ اس بچہ کی قرارگاہ تھا اور میرے پستان اس کے لئے مشک تھے اور میری رانیں اس کے لئے ٹھکانا تھیں اس کے باپ نے مجھ کو طلاق دے دی اور چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے چھین لے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی زیادہ حقدار ہے جب تک کہ تو نکاح نہ کرے مدونہ میں اسی طرح ہے اور مصنف عبدالرزاق میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک ماں اور باپ اپنے بچے کے بارے میں جھگڑتے تھے تو اس عورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا شوہر چاہتا ہے کہ میرے بیٹے کو لے جائے اور وہ مجھ کو ابوعتبہ کے کوئیں سے پانی پلاتا ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لڑکے یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے تو جس کا ہاتھ چاہے پکڑ لے اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا وہ اسے لے کر چل دی اور بخاری اور مسلم میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جب عمرۃ القضا ادا فرمایا اور وہ میعاد گزر گئی جس پر اہل مکہ کا فیصلہ ہوا تھا تو وہ لوگ یعنی اہل مکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اپنے دوست کو کہو اب روانہ ہو جائیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے پس حضرت حمزہ رضؓ کی بیٹی[1] آپ کو یا عم یا عم پکارتی ہوئی پیچھے آئی۔ حضرت علیؓ نے اس کو اٹھا لیا اور حضرت فاطمہ رضؓ کو کہا تو تمہارے چچا کی بیٹی ہے چنانچہ اس لڑکی کی پرورش کے لئے حضرت علی حضرت زید[2] اور حضرت جعفر رضؓ میں تکرار ہوئی۔ حضرت علیؓ نے کہا میں اس کو لوں گا وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور جعفر رضؓ نے کہا میرے چچا کی بیٹی بھی ہے اور اس کی خالہ بھی میرے نکاح میں ہے۔ زید نے کہا وہ وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کا اس کی خالہ کے لئے فیصلہ کر دیا اور فرمایا خالہ بمنزلہ ماں کے ہے اور حضرت علی کو کہا تو میرا ہے میں تیرا ہوں اور دوسرے

---

[1] حضرت حمزہ رضؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اس لئے یہ لڑکی آپ کی بہن ہوئی۔ مگر چونکہ حضرت حمزہ رضؓ آپ کے رضاعی بھائی تھے اور اہل عرب رضاع کے رشتہ کو بہت معتبر رکھتے ہیں اس بنا پر اس لڑکی نے آپ کو عم کہہ کر پکارا۔ اسی لئے آگے حضرت علیؓ بھی اس کو فاطمہ کی بنت عم کہتے ہیں۔ ۱۲

[2] زید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے آپ نے ہجرت کے بعد عقد مواخاۃ میں زید کو حضرت حمزہ کا بھائی بنا دیا تھا۔ ۱۲

سے فرمایا تو میری خلقت اور خُلق میں مشابہ ہے اور زیدؓ سے فرمایا تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولےٰ ہے۔

ظہار کے بارہ میں حکم

معانی زجاج وغیرہ میں ہے کہ خولہ بنت ثعلبہ انصاریہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف آئی اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ اوس بن صامت نے مجھ سے نکاح کیا جبکہ میں جوان پسندیدہ تھی پھر جب میری عمر ڈھل گئی اور میرا پیٹ منتشر ہو گیا یعنی مجھ سے بہت سی اولاد پیدا ہو گئی تو اس نے مجھے اپنی ماں کی مثل ٹھیرا لیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے بارے میں میرے پاس کوئی فیصلہ نہیں۔ اس عورت نے اللہ عزوجل سے شکایت کی اور دعا کی کہ الٰہی میرا شکوے تیری درگاہ میں ہے اور روایت ہے کہ اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنی گفتگو میں کہا میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اگر ان کو اپنے ساتھ رکھوں تو بھوکے مریں گے تو اللہ عزوجل نے کفارہ ظہار کا حکم نازل فرمایا۔ اور مفضل نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں واللہ! فرمایا کیا تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں واللہ! فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں واللہ! میرے پاس کچھ نہیں۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو پندرہ صاع کی مدد دی اور کسی اور نے بھی اس کو پندرہ صاع کی مدد دی جو اس نے ساٹھ مسکینوں کو دے دیا۔ ہر مسکین کو نصف صاع اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا میرے پاس ایک ٹوکرا لاؤ جس میں ساٹھ کھجوریں ہوں وہ لے آئے تو فرمایا یہ اپنی اور اپنے گھر والی کی طرف سے ساٹھ مسکینوں کو دے دو۔ اس نے کہا یا رسولؐ اللہ! میری ماں اور باپ آپؐ پہ قربان ہوں کوئی شام اور صبح گزارنے والا ایسا نہیں جو مجھ سے اور میرے اہل سے

Marfat.com

اس کو کرے کا زیادہ حقدار ہو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا تم اور تمہارے اہل اس کو کھالیں۔ مدونہ وغیرہ میں ہے کہ جو طعام نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیا تھا وہ جو تھے امام مالکؒ نے کہا ہے ظہار کا طعام مُد ہے جو مُد شام کے برابر ہے اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مُد کے مقابلے میں تہائی کم دو مُد کے برابر ہے امام شافعیؒ نے کہا ہر مسکین کے لئے گیہوں وغیرہ کا ایک مُد ہے اور امام ابوحنیفہؒ نے کہا گیہوں یا آٹے کا نصف صاع ہے یا کھجور اور جو کا ایک صاع امام شافعیؒ کی دلیل دوسری حدیث ہے اور امام ابوحنیفہؒ کی دلیل پہلی حدیث اور اسی طرح ان میں غیر مسلم غلام کے آزاد کرنے میں اختلاف ہے چنانچہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کہتے ہیں مسلمان کے سوا جائز نہیں اور امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے یہودی اور نصرانی بھی کافی ہے ۔

لعان کا حکم اور بچے کو اس کی ماں کے سپرد کرنے کے بارہ میں حکم

مؤطا اور بخاری اور نسائی میں زہری سے روایت ہے کہ سہل بن سعد الساعدی نے ان کو خبر دی کہ عویمر عجلانی نے عاصم بن عدی انصاری کے پاس آکر کہا مجھے بتائیے کہ ایک آدمی اپنی عورت کے ساتھ کسی آدمی کو پائے کیا اس قتل کر دے پھر (مقتول کے وارث) اس کو قتل کریں گے یا کیسے کرے آپ اس بارے میں میرے لئے رسول اللہ سے سوال کرو تو انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سائل کا یہ سوال ناپسند آیا یہاں تک کہ عاصم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو لفظ سُنا وہ ان پر گراں گزرا جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو عویمر نے ان کے پاس آکر پوچھا اے عاصم! اس سوال کے بارے میں جو میں نے کہا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا فرمایا۔ عاصم نے کہا تم میرے پاس کوئی اچھی بات لے کر نہیں آئے تم نے جو سوال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند فرمایا۔ عویمر نے کہا ہے واللہ میں باز نہیں آؤں گا حتیٰ کہ آپ سے اس بارے میں سوال کر دوں گا چنانچہ عویمر

Marfat.com

آگے گیا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا پھر عرض کیا یا رسول اللہ فرمائیے ایک آدمی نے اپنی عورت کے ساتھ ایک آدمی کو پایا کیا وہ اس کو قتل کردے پھر (مقتول کے وارث) اس کو قتل کر دیں یا کیا کرے ؟ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے مابین فیصلہ کر دیا ہے جا اس کو لے آ سہل کہتے ہیں کہ پھر دونوں نے لعان کیا پس جب وہ اپنے لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا یا رسول اللہ اگر میں اس عورت کو رکھوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹی تہمت[لہ] لگائی۔ پھر اس نے عورت کو تین طلاقیں دے دیں قبل اس کے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس کو حکم دیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا کہ پھر یہ لعان کرنے والوں کا طریقہ مقرر ہو گیا۔ اور بخاری میں ہے کہ اس عورت کا بیٹا اس کی نسبت سے بلایا جاتا تھا۔ پھر اس کی میراث کے متعلق یہ سنّت جاری ہوئی کہ فرزند اس عورت کا وارث ہوتا ہے اور عورت فرزند کی وارث ہوتی ہے جو حصہ اس کا اللہ نے مقرر فرمایا ہے اور سہل نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اگر اس عورت کے سرخ رنگ کا پست قد بچہ پیدا ہوا گویا کہ وہ وامنی (ایک قسم کا سرخ کپڑا) ہے تو میرا خیال یہی ہے کہ عورت سچی ہے اور مرد نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی اور اگر اس کے کالا فراخ چشم بڑے چوتڑوں والا بچہ پیدا ہوا تو میرا خیال یہ ہے کہ مرد نے اس پر سچا الزام لگایا ہے۔ یعنی اس عورت نے کمرہ وہ صفات والا بچہ جنا خطابی میں ہے کہ اگر اس کے کالا کلوٹا بچہ پیدا ہوا تو وہ البتہ کمرہ وہ ہے۔

بخاری میں ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو فرمایا تمہارا حساب

لہ یعنی اگر میں اس کو رکھوں تو گویا مجھے اس سے نفرت نہیں اور اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اس نے زناء کا قابل نفرت فعل نہیں کیا بلکہ میں نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی یہ طلاق کی ایک تمہید تھی۔ ۱۲

اللہ تعالٰی پر ہے۔ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے۔ یہ لفظ آپ نے تین بار فرمائے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان میں تفریق کر دی اور مستخرجہ میں ابن جریج کے سماع سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد کو لعان سے پہلے کہا تو اپنے قول کو واپس لے لے تجھ پر حد قذف لگائی جائے گی اور تیری طرف سے اللہ کی جناب میں توبہ ہو جائے گی اور اللہ تیری توبہ قبول فرمائے گا تو اس نے کہا نہیں قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث کیا ہے یہ چار مرتبہ کہا۔ ہر مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو بار بار فرمایا۔ پھر آپ عورت سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اے فلاں عورت اللہ سے ڈر اور اپنے گناہ کا اقرار کر لے اللہ تجھ پر رحم کرے گا۔ یا اللہ کی جناب میں توبہ کر اللہ تیری توبہ قبول کرے گا۔ تو اس نے کہا نہیں قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اس نے جھوٹی تہمت لگائی ہے۔ آپ نے اس کو یہ کلمات چار مرتبہ فرمائے۔ پھر قرآن مجید میں آیت نازل ہوئی جو لوگ اپنی بیبیوں پر زنا کا عیب لگائیں اور بجز اپنے ان کا کوئی گواہ نہ ہو ایسے مدعیوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہی ہے کہ وہ چار بار خدا کی قسم کھا شہادت دیں (النور ع ۱) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھ کر شہادت دے اس نے عرض کیا میں کیا کہوں یا رسول اللہ! فرمایا۔ چار مرتبہ یوں کہہ دے میں اللہ کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ میں سچا ہوں۔ پھر اس کو فرمایا۔ اب پانچویں مرتبہ کہہ۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کیا کہوں؟ فرمایا۔ یوں کہہ۔ اگر میں نے جھوٹ کہا تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر عورت کو بلایا اور فرمایا۔ کیا تو گواہی دے گی یا تجھے سنگسار کریں اس نے کہا بلکہ میں گواہی دوں گی۔ فرمایا کہہ میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتی ہوں کہ وہ جھوٹا ہے چار مرتبہ پھر پانچویں مرتبہ کہہ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کیا کہوں۔ فرمایا کہہ اگر وہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ اس نے کہہ دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ میں نے تم کو الگ الگ کر دیا اور تم میں سے ایک ضرور

لئے دوزخ لازم ہو گیا اور بچہ عورت کے لئے ہے۔

مصنف ابو داؤد میں ہے کہ جب عورت نے چار مرتبہ لعان کیا تو اس کو کہا گیا اس مرتبہ اللہ سے ڈر جو تجھ پر اللہ کے عذاب کو واجب کر دے گا۔ تو وہ تھوڑی دیر کے لیے پیچھے ہٹ گئی۔ پھر کہا واللہ میں اپنی قوم کو خوار نہیں کروں گی اور پانچویں مرتبہ شہادت دے دی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان جدائی کر دی۔ اور آپؐ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کے بچّہ کو باپ کے ساتھ منسوب کر کے نہ پکارا جائے اور جو شخص اس عورت پر زنا کی تہمت لگائے یا اس کے بچّہ کو مطعون کرے اس پر حد قذف لگائی جائے گی اور آپؐ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کے لئے مرد کے ذمے نہ گھر ہے نہ خوراک ہے۔ اس لئے کہ وہ دونوں طلاق اور موت کے بدون جدا ہوئے ہیں اور فرمایا اگر اس عورت کے ہاں سُرخ اندام بڑے پیٹ اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہُوا تو وہ ہلال بن امیہ کا ہے اور اگر کبود چشم گھنگریالے بالوں والا موٹی پنڈلیوں اور بھاری سرین والا بچّہ پیدا ہُوا تو وہ اس کا جس کے ساتھ اس کو تہمت لگائی گئی ہے پس اس کے بچّہ مکروہ صفت پر پیدا ہُوا۔ عکرمہ نے کہا ہے اس کے بعد وہ بچّہ مصر کا گورنر ہُوا اور باپ کی نسبت سے نہیں پکارا جاتا تھا۔

بخاری میں ہے کہ عاصم بن عدی نے بھی اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا اور کہا میں اس معاملے میں ایک بات کی وجہ سے مبتلا ہُوا جو میرے منہ سے نکل گئی۔ سہل بن سعد جب اس واقعہ میں موجود تھے تو پندرہ سال کے تھے اور اسکے بعد پچاسی سال زندہ رہے اور ایک سو سال کی عمر میں وفات پائی اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں سے مدینے میں سب سے پیچھے فوت ہوئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینے میں سوائے عمرؓ بن عبد العزیز کے زمانے کے کبھی لعان نہیں ہُوا۔

Marfat.com

کتاب البیوع

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم سلم ربا اور پیوند کئے ہوئے نخل کی بیع بائع و مشتری کے اختلاف اور خیار کے بارہ میں

بخاری اور مسلم میں ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور اہل مدینہ نابختہ کھجوروں کا دو سال اور تین سال کے لئے بیع سلم کر لیتے تھے۔ دلائل البیہقی میں اتنا زیادہ کیا کہ آپ نے ان کو منع فرما دیا اور مصنف ابو داؤد میں ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو کھجوروں کے سودے میں پیشگی قیمت دے کر بیع سلم کی تو اس سال کھجور کے کچھ پھل نہ آیا دونوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے گئے تو آپ نے فرمایا تو اس کا مال کس عوض میں حلال سمجھ رہا ہے اس کو اس کا مال واپس دے دے پھر فرمایا کہ کھجور کا پیشگی سودا نہ کرو یہاں تک کہ پکنی شروع ہو جائیں فرمایا جو شخص بیع سلم کرے تو چاہئے کہ معلوم پیمانہ یا معلوم وزن میں معلوم میعاد تک سودا کرے اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں میں نے دیکھا کہ لوگوں کو سزا دی جاتی تھی جبکہ وہ اناج خریدتے اس احتمال سے کہ وہ اس کو اسی جگہ جہاں خریدا ہے بیچ ڈالیں گے حتیٰ کہ اس کو اپنے گھر لے آئیں پھر چاہیں تو بیچ ڈالیں[۱]

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ منڈی یا بازار میں اناج خرید کر اسی جگہ بیچ ڈالنا درست نہیں اس پر سزا دی جاتی تھی اور حکم یہ تھا کہ گھر لے جا کر فروخت کریں تاکہ قبضہ کامل ہو جائے۔ ۱۲

اور نسائی میں اسی طرح ہے اور مؤطا اور بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی طرف اپنا کارکن بھیجا تو انصار کے قبیلہ بنی عدی میں سے ایک آدمی کو کارکن بنایا وہ اعلیٰ قسم کی کھجوریں لایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہیں تو تو اس نے کہا نہیں واللہ یا رسول اللہ ہم ان کو ایک صاع یا دو صاع کے بدلے اور دو صاع تین صاع کے بدلے لیتے ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ تمام کھجوروں کو نقدی کے عوض بیچو پھر اعلیٰ کھجوریں نقدی کے عوض خریدو اور بخاری میں ہے کہ اسی طرح وزن کے بارے میں فرمایا اور مسلم میں اسی طرح ہے اور کتاب مسلم میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ بالکل سُود ہے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ ربا ہے اس کو واپس کرو۔ پھر ہماری کھجوریں بیچ دو اور اس قسم کی ہمارے لئے خریدو اور مؤطا مالک میں یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں سعدوں کو حکم دیا کہ لوٹ کے چاندی سونے کے برتنوں کو بیچ دیں تو انہوں نے ہر تین برتن چار معین برتنوں کے بدلے اور چار تین معین برتنوں کے بدلے بیچ دیئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ربا کا معاملہ کیا ہے پس واپس کر دو۔ اور مسلم کی کتاب میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر کے دن ایک ہار لایا گیا جس میں ہیرے اور سونا تھا اور وہ مال غنیمت میں سے تھا فروخت ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہار کا سونا خالص نکال لیا گیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ سونا سونے کے عوض وزن بوزن ہو اور جب تک جدا نہ کیا جائے فروخت نہ کیا جائے +

مؤطا، بخاری اور مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو شخص ایسی کھجور بیچے جس کو پیوند کیا گیا ہو تو اس کا پھل بائع کے لئے ہے مگر یہ کہ خریدار اس کی شرط کر لے اور جو شخص غلام فروخت کرے اور غلام کا کچھ مال ہو تو اس کا مال بائع کے لئے ہے مگر یہ کہ خریدار

Marfat.com

اس کی شرط کرلے اور دلائل اصیلی میں ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کھجور خریدی جس کا مالک اس کو پیوند کر چکا تھا۔ بعد میں دونوں کے درمیان پھل کے متعلق جھگڑا ہو گیا وہ مقدمہ لایا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھل اس کے اس مالک کے لئے ہے جس نے اس کو پیوند کیا مگر یہ کہ خریدار اس کی شرط کرلے ۔٭

مصنف عبدالرزاق میں انس سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ایک شخص سے اونٹ خریدا اور چار دن کے اختیار کی شرط کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کو باطل قرار دیا اور فرمایا اختیار تین دن تک ہے اور یہی رائے ہشام بن یوسف اور ابوحنیفہ کی ہے ٭

دلائل اصیلی میں ہے کہ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ تین دن سے زیادہ اختیار نہیں اور ابویوسف اور محمد بن حسن کا قول امام مالک کے قول کی مثل ہے کہ اختیار اسی کے مطابق ہوگا جس پر لوگوں کی عادت جاری ہو اور دلیل اس پر یہ ہے کہ جو شخص کسی دور مسافت پر ایک گاؤں یا اونٹوں کی چراگاہ میں ایک ہزار اونٹ خریدے وہ اس شخص کے برابر نہیں جو ایک بکری یا ایک اونٹ یا ایک کپڑا خریدے اور ابوبرزہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع و مشتری جب تک الگ نہ ہوں دونوں کو اختیار ہے اور موطا اور بخاری اور مسلم میں واقع ہوا ہے کہ بائع و مشتری دونوں اختیار رکھتے ہیں جب تک جدا نہ ہوں مگر بیع خیار میں اور ابن حبیب نے واضحہ میں کہا ہے کہ یہ حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ساتھ منسوخ ہے کہ جب بائع اور مشتری میں اختلاف ہو تو بائع کا قول قابل قبول ہے یا دونوں بیع کو واپس کر دیں اور مدونہ میں ہے کہ جب بائع اور مشتری میں اختلاف ہو تو بائع سے حلف لیا جائے پھر مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے رکھ لے اور اگر چاہے قسم کھالے اور چھوڑ دے اور اشہب نے کہا ہے کہ اس حدیث پر عمل نہیں ہے جو آئی ہے کہ بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں ۔٭

Marfat.com

مؤطا میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا خشک کھجوروں کو تر کھجوروں کے عوض خریدنے کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تر کھجوریں خشک ہو کر کم ہو جاتی ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں آپؐ نے اس سے منع فرمایا ابوعمرو شبیلی وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث میں یہ فقہی نکتہ ہے کہ فنون کی باتوں کو اہل فن کے سامنے پیش کرنا چاہئے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود جانتے تھے کہ تر کھجوریں خشک ہو کر کم ہو جاتی ہیں تاہم اس کو اہل شناخت کے سامنے پیش کیا ٭

سوداگروں کو پہلے جا ملنے اور زیادہ دودھ دکھلانے کی غرض سے جانور کو کئی دن تک نہ دوہنے کے بارے میں

مصنف ابن سکن میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے مگر غنیمت اور ورثہ کے مالوں میں اور بخاری نے سوداگروں کو پہلے جا ملنے کی ممانعت کا عنوان باندھا ہے اور اس کی بیع مردود ہے کیونکہ ایسی بیع والا گنہگار نافرمان ہے جبکہ اس کو جانتا ہو اور وہ سودے میں دھوکا دینا ہے اور دھوکا جائز نہیں اور مؤطا اور بخاری اور مسلم اور نسائی میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قافلوں کو بیع کے لئے پہلے جا کر نہ ملو اور نہ تم ایک دوسرے کی بیع پر بیع کرو اور نہ قصد خرید کے بدوں قیمت بڑھاؤ اور نہ شہری آدمی دیہاتی کے لئے خرید و فروخت کرے اور نہ اونٹنی اور بکری کا دودھ زیادہ دکھانے کے لئے دودھ دوہنا بند کرو پس جو شخص اس کے بعد اس کو خریدے گا وہ اس کو دوہنے کے بعد دونوں باتوں میں سے اچھی کا مختار ہے اگر اس کو پسند کرے تو رکھے اور اگر ناپسند کرے تو واپس کر دےؑ اور ایک صاع کھجور دودھ کے عوض دے ٭

ؑ یعنی جب دونوں جدا ہو جائیں اور مجلس بدل جائے تو دونوں کا اختیار ساقط ہو جاتا ہے مگر بیع خیار میں ساقط نہیں ہوتا جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر عقد بیع میں تا مدت تا اختیار مشروط کیا جائے تو دونوں کے جدا ہونے پر بھی اسی مدت تک اختیار باقی رہے گا ۔ ۱۲

بخاری اور مسلم میں ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص اس کو خریدے اس کو تین دن تک اختیار ہے کہ اگر چاہے اس کو رکھے اور اگر چاہے واپس کر دے اور ایک صاع کھجوروں سے دے نسائی میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوداگر کو پہلے جا کر نہ ملو پس جو شخص لے جا ملا اور اس سے کچھ خرید لیا تو جب مال کا مالک بازار میں آئے گا اس کو اختیار ہے اور اسی میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کر دیا ہے کہ فائدہ اُٹھانا ذمہ داری کے عوض[ا] میں ہے اور مسلمانوں نے فوائد بعوض ذمہ داری کے حکم پر اجماع کیا ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے دوہنا بند کئے ہوئے جانور کی واپسی کے ابطال پر اسی فیصلے کے ساتھ دلیل پکڑی ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کو اس جانور کا رد کرنا اس کے دودھ کے بدوں جائز نہیں اور نہ اس کے دودھ کا بیچنا جائز ہے اور اس کے عیب کی قیمت واپس لے سکتا ہے۔ امام نے اس مسئلے میں اس حدیث پر قیاس کر کے جس میں فائدہ بعوض ذمہ داری کے مذکور ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول اور دودھ بند کئے ہوئے جانور کے بارے میں آپ کے حکم کے خلاف کیا ہے۔

مصنف ابو داؤد میں ہے کہ ایک آدمی نے غلام خریدا وہ اس کے پاس جب تک اللہ کو منظور تھا رہا پھر اس نے اس میں عیب پایا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کے خلاف دعوے کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسے واپس دلا دیا اس شخص نے کہا یا رسول اللہ اس نے میرے غلام سے

[ا] حدیث کے الفاظ یہ ہیں اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ خراج سے مراد وہ فوائد ہیں جو مشتری مبیع سے اُٹھاتا ہے اگر مبیع میں کوئی عیب ظاہر ہو جو سودا کرتے وقت معلوم نہ تھا تو مشتری مبیع کو واپس کر سکتا ہے لیکن اگر وہ معیوب مبیع مشتری کے پاس تلف ہو جائے تو مشتری کا نقصان ہوا بائع کے ذمہ کچھ نہیں ضمان سے یہی مراد ہے یہاں سوال ہو سکتا ہے اگر مشتری مبیع کے عیب سے واقف ہو کر اس کو واپس کرے تو اس قدر عرصہ میں اس نے جو فائدہ اُٹھایا ہے وہ کس حساب میں گیا یہ حدیث اس سوال کا جواب ہے یعنی مشتری پر اس مبیع کی یہ ذمہ داری تھی کہ اگر وہ تلف ہو گیا تو مشتری خود اپنے نقصان کا ذمہ دار ہے پس یہ فوائد اس ذمہ داری کے عوض میں ہیں۔ ۱۲۔

Marfat.com

فائدہ اُٹھایا ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فائدہ ذمہ داری کے عوض ہے ۔

مفلس قرار دینے اور قیمت ادا کرنے سے پہلے مشتری کے مرجانے میں اور اس شخص کے بارہ میں جو لاعلمی میں سرقہ کی چیز خرید لے ۔

مشتری کے افلاس کا حکم | موطا اور بخاری اور مسلم اور نسائی میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مفلس ہو جائے پھر کوئی آدمی اس کے پاس اپنا مال بعینہٖ پائے تو وہ دوسرے کی نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے اور موطا مالک میں ابن شہاب سے وہ ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کچھ مال فروخت کرے ۔ پھر وہ شخص جس نے اس سے وہ مال خریدا مفلس ہو گیا اور بیچنے والے نے کچھ قیمت وصول نہیں کی پس اس نے وہ مال بعینہٖ موجود پایا تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے اور اگر خریدار مرجائے تو صاحب مال باقی قرضخواہوں کے برابر ہے (یعنی حصہ رسدی کا حقدار ہوگا) اور اسی کو امام مالک نے اختیار کیا ہے اور امام شافعی نے ابن ابی ذئب کی روایت کو اختیار کیا ہے ابو ہریرۃؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ جو شخص مرجائے یا مفلس ہو جائے تو مال والا اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے جب کہ اس کو بعینہٖ پائے ۔

سرقہ کے مال کا حکم | دلائل اصیلی میں عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ امید بن حضیر نے ان سے حدیث بیان کی کہ امیر معاویہ نے مروان کی طرف لکھا کہ جب کسی شخص کا مال چرایا جائے اور وہ اپنے مسروقہ مال کو بعینہٖ پائے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے جہاں اس کو پائے پس مروان نے میری طرف لکھا اور میں یمامہ پہ مامور تھا ۔ تو میں نے مروان کی طرف لکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے کہ جب چوری کا مال پایا جائے اور وہ شخص (جس کے پاس مال پایا جائے)

غیر متہم ہو تو اس کا مالک اگر چاہے اس کو قیمت دے کر لے لے اور اپنے چور کی تلاش کرے پھر اس کے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نے اسی پر فیصلہ کیا ہے مروان نے میرا خط معاویہؓ کی طرف بھیجا تو معاویہؓ نے مروان کی طرف لکھا کہ تم اور ابن حضیر میرے سپرد کئے ہوئے عمل میں میرے خلاف فیصلہ نہیں کر سکتے۔ بلکہ میں تمہارے خلاف فیصلہ کرتا ہوں پس جو حکم میں نے دیا ہے اس پر عمل کرو اور اس بات کو دہراؤ۔ ابن حضیر نے کہا کہ مروان نے معاویہؓ کا خط میری طرف بھیجا۔ تو میں نے کہا جب تک عمل میرے سپرد ہے میں اس پر فیصلہ نہیں کروں گا۔

نیشاپوری نے کہا ہے کہ فقہا میں سے کوئی مجھے معلوم نہیں اس حدیث کا قائل ہو سوائے اسحاق بن راہویہ کے۔ احمد بن حنبلؒ سے کہا گیا کہ کیا آپ اسید بن حضیر کی حدیث کو مانتے ہیں انہوں نے فرمایا نہیں! اس مسئلے میں فقہا کا اختلاف ہے میں نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے جس کو ہشیم نے موسےٰ بن سائب سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے حسن سے انہوں نے سمرہ سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص اپنا مال کسی آدمی کے پاس پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم پیداوار کی آفات کے متعلق

بخاری اور مسلم اور نسائی میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا بتاؤ کہ اگر اللہ تعالےٰ پھل بند کر دے تو تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا مال کس حساب میں لیتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ کوئی تم میں سے اپنے بھائی کا مال کس عوض میں حلال سمجھتا ہے اور اس حدیث کو امام مالکؒ نے مؤطا میں مرفوعاً روایت کیا ہے اور اس کو دلائل میں ذکر کیا ہے۔

کتاب مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آفت رسیدہ پیداوار کے وضع کرنے کا حکم دیا ہے۔ امام مالکؒ نے آفت رسیدہ پیداوار کے وضع

Marfat.com

کرنے میں جبکہ وہ ثلث تک پہنچ جائے اسی حدیث سے دلیل پکڑی ہے اور امام شافعیؒ نے اپنے ایک قول میں اور امام ابوحنیفہؒ اور لیث اور سفیان ثوری نے کہا کہ جو پھل خرید لیا تو اس کی پختگی شروع ہونے کے بعد آفت رسیدگی کا کوئی اعتبار نہیں خواہ آفت کسی طرح کی ہو اور انہوں نے اس حدیث ثابت سے دلیل پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں معاذ بن جبل کے پھلوں کو آفت پہنچ گئی جو انہوں نے خریدے تھے تو ان کا قرض زیادہ ہوگیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو خیرات دو۔ لوگوں نے ان کو خیرات دی تو وہ ان کا قرض ادا کرنے کے لئے کافی نہ ہوئی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک میں کہ تم کو صرف اسی قدر ملے گا اس بات کی دلیل ہے کہ نادار کے ذمہ کچھ نہیں ۔۔

معاذ کی ناداری ۹ سنہ ہجری میں واقع ہوئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرضخواہوں کے مال سے نجات دلادی اور ان کو اپنے حقوق کے سات حصوں میں سے پانچ مل گئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ اس کو ہمارے لئے فروخت کر دیجئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا پیچھا چھوڑ دو تمہارا اس پر کوئی الزام نہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیج دیا اور فرمایا شاید اللہ تعالیٰ تجھے غنی کر دے اور یہ ربیع الآخر ۹ سنہ میں ہوا بعد اس کے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں شامل ہوئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں آئے اور ان کے ساتھ بکریوں کا ریوڑ تھا اور بہت سے غلام تھے حضرت عمرؓ نے ان کو دیکھ کر کہا کہ کیا ہے انہوں نے کہا میں نے ان کو اپنی وجاہت سے حاصل کیا ہے حضرت عمرؓ نے کہا کس وجہ سے انہوں نے کہا لوگوں نے مجھ کو ہدیہ میں دی ہیں اور ان کے ساتھ میری توقیر کی گئی ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس ان کا ذکر کرو معاذ نے کہا میں حضرت ابوبکرؓ سے ان کا ذکر نہیں کروں گا۔ پھر معاذ سو گئے تو خواب میں دیکھا گویا کہ وہ دوزخ کے کنارے

پر ہیں اور حضرت عمرؓ ان کے پیچھے تھے ان کو کمر سے پکڑ رہے ہیں تاکہ آگ میں نہ گریں تو معاذؓ گھبرا کر اٹھے پھر حضرت ابوبکرؓ کے پاس ان کا ذکر کیا جیسے کہ حضرت عمرؓ نے کہا تھا تو حضرت ابوبکرؓ نے وہ ان کے لئے روا رکھیں پھر فرمایا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ شاید اللہ تم کو غنی کر دے تو انھوں نے اپنے قرض خواہوں کے باقی حق ادا کر دیئے اس کو طبری نے ذکر کیا ہے ۔

اس حدیث میں امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے لئے آفت رسیدہ پیداوار کے ساقط کر دینے کی دلیل نہیں کیونکہ وہ مشتری سے وضع کی جاتی ہے اور اس کا کوئی عوض نہیں دیا جاتا اور اس کے ذمہ آفت رسیدہ پیداوار کو وضع کرنے کے بعد باقی قیمت رہ جاتی ہے اور اس پر مقدر نہیں کی جاتی اس کو اصیلی نے کہا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آفتیں پانچ ہیں - آندھی اور ژالہ باری اور آتش زدگی اور ٹڈی اور سیلاب ۔

بخاری میں زید بن ثابت سے مروی ہے کہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پھلوں کی خرید و فروخت کرتے تھے پس ان کے تقاضے کا وقت آجاتا تو مشتری کہتا کہ پھلوں کو سنگ باری نقصان دی گئی بیماری لگ گئی پھل کچے جھڑ گئے اور آفتیں آگئیں جن کے ساتھ بہانے بناتے پس جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑے بکثرت آنے لگے تو آپ نے بطور مشورہ فرمایا اب خرید و فروخت نہ کریں یہاں تک کہ پھل پکنے لگیں ۔

اس شخص کے بارہ میں جس کو خرید فروخت میں دھوکا دیا جائے

مؤطا اور بخاری اور مسلم میں ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کیا کہ مجھ کو خرید و فروخت میں دھوکا دیا جاتا ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ جب تو کچھ خرید و فروخت کرے تو کہہ دیا کر کہ کوئی دھوکا نہ ہو چنانچہ وہ شخص جب کچھ سودا کرتا تو کہتا کہ کوئی دھوکا نہ ہو مذکورہ کتابوں کے سوا میں ہے کہ جب تو سودا کرے تو کہہ دے

کہ کوئی دھوکا نہ ہو اور تجھ کو اپنے سودے کے بعد تین دن تک اختیار ہے اور یہ شخص حبان بن منقذ تھا اور مدونہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے تمہاری خرید و فروخت میں نظر کی تو تمہارے لئے اس شرط سے بڑھ کر کچھ نہیں پایا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حبان بن منقذ کے لئے کی تھی کہ خریدی ہوئی چیز میں شرط تین دن ہے۔ پھر اس کے مطابق عبد اللہؓ ابن زبیر نے فیصلہ دیا اور مصنف ابو داؤد میں عتبہ بن عامر سے روایت ہے کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام کی شرط تین دن ہے۔

بخاری میں ہے کہ عداء بن خالد نے ذکر کیا وہ کہتے ہیں کہ میرے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں لکھا کہ یہ وہ ہے جو محمد رسول اللہ نے خریدا بیع مسلمان کی مسلمان کے لئے نہ کوئی مخفی عیب ہے نہ پردہ داری ہے اور نہ غائلہ (نقصان) ہے قتادہ نے کہا غائلہ سے مراد زنا اور چوری اور گریز ہے اور سہیلی نے کتاب الفوائد میں ذکر کیا ہے جو اس کے شیوخ سے مروی ہے کہ اس عداء بن خالد نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام خریدا اور اس پر پھر یہ لکھ کر دی اور ابن مختار نے ابن عطار کی تردید میں ذکر کیا کہ عداء بن خالد نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے خریدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو لکھ دیا کہ یہ وہ ہے جس کو عداء بن خالد نے محمد رسول اللہ سے خریدا۔ انہوں نے آپ سے غلام یا لونڈی خریدی تھی۔ محدث کو شک ہے اور آپ کے نام سے پہلے عداء کا نام مذکور کیا اور یہ سب بخاری کے بیان کے خلاف ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قلعۂ اوطاس کے قیدیوں کے دن حکم دیا کہ حاملہ عورت سے وطی نہ کی جائے یہاں تک کہ وضع کر چکے اور نہ غیر حاملہ سے یہاں تک کہ وہ حائضہ ہو چکے۔

بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ اناج ایک میعاد

Marfat.com

تک خریدا اور اس کے پاس اپنی لوہے کی ایک زرہ رہن رکھی بخاری نے اس حدیث پر تین بابوں کے عنوان باندھے ہیں ایک باب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ادھار سودا خریدنا اور یہ حدیث درج کی۔ پھر عنوان باندھا ہے بیع سلم میں کفیل اور یہ حدیث درج کی پھر عنوان باندھا ہے بیع مسلم میں رہن اور اس حدیث کو درج کیا ہے۔ بخاری میں یہ بھی حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی بحالیکہ آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلے رہن تھی جن کو آپؐ نے اپنے کنبے کے لئے لیا تھا اور مصنف ابن سکین میں ہے کہ جو کے ایک وسق کے بدلے جس کو اپنے کنبے کے لئے لیا تھا۔ اور مدونہ میں زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف تقاضہ کرنے آیا اور آپؐ کے ساتھ سخت کلامی کی تو حاضرین میں سے ایک آدمی نے کہا اب جو رسول اللہ کے ساتھ تجھ کو ایسی گفتگو کرتے میں نے دیکھا تو میں تجھے اس کا مزہ چکھاؤں گا آپؐ نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو یہ اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے پھر اس شخص کو فرمایا کہ فلاں یہودی کی طرف جاؤ وہ ہمیں کچھ اناج دے یہاں تک کہ ہمارے پاس کچھ مال آجائے۔ یہودی نے انکار کیا اور کہا میں ان کو سودا نہیں دوں گا مگر رہن کے بدلے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری زرہ اس کے پاس لے جاؤ قسم ہے اللہ کی میں آسمان میں امانتدار ہوں اور زمین میں امانتدار ہوں"۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ایک مہمان کے لئے لئے تھے جو رات کے وقت آپؐ کے پاس آیا تھا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کی طرف سے ادا کئے +

مال اور اس کے فرزند کو اکٹھا رکھنے کے بارہ میں آپؐ کا حکم

بیع اور شرط کے متعلق

حدیث ثابت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ماں اپنے بچے

Marfat.com

سے جدا نہ کی جائے اور آنحضرت علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ماں اور اس کے بچے میں جدائی ڈالے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس میں اور اس کے پیاروں میں جدائی ڈالے۔ اور مدونہ میں جعفر بن محمد سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جو قیدی آتے تو ان کو صف بستہ کھڑا کرتے پھر ہو کر ان کو ملاحظہ فرماتے جب کسی عورت کو روتا دیکھتے تو اس پوچھتے تیرے رونے کا باعث کیا ہے وہ کہتی میرا بیٹا فروخت کیا گیا۔ میری بیٹی فروخت کی گئی پھر آپ کے حکم سے اس کو عورت کے پاس واپس لایا جاتا۔

جعفر بن محمد سے روایت ہے کہ ابو اسید انصاری بحرین سے کچھ قیدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو آپ کھڑے ہو کر ان کو ملاحظہ فرمانے لگے بحالیکہ ان کو صف بستہ کر لیا تھا اچانک ایک عورت رونے لگی آپ نے پوچھا تیرے رونے کا باعث کیا ہے؟ اس نے کہا میرا بیٹا بنی عبس میں فروخت ہو گیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو اسید کو فرمایا تم ضرور سوار ہو کر جاؤ جس قیمت پر اس کو بیچا ہے جا کر لے آؤ۔ ابو اسید گئے اور اس کو لے آئے

یونس بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب کو ایک فوج دے کر بھیجا وہاں ان کو کچھ مال ہاتھ آیا اس اثنا میں ان کو کچھ حاجت اور تنگی پیش آ گئی انہوں نے ایک لونڈی کے عوض کچھ اونٹ خریدے اور اس کی ماں موجود تھی پس جب وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ کو خبر دی تو آپ نے ان سے فرمایا اے علیؓ! کیا تم نے اس میں اور اس کی ماں میں جدائی ڈال دی؟ انہوں نے غور کیا مگر آپ بار بار وہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے کہا میں واپس جاتا ہوں اور قبل اس کے کہ میرے سر کو پانی چھوئے میں بیش و کم قیمت پر اس کو لوٹا لاتا ہوں۔

Marfat.com

حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ اپنے دادا ضمیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ضمیرہ کی ماں کے پاس سے گذرے وہ رو رہی تھی۔ آپؐ نے پوچھا تیرے رونے کا باعث کیا ہے؟ کیا تو بھوکی ہے یا کپڑا درکار ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہؐ! مجھ میں اور میرے بیٹے میں جدائی ڈالی گئی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں اور بچے میں جدائی نہ ڈالی جائے پھر اس شخص کے پاس آدمی بھیجا جس کے پاس ضمیرہ تھا اور اس کو بلایا پھر اس کو اس سے ایک جوان اونٹ کے بدلے خرید لیا ابن ابی ذئب نے کہا ہے کہ مجھ سے ایک تحریر پڑھوائی جو حسب ذیل ہے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

"یہ تحریر ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ابوضمیرہ اور اس کے کنبے کے لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کیا اور وہ عرب کے کنبے دار لوگوں میں سے ہیں اگر وہ پسند کریں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رہیں اور اگر پسند کریں تو اپنے قبیلے کی طرف واپس چلے جائیں اور ان سے سوائے حق کے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا اور مسلمانوں میں سے جو شخص ان کو ملے نیکی کی ہدایت کرے۔ اس کو ابی بن کعب نے لکھا"

عروہ ابن زبیر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ مدینے کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے تو بکریوں کے ایک گڈریے کے پاس سے گزرے اس سے ایک بکری خریدی اور اس کے دوہنے کی اس کے ساتھ شرط کر لی۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ دونوں نے ایک آدمی کو بنی ہذیل میں سے بطور رہبر کے مزدوری پر رکھا وہ کفار قریش کے دین پر

تھا دونوں نے اس کو اپنی اونٹنیاں دیں اور تین راتوں کے بعد غار ثور پہ آنے کا اس سے وعدہ لیا چنانچہ وہ تیسری رات کی صبح کو دونوں کی اونٹنیاں ان کے پاس لے آیا بخاری نے اس حدیث کو اس باب میں درج کیا ہے کہ جب کسی اجیر کو تین دن کے بعد یا مہینے کے بعد یا سال کے بعد کام کرنے کے لئے اجرت پہ رکھا جائے تو جائز ہے اور وہ دونوں اپنی شرطوں پہ ہوں گے جب میعاد پوری ہو جائے اور کام نہ ہو یا سال کے بعد جبکہ سال تک کی میعاد ہو تو جائز نہیں کیونکہ یہ دھوکا ہے اور رہبر کا نام ارقط تھا اور بعض اریقط کہتے ہیں ۔

امام مالک نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے قریب کسی سفر میں جابر بن عبد اللہ سے اونٹ خریدا اور آپ نے ان کے لئے مدینے تک اس کی پیٹھ پہ سوار ہونے کی شرط منظور فرمائی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مدینے تک تم کو اس کی پیٹھ پہ سوار ہونے کا حق ہے ۔

۵

Marfat.com

کتاب الاقضیہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم حقوق میں ظاہر پر اور مدعا علیہ سے قسم لے کر جبکہ شہادت نہ ہو اور دو دعویداروں میں جن میں سے ہر ایک شہادت پیش کرے اور دونوں برابر ہوں اور یہ کہ مسلمان اور کافر سے کس کس طرح حلف اٹھوایا جائے

مؤطا اور بخاری اور مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو ایک بشر ہوں دو جھگڑنے والے آتے ہیں شاید ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ بولنے والا ہو میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں اور سمجھوں کہ وہ سچا ہے پس جس شخص کے لئے میں اس کے بھائی کے حق سے فیصلہ کر دوں تو وہ اس سے کچھ نہ لے کیونکہ میں اس کو آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں اور بخاری کی ایک حدیث میں ہے جس شخص کو کسی مسلمان کا حق دلاؤں وہ آگ کا ٹکڑا ہے چاہے اس کو لے چاہے چھوڑ دے۔

مصنف ابو داؤد میں حضرت علیؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نو عمر ہوں مجھ کو فیصلہ دینے کا علم نہیں آپ نے فرمایا اللہ عزوجل تمہارے دل کو ہدایت دے گا تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا۔ جب دو اہل مقدمہ تمہارے سامنے بیٹھیں تو پہلے کا بیان سنتے ہی فیصلہ نہ دو حتی کہ دوسرے کا کلام سن لو کیونکہ یہ تم پر فیصلہ ظاہر ہونے کے لئے بہت مناسب ہے حضرت

Marfat.com

علیؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں ہمیشہ فیصلے کرتا رہا اور اس کے بعد میں نے کبھی فیصلہ کرنے میں شک نہیں کیا اور بخاری میں عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ جو شخص کسی فیصلے کے لئے ایسی قسم کھاتا ہے کہ جس سے وہ کچھ مال اڑا لے اور وہ اس میں گنہگار ہو وہ اللہ کے حضور میں ایسی حالت میں جائے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے "بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض میں تھوڑی سی قیمت خریدتے ہیں۔ الخ۔ اتنے میں اشعث آئے بجائیکہ عبداللہ لوگوں سے یہ حدیث بیان کر رہے تھے انہوں نے کہا یہ آیت میرے اور ایک اور آدمی کے بارے میں اُتری ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ میرے ایک چچا کے بیٹے کے بارے میں جس کے ساتھ میرا جھگڑا میرے ایک کنوئیں کے متعلق تھا جو اس کی زمین میں تھا اور روایت ہے کہ وہ شخص یہودی تھا جس نے اشعث کے ساتھ جھگڑا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرا کوئی گواہ ہے میں نے کہا نہیں فرمایا تو پھر یہ قسم کھائے گا میں نے عرض کیا بہتر۔ اب قسم کھائے تیرے لئے صرف یہی ہے پس یہ آیت نازل ہوئی "بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض میں تھوڑی سی قیمت خریدتے ہیں اور ...... الخ

اشعث نے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی حضرموت سے اور ایک آدمی کندہ سے دونوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یمن کی ایک زمین کے بارے میں جھگڑا لے گئے حضرمی نے کہا میری زمین اس کے باپ نے چھین لی ہے کندی نے کہا یا رسول اللہ زمین میری ہے میں نے اس کو اپنے باپ سے ورثہ میں پایا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرمی کو فرمایا کیا تیرے پاس شہادت ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن یہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ اس کو کچھ علم نہیں کہ وہ میری زمین ہے جس کو اس کے باپ نے مجھ سے چھینا ہے کندی قسم کھانے کے لئے تیار ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کے ساتھ کچھ مال اُڑاتا ہے وہ اللہ عزوجل کے سامنے ایسی حالت میں

جائے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا تو کنڈی نے اس کو چھوڑ دیا۔

مصنف عبدالرزاق اور مدونہ میں ہے کہ دو آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک زمین کے متعلق جھگڑا لے لئے پھر دونوں نے گواہیاں پیش کر دیں اور دونوں برابر ہوگئے نبی اللہ نے وہ زمین دونوں میں تقسیم کر دی ۔:۔

بخاری میں ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت پر قسم پیش کی تو وہ جلدی تیار ہوگئے پھر آپ نے حکم دیا کہ ان میں قرعہ ڈالا جائے کہ ان میں سے کون قسم کھائے گا اور ایک حدیث ثابت میں ہے جس کو مسلم وغیرہ نے با اسناد روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا ہے اور قاضی ابن ذرب نے ذکر کیا ہے کہ ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گھوڑے کی فروخت کا معاملہ کیا پھر اقرار سے برگشتہ ہوگیا اور رسول علیہ السلام کو کہا میں نے کس کے سامنے آپ کے ساتھ اقرار کیا ہے ؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی سختی نہیں کی اور نہ اس پر کوئی حملہ کیا یہاں تک کہ خزیمہؓ ابن ثابت نے آکر کہا میں نے سُنا ہے اس سے یا رسول اللہ تو آپ نے ان کی شہادت اس کے خلاف قبول فرمائی اور کہا کہ ان کی شہادت اللہ کے نزدیک دو شہادتوں کی مانند ہے اور اُن کا نام خزیمہؓ ذو شہادتین رکھا ۔

خزیمہؓ جنگ صفین میں حضرت علیؓ بن ابی طالب کی معیت میں شہید ہوئے اور فیصلہ شاہد کے ساتھ امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک خاص اموال میں کیا جاتا ہے۔ امام شافعی نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ عتق میں بھی اور اسی طرح عمرو بن دینار نے اپنی حدیث میں کہا ہے جو ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شاہد اور قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔ ابو عمرو نے کہا کہ یہ اموال میں ہے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ شاہد اور یمین

Marfat.com

کے ساتھ کسی معاملہ میں فیصلہ درست نہیں سمجھتے۔

حلف اٹھانے والے کے بارے میں

مصنف ابوداؤد میں مسدد سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس کو ایک شخص سے حلف اٹھوانے کے لئے بھیجا کہ قسم کھا اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس کا یعنی مدعی کا کوئی مال تیرے پاس نہیں۔ اسی کو امام مالک بن انس نے اختیار کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگرد اسی کی مثل مانتے ہیں۔ بلکہ یہ کہ قاضی اس پر جھوٹ کی تہمت لگا دے تو وہ اس کو سخت قسم دے سکتا ہے۔ چنانچہ وہ قسم کھائے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں وہ چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے۔ مہربان ہے رحم والا ہے۔ طالب ہے غالب ہے جو پوشیدہ باتوں کو اسی طرح جانتا ہے جس طرح وہ ظاہری باتوں کا جاننے والا ہے۔

ایک جماعت کہتی ہے کہ اس کو صرف اللہ کی قسم کھانا لازم ہے اور ان کی دلیل اللہ عزوجل کا یہ قول ہے جو لعان کرنے والوں کی قسم کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ان میں سے ایک کی شہادت چار شہادتیں ہیں اللہ کی قسم کے ساتھ کہ وہ سچا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص قسم کھانے والا ہو اس کو چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش ہو رہے اور اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن عمرؓ کے خلاف اس غلام کے بارہ میں فیصلہ کیا جس کو ابن عمرؓ نے ایک شخص کے پاس بری الذمہ ہو کر فروخت کیا تھا خریدار نے کہا غلام کو بیماری ہے جس کو انہوں نے مجھ سے بیان نہیں کیا۔ آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ ابن عمرؓ اللہ کی قسم کھائیں کہ میں نے جب غلام کو فروخت کیا تو اس میں کوئی ایسا مرض نہ تھا جو مجھے معلوم ہو۔ انہوں نے قسم کھانے سے انکار کر دیا اور غلام واپس لے لیا۔ پھر اس کو پہلی قیمت سے بھی زیادہ قیمت پر فروخت کیا۔

مسلم میں براءؓ بن عازب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے پاس سے گزرے جس کا منہ کالا کیا گیا تھا اور اس کے درّے لگائے گئے تھے۔ آپ نے یہودیوں کو بلایا اور پوچھا کہ کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی حد اسی طرح پاتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلوایا اور کہا میں تجھ کو قسم دیتا ہوں اللہ کی جس نے موسیٰ پر توریت نازل کی کہا کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی حد اسی طرح پاتے ہو؟ اس نے کہا نہیں اور اگر آپ مجھے یہ قسم نہ دلاتے تو میں آپ کو خبر نہ دیتا اس کی حد رجم ہے۔

مصنف ابی داؤد میں ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبد الاعلیٰ نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے انہوں نے عکرمہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن صوریا کو کہا میں تم کو اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں جس نے تم کو آل فرعون سے نجات دی اور تمہارے لئے دریا کو چیر دیا اور تم پہ بادلوں کا سایہ کیا اور تم پر من و سلویٰ نازل کیا اور موسیٰ پر توریت نازل کی کیا تم اپنی کتاب میں سنگسار کرنے کا حکم پاتے ہو؟ تو اس نے کہا آپ نے مجھے بڑی ذات کی قسم دی ہے مجھے جھوٹ بولنا نہیں چاہئے۔

امام مالک اور اس کے شاگردوں نے کہا ہے کہ اس اللہ کی قسم کھلائے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس طرح اس کی تعظیم کی جاتی ہے اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ یہودی کو قسم کھلائے اس اللہ کی جس نے حضرت موسیٰ پر توریت نازل فرمائی اور نصرانی قسم کھلائے اس اللہ کی جس نے حضرت عیسیٰ پر انجیل نازل فرمائی اور مجوسی قسم کھائے اس اللہ کی جس نے آگ کو پیدا کیا

بے آباد اراضی کو آباد کرنے اور پانی کو تقسیم کرنے کے بارے میں

حدیث ثابت میں ہے اور وہ بھی مصنف ابو داؤد اور بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بے آباد زمین کو آباد کرے اور وہ کسی مسلمان کی ملک میں نہ ہو وہ اسی

Marfat.com

کی ہے اور ظالم کے ساتھ[۱] لگائے ہوئے درخت کے لئے کوئی حق نہیں۔

ابو عبید کی کتاب میں ہے کہ صاحب نے کہا کہ میں نے بنی بیاضہ میں سے دو آدمیوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا پیش کرتے دیکھا ایک زمین کے بارے میں جو ان دونوں میں سے ایک کی تھی دوسرے شخص نے اس میں درخت لگا لیا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین والے کے حق میں زمین کا فیصلہ کر دیا اور کھجور والے کو حکم دیا کہ اپنی کھجور اکھیڑ لے میں نے دیکھا کہ وہ اس کی جڑوں پہ کلہاڑیاں مار رہا تھا اور وہ عام کھجور تھی۔

ابو عبید نے کہا ہے کہ عام سے مراد پورے طول اور گنجان ٹہنیوں کی کھجور ہے اور اس کا واحد عمیمہ ہے امام مالک نے کہا ہے کہ عرق ظالم وہ تعمیر یا درخت ہے جو دوسرے کی ملک میں قائم کیا جائے اور ربیعہ نے کہا کہ عروق چار ہیں دو عرق ظاہر اور دو عرق باطن دو ظاہر "تعمیر اور درخت ہیں" اور دو باطن" پانی اور کانیں ہیں"۔

مؤطا میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مہزوز اور مذینیب کے پانیوں کے متعلق فرمایا (یہ مدینے کی وادیوں میں سے دو وادیاں ہیں) کہ ٹخنوں تک پانی بند رکھا جائے پھر اوپر سے نیچے کی طرف چھوڑا جائے۔

بخاری میں عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ زبیر کا انصار میں سے ایک آدمی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا سنگ لاخ زمین کی ایک نہر کے بارے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے زبیر! تم زمین سینچ لو پھر پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دو انصاری نے کہا یا رسول اللہ یہ اس لئے کہ زبیر آپ کے پھوپھی کے بیٹے ہیں اس پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تمتما اٹھا پھر فرمایا اے زبیر! تم آبپاشی کر لو اور اس کے بعد اپنے ہمسائے کی طرف پانی چھوڑ دو تو انصاری نے کہا

---

[۱] یعنی جو شخص ظلماً کسی غیر کی مملوکہ اراضی میں درخت لگائے۔ اس کو قائم رکھنے کا کوئی حق نہیں وہ اکھڑوا دیا جائیگا۔ ۱۲

یہ اس لئے کہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں اس پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر فرمایا اے زبیر! تم آب پاشی کرنے کے بعد پانی کو بند رکھو یہاں تک کہ وہ بندوں تک چڑھ جائے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دو تو انصاری نے کہا یہ اس لئے کہ وہ آپ کے پھوپھی کے بیٹے ہیں. نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا. پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زبیر کا حق صریحی حکم میں پوری طرح لے دیا جب کہ انصاری نے آپ کو ناراض کیا گویا کہ آپ نے ایک ایسے امر کی طرف اشارہ کیا جس میں دونوں کے لئے گنجائش تھی. زبیر کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بس (اے پیغمبر) تمہارے (ہی) پروردگار کی قسم ہے کہ ان لوگوں کو ایمان سے بہرہ نہ ملے گا جب تک یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصلہ نہ کرائیں (النساء ۶۹)

ابن شہاب نے کہا کہ انصار اور دوسرے لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب سمجھ گئے کہ آب پاشی کر لے زبیر! پھر پانی کو بند رکھو یہاں تک کہ وہ بندوں تک چڑھ جائے حالانکہ وہ ٹخنوں تک تھا۔

اور موطا یحییٰ میں امام مالک سے مروی ہے وہ ابن شہاب سے اور وہ حرام بن سعید بن محیصہ سے روایت کرتے ہیں کہ براء بن عازب کی اونٹنی ایک شخص کے باغ میں داخل ہوئی اور اس میں نقصان کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ باغ والوں کے ذمے اس کی دن کو حفاظت ہے اور جو پائے جو نقصان رات کو کریں وہ چوپایوں کے مالکوں کے ذمے ہے۔

دلائل میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی کسی بیوی کے پاس تھے. امہات المومنین میں سے ایک نے اپنے خادم کے ہاتھ ایک پیالہ بھیجا جس میں کچھ کھانا تھا حضرت عائشہ نے اس

پہ اپنا ہاتھ مارا اور پیالے کو الٹا دیا اور وہ ٹوٹ گیا آپ نے اس کے ٹکڑوں کو جوڑا اور اس میں کھانا ڈالا اور فرمایا تمہاری ماں کو غیرت آگئی۔

کتاب ابی داؤد میں ہے کہ حماد بن سلمہ نے ثابت بنانی سے انہوں نے ابو المتوکل سے روایت کی ہے کہ ام سلمہؓ حضرت عائشہؓ کی باری کے دن میں ایک پیالہ لائیں جس میں کھانا تھا پھر اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کے سامنے رکھا حالانکہ آپ حضرت عائشہؓ کے گھر میں تھے پس حضرت عائشہؓ نے اپنی چادر اوڑھی اور سامنے آکر پیالے پہ ہاتھ مارا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں ٹکڑوں کو باہم ملایا اور اس میں کھانا ڈالا اور فرمایا تمہاری ماں کو غیرت آگئی۔ پھر سب نے کھایا۔ پھر حضرت عائشہؓ اپنا ایک پیالہ لائیں اور سب نے کھایا۔ پھر آپ نے ٹوٹا ہوا پیالہ عائشہؓ کی طرف بھیج دیا اور ثابت پیالہ ام سلمہؓ کی طرف اور بخاری میں ہے کہ فرمایا کھاؤ اور آپ نے پیالے کو تھامے رکھا حتیٰ کہ انہوں نے کھا لیا۔

مصنف ابی داؤد میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے صفیہؓ سے بہتر کھانا پکانے کسی کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا پکایا اور اس کو بھیجا تو مجھ پر غیرت کے کانپنے لگی چنانچہ میں نے برتن کو توڑ دیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے اس فعل کا کیا کفارہ ہے فرمایا برتن کی مثل برتن اور کھانے کے برابر کھانا۔

کتاب ابن شعبان میں ہے کہ کچھ لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک حبشی کے مکان کا جھگڑا لائے اور نسائی نے کتاب الاسماء والکنی میں ذکر کیا ہے کہ وہ شخص ہمارے مابین ایک دیوار کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ تو آپؐ نے حذیفہ بن الیمانی کو بھیجا کہ ان میں فیصلہ کر دیں۔ انہوں نے اس شخص کے حق میں فیصلہ کیا جس کی طرف (اس دیوار کے) قمط (بند) تھے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آئے اور آپؐ کو اس کی اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا تم نے خوب کیا۔ نسائی نے یہ لفظ زیادہ کیا

Marfat.com

ہے کہ تم نے ٹھیک فیصلہ کیا قمط سے مراد عقد ہے +

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم شفعہ کے بارہ میں

مؤطا وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کے متعلق شفعہ کیا ہے جو ابھی شرکاء میں تقسیم نہ ہوئی ہو پس جب ان میں حدود قائم ہوگئیں اور راستے (اپنی اپنی طرف) پھیر لئے گئے پھر اس میں شفعہ نہیں جس میں حدود قائم ہو چکی ہیں۔ خالی جگہ ہو یا نخلستان ہو یا اراضی ہو۔

ابو عبید نے ذکر کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کر دیا کہ گھر کے سامنے کی جگہ میں، راستے میں، اور دو گھروں کے درمیان راہ میں اور گھر کی ایک طرف میں اور بارش وغیرہ کا پانی بہنے کی جگہ میں شفعہ نہیں۔

ابو عبید نے ذکر کیا۔ کہ منقبہ وہ تنگ راستہ ہے جو دو گھروں کے مابین ہو جس سے کوئی نہیں نہ گذر سکے اور "رکح" ناحیۃ البیت ہے جو گھر کے پیچھے ہو اور کبھی وہ میدان ہوتا ہے جس میں عمارت نہ ہو اور "اتو" وہ راستہ جو لوگوں کے محلے میں بارش کے پانی کی گذرگاہ ہو اور اس سے آخری حدیث یہ ہے کہ کنوئیں کے پانی جمع ہونے کی جگہ فروخت نہ کی جائے اور نہ پانی کی گذرگاہ۔

پس شفعہ کے متعلق حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اگر ان پانچ جگہوں میں کوئی شریک ہو اور گھر میں شریک نہ ہو تو وہ ان میں سے کسی کے شفعہ کا مستحق نہیں اور یہ اہل مدینہ کا قول ہے وہ صرف شریک مخالط کے لئے (شفعہ کا) فیصلہ کرتے ہیں۔ لیکن اہل عراق وہ ہر پاس پڑوس والے کے لئے اس کا حق سمجھتے ہیں اگرچہ شریک نہ ہو۔

کتاب ابو عبید میں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کے لئے شفعہ کا فیصلہ کیا ہے اور دوبارہ یہ حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے او.. نسائی میں ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) .. میری زمین ہے

جس میں کوئی شریک اور حصہ دار نہیں مگر ہمسائیگی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے اور مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر مشترکہ جگہ میں جو تقسیم نہ کی گئی ہو شفعہ کا فیصلہ فرمایا ہے مکان ہو یا باغ ہو اور اس کے لئے یہ حلال نہیں کہ اس کو فروخت کرے حتیٰ کہ اپنے شریک کو مطلع کرے پس اگر وہ چاہے لے اور اگر چاہے نہ لے۔ پھر اگر اس کو مطلع کیے بدوں فروخت کرے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

تقسیم اور مشترکہ کاشتکاری

اسمٰعیل قاضی کی کتاب الاحکام میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دو شخصوں کو جو ورثہ کے مال میں جھگڑتے تھے فرمایا" عدل کرو اور انصاف سے بٹائی کرو اور قرعہ ڈالو"۔ اسمٰعیل نے کہا یہ وہ تقسیم ہے جو شرکاء میں واجب ہے جبکہ ان کا گھر یا زمین (مشترک) ہو تو ان کو لازم ہے کہ برابر حصے کرلیں پھر قرعہ ڈال لیں اور ہر شخص کے حصے میں قرعہ کے ساتھ جو آئے وہی اس کے لئے ہے اور ہر ایک کی ملک میں جو زمین غیر منقسم ہو وہ جمع کی جائے۔

الاحکام کے سوا میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقسیم میں" تعضیہ" (یعنے چیزوں کو توڑنا پھوڑنا) نہیں چاہیے تعضیہ سے مراد تفرقہ ہے اور اسی قبیل سے اللہ عزوجل کا یہ قول ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے قرآن کو پارہ پارہ کر ڈالا یعنی اس کو متفرق اور منقسم کردیا چنانچہ بعض نے کہا کہ وہ سحر ہے بعض نے کہا پہلے افسانے ہیں بعض نے کہا وہ (یعنی پیغمبرؐ) شاعر ہے بعض نے کہا وہ کاہن ہے۔[1]

بخاری میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم راستے میں اختلاف کرو تو (اس کا عرض) سات ہاتھوں کے برابر بنا دیا جائے گا۔ بخاری اور مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر

---

[1] کذا فی تفسیر الخازن یعنی کفار مکہ میں سے ہر معاند نے قرآن کے لئے جداگانہ افتراپردازی کرکے اس کو مختلف کردہ حیثیتوں میں تقسیم کردیا۔ ۱۲

کے ہاتھ کھیتی اور پھل کی پیداوار کے نصف حصہ پر معاملہ کیا چنانچہ آپ اپنی بیویوں کو سو وسق دیتے تھے۔ اسی وسق کھجوریں اور بیس وسق جو کے ٭

واضحہ میں ہے کہ چار شخصوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک زمین میں اشتراک کیا جس میں انہوں نے زراعت کی۔ ایک نے کہا میری طرف سے زمین ہے دوسرے نے کہا میری طرف سے بونے کا بیج ہے تیسرے نے کہا میری طرف سے فدان یعنی بیلوں کی جوڑی ہے۔ چوتھے نے کہا۔ میری طرف سے محنت ہے جب کھیتی آئی اور وہ کاٹی گئی تو وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین کو لغو قرار دیا اور اس کے لئے کچھ (حصہ) نہ ٹھہرایا۔ بیلوں والے کے لئے معین اجرت قرار دی۔ کام کرنے والے کے لئے ایک درہم روزانہ مقرر فرمایا اور کھیتی بیج والے کے لئے ٹھہرائی۔ ابن حبیب نے کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین کو اس لئے لغو ٹھہرایا کہ اس کے لئے کرایہ نہیں ٹھہرایا گیا تھا۔

مدونہ میں ہے کہ میں نے ابن قاسم سے پوچھا کہ اگر بیج دو شخصوں کی طرف سے اور زمین اور تمام کام ایک اور شخص کی طرف سے ہو تو انہوں نے کہا اس میں بہتری نہیں میں نے پوچھا کھیتی کس کی ہے۔ کہا ان دو کی اور کام والے کی۔ ان دونوں کو ان کا بیج دیا جائے گا میں نے پوچھا کیا یہ امام مالک کا قول ہے؟ کہا یہ میری رائے ہے۔

ابن حبیب اور ابن غانم نے مالک سے روایت کی ہے کہ کھیتی کاشت کرنے والے کے لئے ہے اور ان کے ذمہ زمین کا کرایہ اور کام ہوگا اور اسی کی مثل نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کھیتی کاشت کرنے والے کی ہے اور دوسروں کے لئے ان کا پورا معاوضہ ہے ٭

مصنف ابی داؤد میں رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک کی زمین کاشت کی۔ اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ادہر سے گذرے اور وہ اس کو پانی دے رہے تھے۔ آپ نے پوچھا

Marfat.com

کھیتی کس کی ہے اور زمین کس کی؟ انہوں نے عرض کیا۔ کاشتکاری میرے بیج اور میرے کام سمیت میری ہے۔ میرا ایک حصہ ہے اور بنی فلاں مالکان زمین کے لئے ایک حصہ۔ فرمایا تم نے گناہ کیا۔ زمین زمین والوں کو واپس دو اور اپنا خرچ لے لو۔

کتاب ابن شعبان میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مال اس کے لئے ہے جس نے اسے گروی رکھا۔ اس کا منافع اس کا حق ہے اور اس کا نقصان اس کے سر ہے اور پہلے گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی بحالیکہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس مرہون تھی۔

مسافاۃ، صلح، سہل گیری اور حریم نخل کے متعلق

موطا امام مالک میں ابن شہاب سے وہ سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر کو فرمایا کہ میں تم کو قائم رکھتا ہوں جب تک کہ تم کو اللہ قائم رکھے اس پہ کہ پھل ہمارے اور تمہارے درمیان (منقسم) ہوں۔ چنانچہ آپ عبداللہ بن رواحہ کو بھیج دیتے۔ وہ اپنے اور ان میں تخمینہ لگاتا پھر کہتے اگر تم چاہو تو (تمام پھل) تم لے لو (اور تخمینہ کا نصف مجھے دے دینا) اور اگر چاہوں میں لے لوں (اور تخمینہ کا نصف تم کو دوں) چنانچہ وہ لے لیتے۔

مصنف ابی داؤد میں ہے ابن رواحہ نے چالیس ہزار وسق تخمینہ لگایا اور انہوں نے اس اقرار پہ پھل لے لیا کہ بیس ہزار وسق ہمارے ذمہ رہا۔

اور مسلم میں ہے کہ میں تم کو اس پہ قائم رکھتا ہوں جب تک ہم چاہیں ابن عمر کی حدیث میں اور ایک اور حدیث میں ابن عمر سے ہے اس شرط پہ کہ وہ اپنے مال کے خرچ پر اس میں کام کریں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے نصف ہو اور ان کے اس قول میں کہ اس شرط پہ کہ وہ اپنے

مال کے خرچ پر اس میں کام کریں دلیل ہے اس بات کی کہ مالک انہیں کام کرنے والے کو مدد نہیں دیتا اور نہ سفید[1] زمین کو زیر کاشت لاتا ہے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مساقات (یعنی باغ اور نخلستان کی کچھ حصہ پر رکھوالی اور پرداخت کرنا) جائز ہے۔ ہر ایسے درخت میں جس کا پھل ہو جیسے کھجور، انگور، انجیر، زیتون، انار، شفتالو، اخروٹ، بادام، گلاب و مثل ذالک اور جس حصہ پر دونوں راضی ہوں۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ مساقاۃ کھجور اور انگور کے سوا اور کسی چیز میں جائز نہیں خصوصاً نصف پر کیونکہ یہ بالکل بچوہے اور امام شافعیؒ کا ایک اور قول ہے کہ ہر مستحکم جڑ والے درخت میں مساقات جائز ہے۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مساقاۃ بالکل جائز نہیں کیونکہ وہ ایک نامعلوم اجرت ہے اور اس میں انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نعل کی جو خیبر سے متعلق ہے مخالفت کی ہے اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو اہل خیبر گویا غلام بن گئے اور آقا و غلام میں ہر طرح کا معاملہ جائز ہے جو اس میں اور اجنبی میں جائز نہیں ہوتا امام ابوحنیفہؒ کے خلاف بھی یہ دلیل ہے کہ وہ لوگ غلام نہ تھے کیونکہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی میں اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی ایام خلافت میں مساقات پر قائم رکھے گئے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے ان کو جلاوطن کیا اور وہ نہ فروخت کئے گئے نہ آزاد کئے گئے اور نہ ائمہ حدیث میں سے کسی نے یہ روایت کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے جزیہ لیا یا نہیں مگر ہاں برأت کا نزول خیبر کے بعد ہوا ہے پس یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان سے جزیہ لیا گیا۔ واللہ اعلم۔

---

[1] بیاض سے وہ زمین قابل کاشت مراد ہے جس میں کھجور اور انگور نہ ہوں محض کاشت کے کام آسکتی ہو۔ اگر نخلستان میں کچھ زمین بیاض ہو تو نخلستان کی مساقاۃ کرنے والا اپنی حصہ پر کام کرنے والا اس زمین میں خود اپنے لئے فصل کاشت کر سکتا ہے۔ مالک انہیں کاشت کرنے کا حق نہیں رکھتا و ہذا علے مذہب الامام مالکؒ ۔

امام شافعیؒ جو کھجور اور انگور کے سوا باقی میں مساقاۃ منع کرتے ہیں تو ان کے خلاف دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کے ساتھ کھیتی اور پھل کی پیداوار کے نصف پر مساقات کی پس امام شافعیؒ نے کھیتی میں منع کی کیونکہ زمین پیداوار کے عوض کرایہ پہ لی جا سکتی ہے اور اس میں نص ہے اور انگور میں کھجور پہ قیاس کر کے مساقات کی اجازت دی حالانکہ اس میں نص نہیں اور جمہور علماء اس کے خلاف ہیں ۔

کتاب مسلم میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خیبر سے اپنی ازواج کو ایک سَو وسق عطا فرماتے تھے ۔ اسّی وسق کھجوروں کے اور بیس وسق جو کے ۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ خیبر کی سفید زمین کم تھی ۔ جو کہ گنا درختوں والی زمین کے اندر تھی امام مالکؒ نے واضحہ میں فرمایا ہے کہ وہ آج بھی کم ہے ۔ امام مالکؒ مدونہ وغیرہ میں فرماتے ہیں کہ مجھے پسند یہ ہے کہ سفید زمین کام کرنے والے کے لئے چھوڑ دی جائے وہ اس کے لئے زیادہ حلال ہے ۔ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ امام مالکؒ نے یہ کیونکر فرمایا کہ سفید زمین کو کام کرنے والے کے لئے چھوڑ دینا زیادہ حلال ہے ۔ حالانکہ یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے پھل اور کھیتی سے نصف وصول کیا اس کو جواب دیا جائے گا کہ یہ اس لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ (بٹائی پہ زمین دینے) سے منع فرمایا ہے اور وہ زمین کو اناج کے عوض کرایہ پہ دینا ہے ۔ پس امام مالکؒ کو خوف ہوا کہ کہیں یہ ممانعت قصہ خیبر کے بعد نہ ہوئی ہو اور اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تازہ ترین حکم پہ عمل کیا جاتا ہے پس جب سفید زمین کام کرنے والے کے لئے چھوڑ دی گئی تو مشکل رفع ہوگئی اور اگر سفید زمین (مالک اور کارندہ) دونوں میں (حصہ پہ) ہو تو یہ جائز ہے جیسے کہ آپ نے خیبر میں کیا ۔ اس کو محمد بن وحون نے اصیلی سے روایت کیا ہے ۔ انہوں نے

کہا کہ یہ حدیث بیان کی مجھ سے ابو عمرو اور ابن القطان نے رحمہم اللہ جمیعہم +

بخاری اور مسلم میں ہے کعبؓ بن مالک نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عبد اللہ بن ابی حَدرَد سے مسجد میں قرض کا تقاضہ کیا جو ان کے ذمہ تھا۔ اس پر ان کی آوازیں بلند ہوئیں حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سُنیں اور آپؐ اپنے گھر میں تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ آپؐ کے حجرہ کا پردہ سرک گیا اور آپؐ نے کعبؓ بن مالک کو پکار کر فرمایا اے کعبؓ! انہوں نے کہا، لبیک یا رسولؐ اللہ! پھر آپؐ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا گویا آپؐ فرماتے ہیں نصف۔ کتاب ابن شعبان میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی حق کا تقاضہ کرے تو اُسے چاہئیے کہ کفایت اور پارسائی سے تقاضہ کرے پورا لے یا کم لے +

یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی خثعم کی ایک جماعت کی طرف فوج بھیجی انہوں نے سجدے کے ساتھ پناہ جوئی کی۔ مگر ان کو قتل کیا گیا ان کے بارہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نصف دیت کا حکم دیا۔ بعض علمائے قرآن نے کہا ہے کہ یہ حکم اس لئے دیا کہ ممکن ہے ان کا سجدہ اسلام کے مطابق ہو تو ان کی دیت ہوگی اور ممکن ہے کہ اسلام کے مطابق نہ ہو پھر ان کی دیت نہ ہوگی۔

مصنف ابو داؤد میں سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ انصار کے ایک آدمی کے باغ میں ان کی کھجور تھی۔ اس شخص کے ساتھ اس کے گھر کے لوگ تھے۔ سمرہ بن جندب کھجور کی طرف آتے، تو وہ شخص اس سے تکلیف محسوس کرتا اور اسے ناگوار گزرتا۔ اس نے درخواست کی کہ اسے میرے پاس فروخت کر دو۔ انہوں نے انکار کیا۔ پھر مطالبہ کیا کہ مجھ سے اس کا تبادلہ کر لو اس پر بھی انکار کیا۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس

آکر اس کا ذکر کیا، تو آپ نے اس سے کہا کہ اس کو بیچ۔ پھر اس نے انکار کیا۔ پھر آپ نے اس سے تبادلے کی درخواست کی اس سے بھی انکار کیا پھر آپ نے فرمایا کہ پھر مجھ کو بخش ہی دو اور میں تم کو اتنی کھیتی دیتا ہوں۔ اس پر بھی انکار کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو نقصان دینے والا ہے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انصاری کو حکم دیا کہ جا اس کی کھجور کو اکھاڑ ڈال ۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ دو شخص ایک کھجور کی ملحقہ زمین کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لائے۔ آپ کے حکم سے اس کو ناپا گیا تو وہ سات گز پائی گئی اور ایک اور حدیث میں ہے پانچ گز۔ آپ نے اسی پر فیصلہ فرمایا عبدالعزیز کہتے ہیں کہ آپ نے اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ (کے ساتھ ناپنے) کا حکم دیا تو وہ ناپی گئی ۔

Marfat.com

کتاب الوصایا

وصیّت اور اس کی تعداد

مؤطا اور بخاری اور مسلم میں زہری سے روایت ہے اور وہ عامر بن سعد وہ ابن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سال میرے سخت درد کی وجہ سے میری عیادت کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ درد نے مجھے جس حالت پر پہنچا دیا ہے حضور دیکھ ہی رہے ہیں۔ میں مالدار ہوں میرا وارث ایک بیٹی کے سوا کوئی نہیں کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں۔ ابن عیینہ کی اور سفیان بن عیینہ اور ابراہیم بن سعد نے زہری سے انہوں نے عامر بن سعد سے انہوں نے اپنے باپ سے "اتصدق" (خیرات کر دوں) کے لفظ سے روایت کیا ہے اور اس کو عبدالعزیز بن ابی سلمہ اور معمر نے زہری سے انہوں نے عامر بن سعد سے انہوں نے اپنے باپ سے "اوصی" (میں وصیت کروں) کے لفظ سے روایت کیا ہے اور اسی طرح عروہ اور عائشہ نے بھی سعد سے روایت کیا اور یہ دونوں لفظ بخاری اور مسلم میں ہیں اور ان دونوں میں یہ بھی واقع ہوا ہے کہ کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ عرض کیا تو پھر نصف ؟ فرمایا نہیں عرض کیا تو پھر ایک تہائی فرمایا تہائی اور تہائی بہت ہے۔

اب ہم مؤطا کے الفاظ کی طرف رجوع کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میں نے کہا تو پھر آدھا فرمایا نہیں۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک تہائی

اور تنہائی بہت ہے بیشک تیرا اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ ان کو تنگدست چھوڑے وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تو جو کچھ اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرے اس کا تو اجر پائے گا اور موطا یحییٰ بن یحییٰ میں ہے تو اس کا اجر پائے گا یہاں تک کہ اس کا جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤنگا[1] تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہرگز پیچھے نہیں رہے گا۔ کچھ نیک عمل کرتا رہے گا مسلم نے اتنا زیادہ کیا ہے جس کے ساتھ تم کو اللہ کی رضا مطلوب ہو تو اس سے تمہارا درجہ اور بلندی بڑھیگی اور شاید تو پیچھے رہ جائے یہاں تک کہ تجھ سے کچھ لوگ فائدہ پائیں اور دوسرے لوگ نقصان اٹھائیں الٰہی میرے اصحاب کو ان کی ہجرت پر قائم رکھ اور ان کو ان کی ایڑیوں کے بل نہ لوٹا لیکن بیچارہ سعدؓ بن خولہ رسول اللہ نے ان کے لئے افسوس کیا کہ وہ مکے میں[2] انتقال کر گئے۔ ابن مزین نے اپنی شرح موطا میں ذکر کیا ہے کہ وہ مکے میں مقیم رہے یہاں تک کہ انتقال کر گئے او ہجرت نہیں کی۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند کیا اور ان کے لئے افسوس کیا۔ یہ ابن مزین کا وہم ہے کیونکہ سعدؓ بن خولہ ہجرت کر چکے تھے اور جنگ بدر میں شامل ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو ان کے ہجرت کے بعد مکے واپس آ جانے اور وہاں وفات پانے پر افسوس کیا اس کو بخاری وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور مسلم نے بھی ذکر کیا ہے اور وہ قرشی ہیں

اوقاف

واضح ہو میں واقدی سے روایت ہے وہ حصین بن عبد الرحمٰن بن سعد بن معاذ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم پوچھتے پھرتے تھے کہ اسلام میں سب سے پہلا

[1] یعنی میرے ساتھی آپ کے ساتھ مدینے چلے جائیں گے میں مکہ میں رہ جاؤں گا میرا ہجرت کا اجر باطل ہو جائیگا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو تسلی دیتے ہیں۔ ۱۲ [2] سعدؓ بن خولہ مہاجرین میں سے ہیں جنگ بدر میں شامل ہوئے اور حجۃ الوداع میں مکے جا کر انتقال کر گئے۔ ۱۲

Marfat.com

وقف کون سا ہوا تھا؟ کسی نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوقاف ہیں اور وہ انصار کا قول ہے اور مہاجرین نے کہا عمرؓ بن خطاب کا وقف پہلا وقف ہے اور یہ اس لئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینے تشریف لائے تو آپؐ نے ایک وسیع زمین پائی جو زہرہ اور اہل رائج وحسکہ کی تھی اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے تھوڑا عرصہ پہلے مدینے سے جلاوطن ہو گئے تھے اور بعض ان میں سے وہ تھے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد اپنی زمین سے علیحدہ ہوئے اور وسیع زمین چھوڑ گئے۔ اس میں کچھ صاف میدان تھا اور اس میں سے کچھ خراب تھی جس کو سینچا نہیں جاتا تھا اس کو خشاشیر کہا جاتا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ زمین جس کا نام ثمغ تھا حضرت عمرؓ کو عطا فرما دی پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قوم یہود سے خرید کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عطیہ کے ساتھ شامل کر لی۔ تو وہ ایک دل پسند جائداد بن گئی۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ میری جائداد بہت خوب ہے اور مجھے بہت محبوب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اس طرح وقف کر دو کہ اس کا اصل قائم رہے اور آمدنی خرچ کی جا سکے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس پہ عمل کیا۔

مطرف عمری سے وہ نافع سے وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ثمغ پہلی جائداد ہے جو اسلام میں وقف کی گئی اور حضرت عمرؓ نے جس دن اس کو وقف کرنے کا ارادہ کیا، عرض کیا یا رسولؐ اللہ! مجھے میرے وقف میں مشورہ دیجئے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے اصل کو وقف کر دو اور اس کے منافع کو خرچ کرنے کی اجازت دے دو۔

Marfat.com

مسور بن رفاعہ سے روایت ہے وہ محمد بن کعب قرظی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ پہلا صدقہ جو اسلام میں ہوا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے جو آپ نے وقف کے مالوں سے کیا وہ کتنے ہیں میں نے پوچھا کہ لوگ تو کہتے ہیں عمرؓ کا صدقہ۔ انہوں نے کہا مُخیریقؓ جنگ احد میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے بائیس مہینے پر شہید ہوئے اور انہوں نے وصیت کی کہ اگر میں مارا گیا تو میرے اموال پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حق ہے جہاں آپ کو اللہ کا حکم ہو لگائیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو بطور وقف خیرات کر دیا اور وہ سات باغ تھے اور عمرؓ نے جو ثمغ کو وقف کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خیبر سے واپس آنے کے بعد سنہ ہجری میں کیا اور خیبر کا واقعہ سنہ میں ہوا۔

زہری نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا صدقہ بنی نضیر کے مالوں میں سے سات باغ تھے بعد اس کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے واپس آئے پھر مُخیریقؓ کے مالوں کو تقسیم کیا اور محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقات بنی نضیر کے مالوں سے تھے اور وہ یہ سات باغ ہیں اعراف۔ صافیہ دلال۔ مثیب۔ برقہ۔ حسنیٰ اور مشربہ ام ابراہیم اور اس کا نام مشربہ ام ابراہیم محض اس لئے رکھا گیا کہ اس میں وہ رہتی تھیں اور یہ مال سلام بن مشکم نضیری کا تھا واقدی نے کہا ہے اس میں اختلاف نہیں کہ وہ سات باغ اور ان کے یہ نام ہیں۔

اور نسائی میں قتیبہ بن سعید سے روایت ہے وہ ابو الاحوص سے وہ ابو اسحاق سے وہ عمرو بن حارث سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ کوئی دینار چھوڑا اور نہ درہم نہ غلام اور نہ لونڈی مگر ایک دھاریدار خچر جس پر آپ سوار ہوتے تھے اور اپنے ہتھیار اور

Marfat.com

زمین جس کو آپؓ نے اللہ عزوجل کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔

قتیبہ بن سعید نے مسند کبیر للنسائی میں دوبارہ صدقہ کہا ہے اور اسی طرح نسائی نے ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ کا صدقہ اس زمین سے تھا جو خیبر سے حاصل کی تھی اور وقف کے بارہ میں کہا کہ اس کے اصل کو فروخت نہ کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے نہ وہ ورثہ ہو اور وہ محتاجوں قریبیوں کے لئے غلام آزاد کرانے کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مہمان اور مسافر کے لئے ہے۔ اس کے متولی کے لئے منع نہیں کہ دستور کے موافق اس سے کھائے اور مہمان کو کھلائے جو اس کے پاس اُترے یا دوست کو بھالیکہ اس مال سے خود متمول نہ بنے۔

صدقہ، ہبہ اور اُن کا ثواب

مؤطا امام مالک میں ہے کہ ان کو یہ روایت پہنچی ہے کہ انصار کے قبیلہ بنی حارث بن خزرج سے ایک شخص نے اپنے ماں باپ کو کچھ مال بطور صدقہ دیا۔ وہ دونوں وفات پا گئے تو ان کا بیٹا مال کا وارث ہوا اور وہ کھجور تھی۔ اس بارہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا تم کو اپنے صدقہ کا اجر مل جائے گا اور اس کو اپنی میراث میں لے لو۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی کتاب اقضیۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک عورت کے بارے میں فیصلہ فرمایا جس کو اس کے بیٹے نے کھجوروں کا باغ دیا تھا۔ وہ مر گئی تو اس کے بیٹے نے کہا میں نے اس کو اس کی زندگی بھر کے لئے دیا تھا اور اس کے بھائی ہیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اس کی زندگی بھر اور موت میں بھی اس کا ہے۔ اس نے کہا میں نے تو اس کو بطور صدقہ دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا یہ تیرے لئے غیر موزوں ہے مؤطا اور بخاری اور مسلم میں نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تاکہ آپ اس غلام پر شاہد ہوں جو نعمان

کو ان کے والد نے دیا تھا ۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کیا اپنے ہر فرزند کو اور یونس اور معمر کی حدیث میں ہے کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اس لئے برابر دیا ہے اس نے کہا نہیں ۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو واپس کر دو اور اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو اور نعمان کی ماں عمرہ بنت رواحہ نے بشیر کو کہا تھا تم اپنے ہبہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گواہ کر لو ۔ وہ اس کو سال بھر ٹالتے رہے ۔ پھر اس کے کہتے سے اس کو دے دیا اس نے کہا میں راضی نہیں ہوں گی یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرو ۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ظلم پر گواہ نہیں ہوں گا اور یہ باپ کے اپنے چھوٹے بیٹے کے لئے کچھ مال جمع کرنے کے متعلق اصل قاعدہ ہے [1] لیکن اگر اپنے بڑے لڑکے یا اجنبی کو کچھ ہبہ کرے یا صدقہ دے تو بخشی ہوئی یا خیرات کی ہوئی چیز کو اس کے قبضہ میں دینا ضروری ہے [2] اور اصل اس میں حضرت ابوبکر صدیق رض کا قول ہے جو انہوں نے حضرت عائشہ رض سے کہا تھا کہ اگر تم اس پر قابض ہوتیں تو وہ تمہارا ہوتا ۔ اب تو وہ وارث کا مال ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قول جب سورہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی آپ نے فرمایا ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال ! اور تیرا مال اس کے سوا کیا ہے جو تو نے کھا لیا پھر ختم کر لیا یا پہن لیا اور پھاڑ دیا یا صدقہ کیا اور اس کو چلتا کر دیا ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقہ میں چلتا کرنا شرط کیا ہے اور چلتا کرنا سے مراد قبضہ میں دینا ہے جیسے کہ عاریت اور بیع سلم کہ وہ قبضہ کے سوا پوری نہیں ہوتی اور جیسے وصیت کہ وصیت کرنے والے کی موت کے سوا مکمل نہیں ہوتی ۔

مصنف عبدالرزاق میں طاؤس سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز ہبہ کی آپ نے اس کا عوض دیا ۔ وہ خوش نہ ہوا ۔ پھر کچھ اور دیا ۔ راوی کہتا ہے کہ

---

[1] یعنی جب باپ بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کی جائے وہ اس پر اپنا قبضہ کر نہیں سکتا ۔ لامحالہ کسی کو شاہد کیا جائیگا لیکن یہ حدیث اس مسئلہ کی اصل ہے ۱۲ ۔ [2] اور اس صورت میں شاہد کی ضرورت نہیں ۱۲ ۔

میرے گمان میں اس نے تین دفعہ یہ بات کہی پس وہ راضی نہ ہوا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ارادہ کیا ہے کہ کوئی ہبہ قبول نہ کروں کسی سے بجز کسی قریشی یا انصاری یا ثقفی کے اور دلائل اصلی میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک دودھ والی اونٹنی بطور ہدیہ دی۔ آپ نے اس کو بطور عوض چھ جوان اونٹنیاں عطا فرمائیں تو وہ راضی نہ ہوا۔

بخاری میں یہ حدیث مذکور ہے کہ مہاجرین مکہ سے مدینے میں آئے اور ان کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا اور انصار خوشحال اور صاحب جائداد تھے۔ انصار نے ان کو یوں حصہ دار ٹھہرایا کہ ہر سال ان کو اپنے اموال کی پیداوار دیا کریں گے اور محنت اور اخراجات ان کی بجائے خود کریں گے ام سلیم انس بن مالک کی اور عبداللہ بن ابی طلحہ کی ماں تھیں۔ انس کی ماں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ کھجوروں کے درخت دیئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ درخت اپنی آزاد کردہ کنیز ام ایمن کو جو اسامہ بن زید کی والدہ ہیں دے دیئے ابن شہاب کہتے ہیں مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب اہل خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے اور مدینے کی طرف واپس آئے تو مہاجرین نے انصار کو ان کے پھلوں کے عطیے جو انہوں نے ان کو دیئے تھے واپس کر دیئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی یعنی انس کی ماں کو ان کے درخت واپس دے دیئے اور ام ایمن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی بجائے اپنا باغ عطا فرمایا۔ اس واقعہ کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ ان کو اس سے دس گنا دیا یا دس گنے کے قریب۔

ام ایمن ابن شہاب نے کہا ام ایمن والدہ اسامہ کا قصہ یہ ہے کہ وہ عبداللہ بن عبدالمطلب کی کنیز تھیں اور حبشہ سے تھیں جب بی بی آمنہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے بعد اس کے کہ آپ کے والد وفات پا چکے تھے تو ام ایمن آپ کو گود میں رکھتی تھیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بڑے ہوئے تو آپ نے ان کو آزاد کر دیا پھر زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا رسول

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ ماہ بعد ان کی وفات ہوئی۔ واقدی نے کہا ہے کہ ان کا نام برکہ ہے یہ حدیث زہری سے صرف یونس نے روایت کی ہے۔ آسیلی کی کتاب کے حاشیہ میں درج ہے

عمریٰ[1] | موطا میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے لئے اور اس کے فرزند کے لئے بطور عُمریٰ کوئی چیز دی جائے تو وہ اسی کی ہوگئی جس کو وہ دے دی گئی وہ دینے والے کو کبھی بھی واپس نہ ملے گی کیونکہ اس نے ایسی عطا کی ہے جس میں ورثہ واقع ہوتا ہے اور کتاب مسلم میں جابر سے بروایت یحییٰ بن یحییٰ امام مالک سے مروی ہے اور انہوں نے ابداً (کبھی بھی) کا لفظ ذکر نہیں کیا اور اس میں یحییٰ اور محمد سے مروی ہے اور باسناد صحیح لیث سے مروی ہے انہوں نے ابن سہل سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے جس شخص نے کسی کے لئے اور اس کے فرزند کے لئے کوئی چیز بطور عُمریٰ نامزد کی تو اس کے قول نے اس میں اپنا حق قطع کر دیا اور وہ اس شخص کے لئے اور اس کے فرزند کے لئے ہوگئی جس کے لئے وہ عُمریٰ ٹھہرائی ہے۔

ایک اور حدیث میں اسحاق بن ابراہیم اور عبداللہ بن حمید سے روایت ہے اور لفظ عبداللہ کے ہیں ان دونوں نے کہا کہ ہم کو عبدالرزاق نے معمر سے خبر دی ہے انہوں نے زہری سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے جابر سے کہ انہوں نے کہا کہ عُمریٰ جس کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے یہ ہے کہ تم کہو وہ تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے ہے لیکن جب کہے کہ وہ تیری زندگی تک تیرے لئے ہے تو وہ مالک کی طرف واپس آجائے گی۔ معمر نے کہا ہے کہ زہری اس پہ فتویٰ دیتے تھے اور ابو سلمہ نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارہ میں جو اس

---

[1] وہ چیز جس کو کوئی شخص دوسرے شخص کے لئے اس کی عمر تک یا اپنی عمر تک مخصوص کر دے کہ وہ اتنا عرصہ اس سے فائدہ اُٹھائے۔ ۱۲-

Marfat.com

کے لئے اور اس کی اولاد کے لئے عُمریٰ نامزد کرے فیصلہ فرما دیا پس وہ قطعی طور پر اس کے لئے ہے۔ دینے والے کے لئے اس میں کوئی شرط جائز نہیں اور نہ استثناء، ابوسلمہ نے کہا اس لئے کہ اس نے ایسی عطا کی ہے جس میں ورثے واقع ہوتے ہیں پس ورثہ اس کی شرط کو باطل کر دیتا ہے۔ ایک اور حدیث میں جابر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُمریٰ کی چیز اسی کی ہوگئی جس کو ہبہ کی گئی۔

ابن ابی زید نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کا مطلب کہ دینے والے کو واپس نہیں ملے گی۔ یہ ہے کہ یہ اس وقت تک ہے کہ جب تک اس شخص کی نسل سے جس کے لئے وہ چیز عُمریٰ کی گئی ہے کوئی باقی رہے پس اگر سب ختم ہوگئے تو عمریٰ کی چیز اس کے اصل مالک کی طرف لوٹ آئے گی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ وہ اسی کی ہوگئی جس کو دی گئی اس سے نفع مراد ہے نہ کہ اصل اور اس کے وارث اصل کی مثل نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ زوجہ اس میں داخل نہیں۔ نہ وہ شخص جو نسل معروف سے نہیں ہے اور (عمرتک زمین نے تیرے لئے عمریٰ کیا) عُمر سے ماخوذ ہے اور میعاد مقررہ اور عمر مشروط میں کوئی فرق نہیں اور اسی پر مدینہ میں عمل جاری ہے اور اسی کو مالک نے اختیار کیا ہے۔

امام شافعیؒ وغیرہ نے حدیث مذکور کی تاویل کی ہے کہ عمریٰ کی چیز جب مُعمَر اور اس کی اولاد کے لئے ہو چکی تو وہ مُعمِر کی طرف نہیں لوٹ سکتی اگرچہ مُعمَر اور اس کی اولاد ختم ہی ہو جائے اور یہ حدیث میں مندرج نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ اور سفیانؒ ثوری اور احمدؒ بن حنبل سے مروی ہے کہ عمریٰ ہبہ کی مانند ہے اور وہ چیز اس شخص کی ملک ہو جاتی ہے جس کے لئے اس کو عمریٰ کیا ہے خواہ اس کی اولاد کے

لہ یہ قول ادپر امام امین کے ذکر کے بعد درج ہوا ہے۔ ۱۲

لئے نامزد کی جائے یا نہ کی جائے خواہ عمریٰ کرنے والے نے یہ شرط کی ہو کہ میری طرف واپس آجائے گی یا یہ شرط نہ کی ہو اور اس کی شرط باطل ہے اس کی طرف کبھی واپس نہیں آئے گی مُعَمَّر اگر چاہے تو اس کو اپنے باقی مال کی طرح فروخت کر سکتا ہے پس عمریٰ میں تین قول ثابت ہوئے ایک قول امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا اور دوسرا قول امام مالکؒ کا اور جابرؓ ان کے ساتھ مذکور ہیں جیسے طارقؒ[1] نے جابرؓ کی شہادت پر فیصلہ کیا اور (تیسرا قول) اس کا جس نے پشتینی عمریٰ میں اور خاص مُعَمَّر کی زندگی میں فرق کیا ہے چنانچہ پشتینی میں کہا کہ عمریٰ کرنے والے کی طرف واپس نہیں جاتی اور جب پشتینی نہ ہو تو معمر کے مرنے پر واپس چلی جاتی ہے اور اللہ عزوجل اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد کو زیادہ بہتر جانتا ہے مگر کتاب مسلم میں جابرؓ سے یہ بھی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت نے اپنے بیٹے کے لئے اپنے ایک باغ کو عمریٰ کیا۔ پھر وہ لڑکا وفات پا گیا اور وہ عورت بھی اس کے بعد وفات پا گئی معمر نے بہت اولاد چھوڑی اور اس کے کچھ بھائی بھی تھے جو عمریٰ کرنے والی کے بیٹے تھے تو عمریٰ کرنے والی کے بیٹوں نے کہا باغ ہماری طرف واپس آگیا اور معمر کے بیٹوں نے کہا بلکہ وہ ہمارے والد کا ہے اس کی زندگی بھر کے لئے بھی اور اس کے مرنے کے بعد بھی۔ چنانچہ وہ اپنا جھگڑا طارقؒ[2] مولے عثمانؓ کے پاس لے گئے۔ انہوں نے جابرؓ کو بلایا تو جابرؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر شہادت دی کہ آپؐ نے حکم دیا ہے کہ عمریٰ ان کے مالک[3] کے لئے ہے طارق نے اس پر فیصلہ کیا پھر عبد الملک کی طرف لکھ کر اس کو اس سے مطلع کیا۔ عبد الملک نے کہا جابرؓ نے سچ کہا ہے تو طارق نے اس فیصلہ کو نافذ کر دیا اور یہ باغ آج تک معمر کی اولاد کے پاس ہے اور اس حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ اس عورت نے اپنے بیٹے اور اس کی نسل کے لئے عمریٰ کیا تھا جیسے

---

[1] اس فیصلہ کا ذکر آگے چند سطروں کے بعد آتا ہے ۱۲ [2] طارق حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام تھے اپنی حسن لیاقت سے بنی امیہ کے خلیفہ عبد الملک کے زمانے میں مدینہ کے گورنر بن گئے۔ اس لئے یہ خصومت ان کے پیش ہوئی اور انہوں نے ایک ذی علم صحابی جابرؓ سے اس میں فتویٰ طلب کیا ۱۲ [3] مالک سے مراد وہ ہے جس کے قبضے اور تصرف میں عمریٰ ہے نہ کہ مالک سابق ۱۲

کہ سابقہ احادیث میں واقع ہوا ہے اور پہلے جابرؓ کی روایت گذر چکی ہے کہ انہوں نے کہا جب وہ کسے کہ یہ چیز میرے لئے ہے جب تک تیری زندگی ہے تو وہ اپنے مالک کی طرف جس نے اس کو عمریٰ کیا ہے واپس آجاتی ہے اور مسدد کی روایت میں یحییٰ سے مروی ہے وہ سفیان سے وہ حمید اعرج سے وہ محمد بن ابراہیم تیمی سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی نے اپنی ماں کو اپنا ایک باغ اس کی زندگی بھر کے لئے دیا پھر وہ مر گئی اور باقی حدیث ذکر کی جیسے کہ اس کو مسلم نے ذکر کیا ہے اور یہ امام مالک کے مذہب کی تائید کرتی ہے ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم مشتبہات میں

موطا اور بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو کہہ رکھا تھا کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اس کو اپنے پاس رکھنا ۔ فرماتی ہیں کہ جب فتح مکہ کا سال تھا تو سعد نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میرے بھائی کا بیٹا ہے جس نے اس کے بارے میں مجھے وصیت کی تھی ادھر عبد ابن زمعہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا فرزند ہے جو اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے پھر دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے ۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ! میرے بھائی کا بیٹا ہے اور اس نے مجھ سے اس کے متعلق کہہ رکھا تھا اور عبد بن زمعہ نے کہا میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا فرزند ہے جو اس کے بستر پر متولد ہوا ہے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ! وہ تیرا ہی بھائی ہے ۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ بستر سے منسوب ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے ۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ مطہرہ سودہؓ بنت زمعہ کو فرمایا کہ اس سے پردہ کیا کرو ۔ یہ اس لئے کہ آپ نے اس میں عتبہ بن ابی وقاص کے ساتھ مشابہت پائی ۔ فرماتی ہیں کہ پھر اس نے سودہؓ کو نہیں دیکھا

Marfat.com

حتیٰ کہ اللہ عزوجل سے جاملا۔ اس حدیث میں (ایک فقہی نکتہ) کافر کی وصیت پر عمل کرنا ہے کیونکہ عتبہ بحالت کفر مرا تھا اور اس نے جنگ احد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان مبارک شہید کیے تھے پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ وہ سال سے پہلے بحالت کفر مرے۔ چنانچہ اس پر ایک سال گذرنے نہ پایا تھا کہ وہ بحالت کفر مرا۔ اس کو عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن ابی خیثمہ نے ذکر کیا کہ وہ بحالت کفر ہلاک ہوا ۔

اور اس میں (دوسرا فقہی نکتہ) کسی کے اپنے بھائی ہونے کا دعوے کرنا ہے اور اس میں اختلاف ہے اور فرزندی کے دعوے میں اختلاف نہیں۔

قطع ذرائع

اور اس میں (تیسرا فقہی نکتہ) امام مالک کے مذہب پر قطع ذرائع کے حکم کی دلیل ہے کیونکہ قطع ذرائع یہ ہے کہ مباح سے منع کیا جائے تاکہ حرام میں مبتلا نہ ہوں اور جس کی مثال اللہ عزوجل کا یہ قول ہے کہ عورتیں چلنے میں اپنے پاؤں کو زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ ان کا مخفی سنگار ظاہر ہو جائے اور جس کی مثال اللہ تعالےٰ کا مومنوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خطاب میں رَاعِنَا (توجہ فرمایئے) کہنے سے منع فرمانا ہے حالانکہ ان کا مقصد اس سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی نہیں تھی پس ان کو جو اس سے منع کیا۔ تو یہودیوں کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو رَاعِنَا کہنے کی وجہ سے منع کیا جن کی اس سے مراد یَا اَرْعَنُ (اے بیوقوف! معاذ اللہ من ذالک) تھی اور جیسے اللہ نے اہل سبت (روز شنبہ والوں) کو شکار سے منع فرمایا۔ تو بعض نے (کسی حیلہ سے) شنبہ کے سوا دوسرے دن میں مچھلیاں پکڑلیں پس اس کو شنبہ کے شکار کی مانند ٹھہرایا اور اس پر ان کو عذاب ہوا اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہؓ کو حکم دیا کہ ابن زمعہ ان کا بھائی ہے کیونکہ ان کے والد کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور اس بارہ میں اس کو اجنبی ٹھہرایا کہ وہ ان کے سامنے نہ آئے پس آپ نے دو حکم صادر فرمائے ایک ظاہری حکم اور ایک باطنی حکم ۔

Marfat.com

امام شافعیؒ نے اس سے قطع ذرائع کے حکم کے ابطال کا اور اس کے ایک حکم ہونے کا نتیجہ نکالا ہے یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا کہ آدمی کو یہ حق ہے کہ اپنی بیوی کو اس کے اپنے بھائی کے سامنے آنے سے بھی منع کر دے اور یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ام المومنین سودہؓ کو یہ فرمانا کہ تم اس سے پردہ کرو بطور احتیاط کے ہے اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کے خلاف ہے جو آپؐ نے ابن القعیس کے بھائی افلح کے بارہ حضرت عائشہؓ کو حکم دیا جبکہ آپؐ نے ان کو فرمایا کہ وہ تمہارے چچا ہیں تمہارے پاس آسکتے ہیں اور وہ ان کے رضاعی چچا تھے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ عورت کو اس کے بھائی کے ملنے سے منع کریں اور بخاری نے اس حدیث کو تفسیر المشبہات کے باب میں داخل کیا ہے مع اس حدیث کے کہ جو بات تم کو شک میں ڈالے اس کو ایسی بات کے لیے چھوڑ دو جو تم کو شک میں نہیں ڈالتی۔ یہ حدیث امام مالکؒ کے مذہب کی مؤید اور امام شافعیؒ کے قول کی مخالف ہے

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ زانی کے لئے پتھر ہے مراد یہ ہے کہ آپؐ نے زانی سے فرزند کو بے تعلق کر دیا اور یہ کہ اس کو اس میں کوئی حق نہیں اور اسے اس کی طرف منسوب نہ کیا جائے جیسے عرب کا قول ہے کہ تیرے منہ میں پتھر یعنی تجھے کچھ نہیں مل سکتا۔ داودی نے کہا ہے زانی کے پتھر سے مراد ہے زانی محصن کو سنگسار کیا جائے۔

امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ فعل حرام امر حلال کو حرام نہیں کرتا اور اسی طرح انہوں نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا سودہؓ کو پردہ کا حکم فرمانا تنزہ اور اختیار کی بنا پر تھا۔ امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ زنا حرام کر دیتا ہے اور امام مالکؒ کا قول ہے اس میں مختلف ہے کبھی فرمایا فعل حرام امر حلال کو حرام نہیں کرتا اور کبھی کہا وہ حرام کر دیتا ہے اور ان کے اور اُن کے شاگردوں کے مذہب میں غالب یہی ہے کہ وہ حرام نہیں کرتا۔

غلاموں کو آزاد کرنا

مصنف عبد الرزاق میں علی رضؓ بن ابی طالب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصیت سے پہلے قرض ادا کرتے دیکھا ہے اور تم کہتے ہو کہ وصیت کے بعد یا قرض کے بعد اور اس بارہ میں علماء میں اختلاف نہیں کہ قرض وصیت سے پہلے ہے اور موطا وغیرہ میں حسن سے اور محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنے چھ غلام آزاد کیے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان میں قرعہ ڈالا پھر ان غلاموں میں سے ایک تہائی آزاد کر دیے امام مالک فرماتے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے اس شخص کے پاس ان غلاموں کے سوا اور کوئی مال نہ تھا چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سے ناراض ہوئے اور فرمایا تو نے قصد کیا کہ میں تجھ پر نماز جنازہ نہ پڑھوں اور مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اس کا موقع ملتا تو وہ مسلمانوں کے ساتھ دفن نہ کیا جاتا پھر ان میں قرعہ ڈالا اور دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رہنے دیا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ انصار میں سے ایک عورت نے چھ غلام آزاد کیے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھ تیر منگوالے پھر ان میں قرعہ ڈالا اور دو کو آزاد کر دیا۔ دوسری کتابوں میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے تین حصے کیے پھر دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رکھا اسمٰعیل نے کہا ہے یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی قیمت لگائی اور سلیمان بن موسیٰ نے کہا ہے کہ مجھ کو یہ بات نہیں پہنچی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی قیمت لگائی اگر سلیمان کا قول صحیح ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ان کی قیمت برابر تھی ورنہ قیمت لگانا ضروری تھا تاکہ تہائی سے زیادہ نہ ہو اور نیز پہلی حدیث محمد بن سیرین کی روایت سے ابو ہریرہؓ سے مسلم کی کتاب میں عمران بن حصین سے مسند ہے اس حدیث میں ایک فقہی نکتہ وصیت کو تہائی میں جاری کرنا ہے اور اس میں دوسرا نکتہ

Marfat.com

قرعہ کے ساتھ آزاد کرنا ہے اور اس میں تیسرا نکتہ یہ ہے کہ جو شخص تہائی سے بڑھا دے تو تہائی تک رکھا جائے اور اس میں چوتھا نکتہ یہ ہے کہ قرض میں غلام آزاد کرنے کا فیصلہ وصیت کی مانند ہے اور اس میں پانچواں نکتہ یہ ہے کہ حاکم کے سامنے جو کچھ ہو اس کی قیمت خود لگائے اس کو کسی اور کے سپرد نہ کرے اور اس میں چھٹا نکتہ یہ ہے کہ غلام اپنے آقا پر جن حقوق کی طرف توجہ دلائے ان کے متعلق آقا اور اس کے غلام میں فیصلہ کرے اور اس میں ساتواں نکتہ یہ ہے کہ غیر قریبی کے لئے تہائی مال وصیت جائز ہے بخلاف اس کے جو طاؤس وغیرہ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنی قرابت والوں کے غیر کے لیے وصیت کرے اور ان کے لئے وصیت نہ کرے تو اس کی وصیت باطل ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ جو شخص اپنی قرابت کے غیر کے لئے وصیت کرے اس کی وصیت کا تہائی مال اس کے اہل قرابت کو دیا جائیگا اور مصنف عبدالرزاق میں عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمادیا کہ وارث کے لئے وصیت نہیں اور عورت کے لئے اپنے مال میں سے کچھ جائز نہیں مگر اپنے شوہر کی اجازت سے اور عامر بن شعیب کی روایت میں جو اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں یہ ہے کہ آپ نے ایک شخص کے مدبر غلام کو فروخت کر دیا اور مسلم کی ایک اور حدیث میں ہے کہ اس شخص کے پاس اس کے سوا کوئی مال نہ تھا اور کتاب ابن شعبان میں جابر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے اپنے غلام کو مدبر بنایا اور وہ محتاج تھا اور اس کے ذمے قرض تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو آٹھ سو درہم کے عوض بیچ دیا اور وہ اس کو دے دیئے اور فرمایا اپنے قرض ادا کرا اور اپنے عیال پر خرچ کر امام مالک وغیرہ نے تاویل کی ہے کہ پہلی حدیث زیادہ صحیح ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدبر غلام کو اس کے مدبر کرنے والے کی موت کے بعد فروخت کیا یا اس کی زندگی میں اس قرض کے لئے جو اس کے ذمے تھا مدبر کرنے سے پہلے۔ ابن ابی زید نے کہا کہ جابرؓ کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو قرض میں فروخت

کیا کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا پھر فرمایا کہ اس کو کون خریدتا ہے پس جب یہ بات باطل ہے کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو بے حنی فروخت کیا ہو تو یہی بات باقی رہتی ہے کہ آپ نے ایک فیصلہ
کیا ہے اور ایک لازمی امر کو نافذ کیا ہے اور جابر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا اس کے پاس سوائے
اس کے اور کوئی مال نہ تھا پھر مر گیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کون خریدتا ہے اور
اس میں جابر سے اختلاف ہے پس روایت کیا ہے کہ آدمی نے آزاد کیا اور روایت کی ہے کہ
اس نے مدبر کیا اور ابن ابی زید کے مختصر میں ہے کہ خدری نے روایت کی کہ جب لوگوں نے اوطاس
کی جنگ میں قیدی پائے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ عزل[1] کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کیونکہ
ہم قیمت کو پسند کرتے ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام نہیں ٹھہرایا اور ان کے اس
قول میں کہ ہم کو پسند کرتے ہیں اس بات کی دلیل ہے کہ جب کنیز کے بچہ پیدا ہو تو اس کی فروخت باطل
ہو جاتی ہے اور یہ روشن دلیل ہے بمعہ اس کے جو مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ام ابراہیم کے
بارے میں فرمایا کہ اس کے بچے نے اس کو آزاد کر دیا اور واضحہ میں ابن مسیب سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صاحب اولاد ماؤں کی آزادی کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان کو نہ وصیت
میں دیا جائے نہ قرض میں مسلم نے کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ صاحب اولاد ماؤں کی
آزادی کے متعلق حضرت عمرؓ کی کیا رائے تھی انہوں نے فرمایا حضرت عمرؓ نے ان کو آزاد نہیں کیا ان
کی آزادی کا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور یہ کہ نہ ان کو (وصیت کے تہائی ارمال) میں نکالا
جائے اور نہ قرض میں بیچا جائے اور بیہقی کی کتاب رجال موطا میں سعید بن عبد العزیز سے روایت ہے
کہ ماریہ ام ابراہیم نے تین مہینے کی عدت پوری کی اور ۱۶ھ ہجری میں وفات پائی۔

[1] عزل اس کو کہتے ہیں کہ مرد وطی میں انزال کے وقت الگ ہو جائے تاکہ نطفہ قرار نہ پکڑے اور حمل نہ ہو جنگ اوطاس
کی قیدی لونڈیوں کے متعلق یہ سوال اس لیے کیا گیا کہ ان سے استمتاع لذت بھی کریں اور وہ غیر حاملہ رہ کر قابل فروخت
بھی رہیں کیونکہ ام ولد فروخت نہیں کی جا سکتی۔ ۱۲

حدیث ثابت میں ہے کہ بریرہ[1] حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ مدد مانگنے آئی اور بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے کہ وہ ان سے مدد مانگنے آئی اور اس کے ذمہ پانچ اوقیہ تھے جو اس نے پانچ سال میں باقساط ادا کئے اور تمام حدیثیں بروایت عروہ حضرت عائشہؓ سے ہیں مگر ایک حدیث بروایت عمرہ حضرت عائشہؓ سے موطا اور بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا اگر تیرے متعلقین پسند کرتے ہیں کہ میں ان کو مال گن دوں اور تیری ولا میرے لئے ہو تو میں ایسا کر سکتی ہوں بریرہ اپنے متعلقین کے پاس گئی اور ان سے یہ بات ذکر کی تو انہوں نے انکار کیا پھر وہ اپنے متعلقین کے پاس دوبارہ آئی بحالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور حضرت عائشہؓ سے کہا کہ وہ بات میں نے ان کے پیش کی تو انہوں نے اسی بات پر اصرار کیا کہ ولا ہمارے لئے ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سنا جب کہ حضرت عائشہؓ نے آپ کو بتائی تو آپ نے فرمایا اس کو خرید لو اور ان کے لئے[2] ولا کی شرط کر دو پس ولا تو اسی کے لئے جو آزاد کرے چنانچہ عائشہؓ نے ایسا ہی کیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا اما بعد لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں جو شرط کتاب اللہ میں نہیں وہ باطل ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں اللہ کا فیصلہ زیادہ سچا ہے اور اللہ کی شرط زیادہ محکم ہے اور ولا تو اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے معنے کہ جو شرط کتاب اللہ میں نہ ہو یہ ہیں کہ کتاب اللہ کے خلاف ہو اور حضرت عائشہؓ کو آپ کے اس ارشاد کا مطلب کہ ان کے لئے ولا کی شرط کر دو یہ ہیں کہ ان کے خلاف شرط کر دو اور اس واقعہ میں حضور کا جو طریق کار مرکوز ہے وہ کتاب الطلاق کے اس لونڈی کے ذکر میں جو شوہر کے نکاح میں آزاد کی جائے گذر چکا ہے اور حضرت عائشہؓ نے اس کو اس وقت

---

[1] یہ ایک کنیز مکاتبہ تھی جو اپنا مال کتابت پورا کرنے کے لئے حضرت عائشہؓ کے پاس سوال کرنے آئی اس کا ذکر پہلے بھی حکم رسول اللہ فی الامۃ کے تحت میں گذر چکا ہے حضرت عائشہؓ نے اس کا مال کتابت ادا کیا اور اس کی ولاء کی مالک ہوئیں ۔ ۱۲

[2] یعنی چونکہ یہ شرط ناجائز ہے تاہم تم ان کی خاطر اچھی طرح سے یہ شرط منظور کر لو اور شرع میں خود بخود یہ شرط باطل ہو جائیگی اور ولاء تمہارے لئے ہو جائے گی کیونکہ وہ آزاد کرنے والے کے لئے ہوتی ہے پس ان کے لئے شرط منظور کرنا گویا ان کے خلاف منظور کرنا ہے جو ان کے لئے مفید نہیں جیسے کہ آگے آتا ہے ۔ ۱۲ ۔

خرید اجب وہ اپنا مال کتابت ادا کرنے سے عاجز آگئی۔ اس کو مطرف وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

کتاب ابن شعبان میں ہے کہ اسلام میں پہلے مکاتب سلمان فارسیؓ تھے جن کے متعلقین نے ان کو ایک سو کھجور کے پودے لگانے پر مکاتب کیا تھا جو انہوں نے ان کے لئے اوقات معینہ میں لگائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پودے لگاؤ تو مجھے اطلاع دو۔ چنانچہ جب وہ پودے لگانے لگے تو آپ کو اطلاع دی آپ نے ان پودوں کے لئے ان کے حق میں دعا کی تو ان میں سے ایک بھی پودا خشک نہ ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلا مکاتب ایک شخص تھا جس کی کنیت ابو مؤمل تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو مؤمل کی مدد کرو چنانچہ اس کی مدد کی گئی تو اس نے اپنا مال کتابت ادا کر دیا اور کچھ مال اس کے پاس بچ گیا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق فتویٰ چاہا آپ نے فرمایا اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دو۔

اس مملوک کو آزاد کرنے کے بارہ میں جس کی صورت بگاڑ دی جائے یا اسکے چہرے پر طمانچہ مارا جائے

مسند میں عبداللہ بن عمروؓ بن العاصی سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ زنباع کا ایک غلام تھا جس کا نام سندر یا ابن سندر تھا۔ اس نے اس کو دیکھا کہ اس کی ایک لونڈی کا بوسہ لے رہا ہے اسے پکڑ لیا اور اس کی ناک کان کاٹ ڈالے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ نے زنباع کو بلا بھیجا آپ نے فرمایا ان پر ایسا بار نہ ڈالو جس کی ان میں طاقت نہیں اور ان کو کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور پہناؤ جو کچھ تم پہنتے ہو اور جس کو تم ناپسند کرتے ہو بیچ دو اور جس کو پسند کرتے ہو رکھو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی صورت بگاڑ دی جائے یا اس کو آگ کے ساتھ جلایا جائے پس وہ آزاد ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا آزاد کردہ غلام ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کر دیا پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے بارے میں وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا میں تیرے بارے میں ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہوں اور کتاب مسلم میں ہے سوید بن مقرن سے مروی ہے کہ اس کی ایک لونڈی کو کسی نے تھپڑ مارا تو سوید نے اس کو کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ چہرہ قابل حرمت ہے۔ تو میرا معاملہ جانتا کہ میں اپنے کو دیکھتا ہوں کہ

ساتواں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھ چکا ہے اور ہمارے پاس ایک خادم کے سوا اور نہیں تھا پس ہم میں سے ایک نے قصوراً اس کے تھپڑ مار دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ اس کو آزاد کر دیں[1] اور یہ حدیث کئی بار ذکر کی اور ایک اور حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ فرمایا اس سے خدمت لو جب فارغ ہو جاؤ تو چھوڑ دو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے غلام کو حد لگائے جس کا وہ مستوجب نہیں یا اس کے طمانچہ مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پڑی چیز پانے کے بارے میں

موطا اور بخاری اور مسلم میں ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پھر آپ سے پڑی ہوئی چیز کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس کے تھیلے اور منہ باندھنے کی رسی کو پہچان رکھ پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ۔ اگر اس کا مالک آ گیا تو اس کے حوالے کر دے ورنہ اس کو اپنے کام میں لا اس نے کہا پھر گم شدہ بکری فرمایا وہ تیرے واسطے یا تیرے بھائی کے واسطے یا بھیڑیئے کے لئے اور دوسری کتابوں میں ہے کہ اپنے بھائی کی گم شدہ چیز اسے واپس دے۔ اس نے کہا اور گم شدہ اونٹ؟ بخاری و مسلم نے اس سے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے یہاں تک کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا تجھے کیا ہے اس کے ساتھ اس کی مشک ہے اور اس کے موزے ہیں۔ وہ پانی پر جا پہنچتا ہے اور درخت کو کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اسے آ ملتا ہے۔ ابن عبدالبر نے ذکر کیا کہ یہ زیادتی امام مالک کی روایت کے سوا میں ہے کہ اپنے بھائی کی گم شدہ چیز اسے واپس کر دے۔ طحاوی نے کہا کہ کوئی عالم امام مالک کے سوا ان کے گم [illegible] کے متعلق [illegible] فرق نہیں کرتا اگر اس کو کھا لے [illegible] خوفناک مقام میں پائے تو اس کا [illegible]

---

[1] یعنی [illegible] قصوراً ایک بھائی کا [illegible] شدید تھا [illegible] [illegible] حضور کے حکم [illegible] [illegible] ایک خادم [illegible] تھا

کہتے ہیں کہ ان کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے دلیل پکڑنا کہ وہ تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے یا بھیڑیے کے لئے کوئی معنے نہیں رکھتا کیونکہ حضورؐ کا یہ فرمانا کہ تیرے لئے ہے اس سے تملیک مراد نہیں اس لئے کہ بھیڑیا کبھی تو بکری کو اس کے مالک کی ملک پر کھاتا ہے۔

اور بخاری اور مسلم میں سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہا کہ میں ابی بن کعب سے ملا تو انہوں نے بتایا مجھے ایک تھیلی ملی جس میں سو دینار تھے میں ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا آپؐ نے فرمایا ان کا سال بھر اعلان کرو میں نے اس کا اعلان کیا تو کوئی نہ ملا جو اس کو پہچانے پھر میں اس کو آپؐ کے پاس لایا تو فرمایا اس تھیلی کو اور اس کی گنتی کو اور اس کے سربند کو محفوظ رکھو پھر اگر اس کا مالک آ گیا (تو اُسے دے دو) ورنہ اس سے فائدہ اُٹھاؤ پس میں نے اس سے فائدہ اُٹھایا پھر اس کے بعد میں اس سے مکّے میں ملا وہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا تین سال کے بعد یا ایک سال کے بعد۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ نے اپنے رسول کے لئے مکّے کو فتح کیا تو آپؐ لوگوں میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ اللہ نے مکّے سے فیل کو روک دیا اور اس پر اپنے رسولؐ کو اور مومنوں کو مسلط کیا وہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا آج میرے لئے ہی حلال ہوا ہے اور وہ میرے بعد کسی کے لئے ہرگز حلال نہ ہوگا اور نہ اس کا شکار بھگایا جائے گا اور نہ اس کا درخت کاٹا جائے گا اور ایک اور حدیث میں ہے نہ اس کی جھاڑی کاٹی جائے گی اور ایک اور میں ہے نہ اس کا کانٹا توڑا جائے گا اور نہ اس کی پڑی چیز اُٹھائی ہوئی حلال ہوگی اور ایک اور میں ہے نہ اس کی گری ہوئی چیز حلال ہوگی مگر پکارنے والے کے لئے اور ایک اور میں ہے مگر تشہیر کرانے والے کے لئے اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے اس کو دو صورتوں میں سے بہتر صورت کا اختیار ہے یا تو فدیہ لے اور یا قصاص لے پس عباس نے کہا مگر اِذخر کیونکہ وہ ہماری قبروں کے لئے ہے اور ہمارے زرگروں کے لئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ماسوائے اِذخر کے۔ اس پر اہل یمن میں سے ایک آدمی ابوشاہ

کھڑا ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ اپنا یہ خطبہ مجھے لکھوا دیجئے۔ راوی کہتا ہے پس اس کے لئے وہ خطبہ لکھ دیا گیا۔

اس شخص کے بارہ میں حکم جو کہے میرا باغ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے

مؤطا اور بخاری اور مسلم میں انس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوطلحہ مدینے میں سب انصار سے زیادہ نخلستان رکھتے تھے ان کو اپنے مالوں میں سے خطہ بیرحا زیادہ محبوب تھا اور وہ مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوتے اور اس کا لذیذ پانی پیتے انس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "تم ہرگز نیکی نہیں پاؤگے یہاں تک کہ اپنے پسندیدہ مالوں کو خرچ کرو"۔ تو ابوطلحہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ "تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے یہاں تک کہ اپنے پسندیدہ مال کو خرچ کرو" اور میرے مالوں میں سے مجھے زیادہ پسند بیرحا ہے اور وہ صدقہ ہے میں اللہ کے پاس اس کے اجر اور ذخیرے کی امید کرتا ہوں یا رسول اللہ! آپ اس کو جہاں چاہیں خرچ کریں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واہ وا! یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے میں نے سن لیا جو تم نے اس کے متعلق کہا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اس کو قریبیوں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دو۔

بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے اس کو اپنے محتاج قریبیوں کو دے دو۔ انس نے کہا پس اس کو حسان بن ثابت اور ابی بن کعب کے لئے معین کر دیا اور وہ دونوں ان کے نزدیک مجھ سے زیادہ قریب تھے۔

اس میں فقہی نکتہ یہ ہے کہ جو شخص کہے کہ میرا گھر صدقہ ہے اور فقرا وغیرہ کے لئے ظاہر نہ کرے تو جائز ہے اور اس کو اقارب میں یا جہاں چاہے لگا دے اور بعض نے کہا کہ جائز نہیں یہاں تک کہ یہ ظاہر کرے کس کے لئے ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور اس میں دوسرا نکتہ یہ ہے کہ جب کوئی زمین صدقہ کرے اور ظاہر نہ کرے پس یہ جائز ہے جب کہ وقف دور ہو اور یہ سب بخاری میں ہے۔

اور مؤطا مالک میں یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ خبر دی مجھ کو محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے عمر بن طلحہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمیر بن سلمہ تمیمی سے کہ انہوں نے خبر دی ان کو [illegible]

Marfat.com

سے اور ان کا نام زید بن کعب ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکے کے قصد سے نکلے بحالیکہ آپ محرم تھے یہاں تک کہ جب آپ روحا میں پہنچے تو اچانک ایک گورخر زخمی ملا اس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا اس کو رہنے دو شاید ابھی اس کا مالک آجائے پس بہزی جو اس کے مالک تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو اس گورخر کا اختیار ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا انہوں نے اسے رفیقوں میں تقسیم کر دیا پھر روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب آپ مقام اثابہ میں تھے جو رویثہ اور عرج کے درمیان ہے تو اچانک ایک ہرن سائے میں جھکا بیٹھا تھا اور اس کے تیر لگا ہوا تھا پس راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اس کے پاس کھڑا ہو جائے تاکہ لوگوں میں سے کوئی شخص اس کو بھڑکا نہ دے یہاں تک کہ اس سے گذر جائے۔

اس میں (۱) محرم کے لئے شکار کے (جانور کا گوشت) کھانے کا نکتہ ہے جبکہ اس کے لئے شکار نہ کیا جائے اور (۲) مشترکہ چیز کا ہبہ بخلاف قول امام ابوحنیفہؒ و ابن ابی لیلےٰ کے اور (۳) حضرت ابوبکر رضی اللہ کی فضیلت تمام صحابہ پر اور (۴) غائب کے مال کی حفاظت اور (۵) تقسیم کا کام کسی کے سپرد کرنا اور (۶) امام کا ہدیہ کو قبول کرنا +

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ودائع اور امانات کے بارہ میں

احکام ابن زیاد میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امین پر تاوان نہیں اور اہل علم نے کہا مگر یہ کہ اس میں تعدی کرے اور احکام کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ہاتھ کے ذمہ اس چیز کا واپس لوٹانا ہے جس پر اس نے قبضہ کیا ہے اور بعض علماء نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ امانت کا ضامن ہونا پڑتا ہے جس کی دلیل اللہ عزوجل کا یہ قول ہے کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانتدار کو ادا کر دو اور ابن سلام وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت کعبہ کی ولایت کے متعلق نازل ہوئی ہے جبکہ عباسؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کعبہ کی کنجی کے لئے درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانتدار کو ادا کر دو تو آپ نے کنجی عثمان بن طلحہ کو دے دی۔ ایک اور حدیث

ہیں ہے کہ شیبہ بن عثمان کو اور پہلا قول امام مالک کا قول ہے اور وہ زیادہ مشہور ہے اور روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ندا فرمائی کہ عثمان کہاں ہیں؟ تو حضرت عثمان بن عفانؓ سر اٹھا کر آپؐ کی طرف متوجہ ہوئے پھر آپؐ نے فرمایا عثمان بن طلحہ کہاں ہیں؟ اور عثمان بن طلحہ کوتاہ قد تھے بنی الحضرمی میں سے ایک آدمی نے ان کو اٹھا کر پیش کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو کنجی دے دی اور وہ نقاب ڈالے ہوئے تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو کنجی عطا کر کے فرمایا اے بنی ابی طلحہ اس کو سنبھالو ہمیشہ کے لئے تم پر اس کے لئے کوئی ظلم نہیں کرے گا مگر ظالم۔ ایک اور روایت میں ہے مگر کافر۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے سال ہوا ہے طلحہ ابی عثمان کا باپ تھا جس کو جنگ احد میں حضرت علیؓ نے مقابلہ میں قتل کیا تھا لہذا کنجی اس کی ام ولد سلافہ ام عثمان بن طلحہ کے پاس رہی ۔

امین کو قسم دینے کا مسئلہ جب امین امانت کے تلف ہو جانے کا دعوے کرے تو اس کو حلف اٹھوانے کے بارہ میں امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ حلف لیا جائے اگرچہ وہ امین ہی ہو اور امام مالکؒ کہتے ہیں کہ حلف نہ لیا جائے مگر جب کہ وہ بدنام ہو۔ ابن منذر نے اشراف میں کہا ہے کہ قسم لینا زیادہ صحیح اور زیادہ اچھا ہے۔ ابن نافع نے امام مالکؒ سے مبسوط میں روایت کیا ہے کہ جب قرض گیر دعوے کرے کہ مال سارا یا اس کا کچھ حصہ تلف ہو گیا تو اس سے حلف لیا جائے خواہ وہ بدنام ہو یا بدنام نہ ہو اور یہی قول ابن مواز کا ہے اور واضحہ میں ہے کہ اس سے حلف نہیں لیا جائے گا مگر یہ کہ بدنام ہو یا بددیانت ہو اور مبسوط میں ودیعت کے تلف ہونے کے بارہ میں ہے کہ اسی طرح اس سے بہرحال حلف لیا جائے۔ اسی طرح مدونہ میں ابن قاسم کا قول امام مالکؒ سے ہے کہ حلف لیا جائے خواہ بدنام ہو یا بدنام نہ ہو۔

اس مانگی ہوئی چیز کے ذمہ دار ہونے کا حکم جو غائب کی جا سکتی ہے

موطا میں امام مالکؒ سے مروی ہے وہ ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو معلوم ہوا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بعض عورتیں اپنی بستی میں اسلام لائیں اور وہ ہجرت نہ کریں

اور ان کے اسلام لانے کے وقت ان کے شوہر کافر ہوتے۔ ان عورتوں میں سے ایک ولید بن مغیرہ کی بیٹی ہے۔ وہ صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھی۔ فتح مکہ کے دن وہ اسلام لائی اور اس کا شوہر صفوان بن امیہ بھاگ گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اس کا چچیرا بھائی اور وہ وہب بن عمیر تھا اپنی چادر مبارک صفوان بن امیہ کے لئے امن کی نشانی کے طور پر دے کر بھیجا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور یہ کہ وہ آپ کے پاس آجائیں۔ پھر اگر وہ کسی امر پر راضی ہوں تو اس کو قبول فرمائیں گے۔ ورنہ ان کو دو ماہ تک کے لئے چلنے پھرنے کی اجازت دیں گے جب صفوان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آپ کی چادر کے ساتھ آئے تو لوگوں کے سامنے آپ کو پکار کر کہا۔ یا محمد! یہ وہب بن عمیر میرے پاس آپ کی چادر لے کر آیا اور اس نے بیان کیا کہ آپ نے مجھے اپنے پاس حاضر ہونے کے لئے بلایا ہے پس اگر میں کسی بات پر راضی ہوں تو آپ اس کو قبول فرمائیں گے۔ ورنہ آپ دو ماہ کے لئے چلنے پھرنے کی اجازت دیں گے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو وہب اُتر آؤ۔ انہوں نے کہا نہیں واللہ حتیٰ کہ آپ مجھے کھول کر بتا دیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ تم کو چار ماہ چلنے پھرنے کی اجازت ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ وسلم حنین میں ہوازن کے مقابلے پر نکلے تو صفوان بن امیہ کی طرف پیغام بھیجا (جس میں) اس سے آلات و اسلحہ بطور عاریت طلب فرمائے۔ صفوان نے کہا کہ بخوشی یا مجبوری؟ فرمایا بلکہ بخوشی۔ تو انہوں نے آپ کو آلات و اسلحہ جو ان کے پاس تھے عاریتاً دے دیئے۔

یحییٰ کی روایت میں ہے کہ پھر وہ واپس آگیا اور یہ غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ پھر وہ رسول اللہ کے ساتھ طائف اور حنین کی لڑائی میں گیا اور اسی طرح سب راویوں نے کہا، حالانکہ وہ کافر تھا اور ان کی بیوی مسلمان تھیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور ان کی بیوی میں تفریق نہیں کی یہاں تک کہ صفوان اسلام لائے اور ان کی بیوی اسی نکاح کے ساتھ ان کے پاس رہی اور ان دونوں

Marfat.com

کے اسلام میں تقریباً ایک ماہ کا فاصلہ تھا۔

مصنف عبدالرزاق میں بعض بنی صفوان بن امیہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صفوان سے دو قسم کی عاریتیں لیں۔ ایک ذمہ داری کے ساتھ دوسری بلا ذمہ داری اور اسیر وغیرہ میں ہے اور اس کو ابن شعبان نے ذکر کیا ہے کہ عاریت کی اشیاء ایک سو زرہیں تھیں مع ان اسلحہ کے جو اُن کے لئے کافی ہوں اور بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ بھی فرمائش کی کہ ان کو اٹھوا لے جانے کا کام بھی ہم لوگوں کی بجائے تو ہی کر دیں انہوں نے اس کی تعمیل کی اور کتاب نسائی میں ہے کہ ان کو تیس اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔

مؤطا کے سوا (دوسری کتابوں) میں ہے کہ صفوان بن امیہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا جبکہ آپؐ نے ان سے اسلحہ کی فرمائش کی کہ یا محمدؐ! کیا زبردستی؟ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ بطور عاریت جو قابل ادا ہے نہیں اس مسئلے میں کلام کرنے والوں کے نزدیک عاریت مستعیر کی ذمہ داری میں ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ اسے اس کے مالک کو ادا کر دے اور اگر وہ تلف ہو جائے اور اس کے تلف ہو جانے کا اس کو علم ہو تو ظاہر حدیث کی رو سے ذمہ داری ساقط نہیں ہوتی اور امام مالکؒ وغیرہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب عاریت کے تلف ہونے پر گواہی قائم ہو تو ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے پھر اگر وہ اس قسم کی چیز ہو جو غائب نہیں کی جا سکتی جیسے جانور، تو اس پر ذمہ داری نہیں اور اس کے تلف کے دعوے میں اس کی قسم کے ساتھ تصدیق کی جائے گی تاوقتیکہ اس کا جھوٹ ظاہر نہ ہو۔

مصنف ابی داؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صفوان کیا تمہارے پاس کچھ ہتھیار ہیں؟ انہوں نے کہا کیا زبردستی یا عاریت؟ فرمایا بلکہ عاریت تو انہوں نے آپ کو تیس سے چالیس زرہوں تک بطور عاریت دیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حنین کی جنگ کی جب مشرک شکست کھائے ہوئے تو صفوان کی زرہیں جمع کی گئیں۔ ان میں سے کچھ زرہیں گم ہو گئیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صفوان

Marfat.com

سے فرمایا تمہاری زرہوں سے کچھ زرہیں ہم کو ملتی نہیں۔ تو کیا تم کو ہم جرمانہ ادا کریں انھوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ کیونکہ آج میرے دل کی وہ کیفیت ہے جو اس روز نہ تھی اور ابوداؤد نے کہا کہ انھوں نے آپ کو وہ (زرہیں) اپنے اسلام لانے سے پہلے عاریت دی تھیں۔

اصیلی کی (کتاب) دلائل میں ہے کہ ذمہ داری اس عاریت میں ہے جو غائب کی جا سکے اور اس کا تلف ہونا مخفی ہو پس اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے تلف ہونے کا سبب مستعیر نہیں تو اس پہ ذمہ داری نہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاریت میں ذمہ داری نہیں خواہ اس کا تلف ہونا مخفی ہو یا مخفی نہ ہو اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ عاریت پہ بہرحال ذمہ داری ہے۔

عاریت کے مضمون ہونے کے دلائل اور ان کا رد

اگر کہا جائے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہاتھ جس چیز کو لے اس کا واپس دینا اس کے ذمہ ہے تو کہا جائے گا کہ یہ حدیث حسن سے روایت کی جاتی ہے وہ سمرہ سے روایت کرتے ہیں اور حسن کا سمرہ سے روایت کرنا بھی ناقابل حجت ہے کیونکہ حسن عاریت کا زیر ذمہ داری ہونا تسلیم نہیں کرتے اور اگر کہا جائے کہ صفوان کی حدیث میں ہے کہ عاریت زیر ذمہ داری تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہ لفظ ثابت بھی ہو جائیں تو اس سے عاریت کا اس طرح زیر ذمہ داری ہونا لازم نہیں آتا جیسے کہ امام شافعیؒ کا زعم ہے۔ بے شبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا صفوان سے عاریت لینا صفوان کے مسلمان ہونے سے پہلے تھا پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے عاریت کی ذمہ داری اپنے اوپر لازم فرمائی کیونکہ صفوان کے لئے آپ کا ایفائے عہد داخل مصلحت تھا اور اس لئے کہ آپ نے ان سے وہ اقرار کیا جو اپنی ذات پہ لازم کیا تھا اور جو بات کفار کے لئے لازم ہو اس کے ساتھ احکام دین میں استدلال نہیں کیا جاتا۔

قاسم بن اصبغ ابن وضاح سے روایت کرتے ہیں وہ سحنون سے وہ ابن وہب سے وہ ابن قیس سے وہ حمزہ بن ابی حمزہ ضبی سے جو اس حدیث کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص لوگوں کے محلے میں ان کے اذن سے گھر بنا لے پھر وہ اس کو نکالنا چاہیں تو اس گھر کی قیمت

Marfat.com

لینا اس کا حق ہے اور جو شخص لوگوں کے محلے میں ان کے اذن کے بدون گھر بنالے تو اس کو صرف ملبہ اُٹھا لینے کا حق ہے اور عمرو بن قیس اور حمزہ ضبی پہ جسح کی گئی ہے ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم وراثت کے مالوں میں

معانی القرآن نحاس میں ہے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے روایت کیا کہ سعد بن ربیع کی عورت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا شوہر آپ کی معیت میں قتل ہو گیا اور آج یہ حالت ہے کہ عورتوں کے ساتھ نکاح صرف مال کے لئے کیا جاتا ہے اور یہ کیفیت ہے کہ میرا خاوند اپنے بعد مجھے اپنی دو لڑکیوں کو اور اپنے باپ کو چھوڑ گیا ہے اور باپ نے سب مال سنبھال لیا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور حکم دیا کہ اس کو آٹھواں حصہ دے اور بیٹیوں کو دو تہائی اور باقی تیرا ہے۔

محمد بن سحنون نے اپنی تالیف کتاب الفرائض میں کہا ہے کہ اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا حضور کو معلوم ہے کہ عورتوں کے ساتھ نکاح ان کے مالوں کی وجہ سے کئے جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں بیٹیوں کو دیکھ رہا ہے اور اگر چاہے گا تو ان کے بارے میں (حکم) نازل فرما دے گا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی روز توقف نہ فرمایا۔ اس کے بعد سعد کی بیوی کو بلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیٹیوں کے بارہ میں (حکم) نازل فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساءً فوق اثنتین فلہن ثلثا ما ترک (النساء رکوع ۲) تمہاری اولاد کے حصوں کے بارے میں اللہ تم سے کہے دیتا ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ (دیا کرو) پھر اگر لڑکیاں دو یا دو سے زیادہ

لہ عورت کی عرض کا مطلب یہ تھا کہ یتیم بچیاں نیست و نابود ہو گئیں اور بے مال و نادار لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرنا کوئی پسند نہیں کرے گا +

ہوں تو ترکہ میں ان کا حصہ دو تہائی ہے (النساء رکوع ۲)

اسلام میں تقسیم میراث کا پہلا واقعہ | پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیوی کو آٹھواں حصہ دونوں بیٹیوں کو دو تہائی اور باپ کو باقی ماندہ مال دے دیا راوی نے کہا کہ یہ میراث پہلی ہے جو اسلام میں تقسیم کی گئی جو سعد بن ربیع انصاری کی میراث ہے مجھ کو سحنون نے اس کی خبر دی انہوں نے ابن وہب سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہ سعد کی بیوی نے اور بخاری میں ہے کہ کہا ہذیل بن شرحبیل نے کہ ابو موسیٰ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کے بارہ میں جو وفات پا گیا اور ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑ گیا تو انہوں نے کہا بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے نصف ہے اور تم ابن مسعود کے پاس جاؤ امید ہے کہ وہ بھی میرے قول کے ساتھ اتفاق کریں گے۔ ابن مسعود سے پوچھا اور ابو موسےٰ کے قول سے اطلاع دی انہوں نے کہا کہ اگر میں بھی ایسا ہی فیصلہ کر دوں تو سمجھئے کہ میں گمراہ ہو گیا اور ان لوگوں میں نہ رہا جو راہ راست پر ہیں میں ان میں وہ فیصلہ کرتا ہوں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیٹی کے لئے نصف پوتی کے لئے چھٹا حصہ تاکہ اس سے دو ثلث پورے ہو جائیں اور باقی ماندہ بہن کے لئے پھر وہ ابو موسےٰ کے پاس آئے اور ان کو ابن مسعود کے قول سے مطلع کیا تو انہوں نے کہا جب تک یہ عالم تم میں موجود ہیں مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو۔

عصبات بخاری اور مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقرر حصے ان کے حقداروں کو پہنچاؤ۔ پھر جو بچے وہ زیادہ قریبی شخص کے لئے ہے جو مرد ہو۔ اور اہل علم کے نزدیک اس کے معنے وہ عصبہ ہیں جو بحالت مرد ہونے کے ہی ورثہ پا سکتے ہیں۔ جیسے پھوپھیاں چچے بھائیوں کی اولاد چچوں کی اولاد پس ما بقی لینے والے ان میں سے صرف مرد ہیں نہ کہ عورتیں لیکن اگر میت ایک بیٹی اور ایک حقیقی بہن اور ایک حقیقی بھائی چھوڑے۔ تو بیٹی کے لئے نصف ہے اور نصف بھائی بہن میں ہے اس حساب سے کہ مرد کے لئے دو عورتوں کے حصوں کے برابر ہو۔ اور اسی طرح بیٹی اور علاتی بھائی بہن۔ اس میں بھی جواب یکساں ہے۔ یہاں یہ نہیں کہا جاتا کہ مرد اپنی بہن سے مقدم ہے۔

بہن کا حصہ بخاری و مسلم کے علاوہ (دوسری کتابوں) میں ابن عباس اور ابن زبیر سے بیٹی اور بہن کے بارہ میں مروی ہے کہ دونوں نے کہا بیٹی کے لئے نصف اور عصبہ کے لئے نصف ہے اور بہن کے لئے کچھ نہیں ابن عباس کو کہا گیا کہ ابن عمر بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے نصف ٹھہراتے تھے تو ابن عباس نے کہا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ۔ معمر نے کہا ہے میں سمجھ نہ سکا کہ اس کی وجہ کیا ہے حتیٰ کہ میں ابن طاؤس کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے اپنے والد سے خبر دی کہ انہوں نے ابن عباس کو یہ کہتے سنا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اگر ایک شخص ہلاک ہو جائے اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کے لئے ترکہ کا نصف ہے۔ ابن عباس نے کہا کہ تم کہتے ہو کہ اس کے لئے نصف ہے اگرچہ اس کے اولاد ہو۔ ابن طاؤس نے کہا میرے والد ابن عباس سے وہ ایک شخص سے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارہ میں کچھ روایت کرتے تھے اور طاؤس اس شخص پر مطمئن نہ تھے۔ اس کے متعلق شک کرتے تھے پس اخت کے بارہ میں کچھ نہیں کہتے تھے۔

دادیوں نانیوں کا حصہ موطا میں ابن شہاب سے مروی ہے وہ عثمان بن ابی اسحاق بن خرشہ سے وہ قبیصہ بن ذویب سے کہ انہوں نے کہا ایک دادی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس ان سے اپنے ورثہ کا سوال کرنے آئی۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کتاب اللہ میں تیرے لئے کچھ نہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تیرے لئے مجھے کچھ معلوم نہیں تو واپس چلی جا حتیٰ کہ میں لوگوں سے پوچھوں چنانچہ انہوں نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا (ایک بڑھیا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئی تھی تو آپ نے اس کو چھٹا حصہ عطا فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا تو محمد بن مسلمہ انصاری کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بھی وہی بات کہی جو مغیرہ نے کہی تھی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے لئے حصہ قائم کر دیا۔ پھر ایک اور دادی حضرت عمرؓ کے پاس اپنے ورثہ کا سوال کرنے آئی تو انہوں نے فرمایا تیرے لئے کتاب اللہ میں کچھ نہیں اور جو فیصلہ ہوا ہے وہ تیرے سوا دوسری کے لئے ہی ہوا ہے میں

فرائض میں کچھ زیادہ نہیں کر سکتا لیکن وہ صرف چھٹا حصہ ہے پس اگر تم دونوں اس میں جمع ہو جاؤ تو تم دونوں کے لئے ہے اور جونسی تم میں اکیلی اس کو پائے تو اس کے لئے ہے۔ مصنف عبد الرزاق میں منصور سے مروی ہے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حدیث بیان کی گئی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دادیوں کو چھٹا حصہ عطا فرمایا۔ میں نے ابراہیم سے پوچھا وہ کون کون تھیں؟ کہا ایک اس کے باپ کی نانی ایک اس کے باپ کی دادی ایک خود اس کی نانی ؞

حقیقی اور علاتی بھائی بہنیں

محمد بن سحنون کے دیوان کی کتاب الفرائض میں ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حدیث بیان کی ابو محمد بن عمر نے ابن جریج سے انہوں نے عمرو بن شعیب سے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ حقیقی بھائی علاتی بھائی سے اولیٰ ہے پھر علاتی بھائی حقیقی بھائی کے بیٹے سے اولیٰ ہے پھر جب باپ اور ماں کے بیٹے اور باپ کے بیٹے ایک ہی درجہ پر اور ایک ہی نسب سے ہوں تو باپ اور ماں کے بیٹے باپ کے بیٹوں سے اولیٰ ہیں اور جب باپ کے بیٹے باپ اور ماں کے بیٹوں سے باپ کے ساتھ بلند رتبہ ہوں تو باپ کے بیٹے اولیٰ ہیں اور جب نسب میں برابر ہوں تو باپ اور ماں کے بیٹے باپ کے بیٹوں سے اولیٰ ہیں۔ راوی نے کہا اور فیصلہ دیا کہ حقیقی چچا علاتی چچا سے اولیٰ ہے اور علاتی چچا حقیقی چچا کے بیٹوں سے اولیٰ ہے پھر جب باپ اور ماں کے بیٹے اور باپ کے بیٹے ایک ہی درجہ میں ایک ہی نسب سے ہوں تو باپ اور ماں کے بیٹے باپ کے بیٹوں سے اولیٰ ہیں اور بھائی کے ساتھ اور بھتیجے کے ساتھ چچا اور چچا کا بیٹا ورثہ نہیں پاتے اور فیصلہ فرمایا کہ جس کے عصبے اکیلے ہوں تو ان کے لئے اس کی میراث فرائض کے مطابق ہوگی جو کتاب اللہ میں ہیں۔ محمد بن سحنون نے کہا کہ یہ حدیث علماء کے نزدیک مجمع علیہ ہے ؞

ماموں کا ورثہ

حماد بن سلمہ نے روایت کیا ہے کہ ثابت بن وحداح مر گیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن عدی سے پوچھا کیا تم عرب میں اس کی نسب جانتے ہو انہوں نے عرض کیا۔ نہیں۔ بے شک عبد المنذر نے اس کی بہن سے نکاح کیا تو اس سے ابو لبابہ پیدا ہوا۔ وہ اس کا بھانجہ ہے۔ محمد بن نصر مروزی کی

Marfat.com

کتاب سے ابوامامہ بن سہیل بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کسی آدمی کے تیر مارا اور اسے مار ڈالا اور اس کا کوئی وارث نہ تھا۔ مگر اس کا ایک ماموں۔ تو یہ واقعہ ابوعبیدہ بن الجراح نے حضرت عمرؓ کی طرف لکھا حضرت عمرؓ نے لکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اس کا رسولؐ اس شخص کے حقدار ہیں جس کا کوئی حقدار نہ ہو اور ماموں اس شخص کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

حدیث بیان کی ہم سے وکیعؒ نے ابوخالد سے انہوں نے شعبی سے کہ حضرت حمزہؓ کی بیٹی کا ایک آزاد کردہ غلام مر گیا اور اس نے ایک بیٹی اور حضرت حمزہؓ کی بیٹی (وارث) چھوڑیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیٹی کو نصف اور حضرت حمزہؓ کی بیٹی کو نصف عطا فرمایا شعبی کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ یہ واقعہ فرائض (کے احکام نازل ہونے) سے پہلے کا ہے یا بعد کا اور حضرت حمزہؓ کی بیٹی کو حضرت علیؓ مکہ سے ۷ھ میں عمرۃ القضا کے سال لائے تھے اور فرائض جنگ احد سے تھوڑا عرصہ بعد نازل ہوئے ہیں۔ ابن ابی النضر نے کہا کہ بعض کا قول ہے کہ جب وہ مکہ سے آئیں تو نابالغ تھیں پس اگر ایسا ہی ہوا ہے تو ان کا بالغ ہو جانا اور غلام کو آزاد کرنا اور اس کے آزاد کردہ غلام کا اس مدت میں نزول فرائض کے بعد مر جانا ممکن ہے اور اس میں اس شخص کی تردید ہے جو اس کے ردّ اور شہ کے ساتھ وارث بناتا ہے اور روایت کیا گیا ہے کہ وہ آزاد کردہ غلام حمزہؓ کا تھا اور صحیح یہ ہے کہ وہ ان کی بیٹی کا تھا۔

عورت کی وراثت واثلہ بن الاسقع یعنی ابوصافہ نے روایت کیا ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ عورت تین ورثے پاتی ہے اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کا۔ لاوارث پڑے ہوئے بچے کا جو اس کا (پرورش کردہ) ہو۔ اپنے اس بچے کا جس کے لئے اس نے اپنے شوہر کے ساتھ لعان کیا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم حرامی بچہ کے بارہ میں

ابن نصر مروزی کی کتاب میں ہے کہ اہل عراق و حجاز و شام و مصر اس بات پر متفق ہیں کہ زانی کے ساتھ

Marfat.com

نسب ملحق نہیں ہوتی اور اسحاق بن راہویہ اس طرف گئے ہیں کہ زنا کا بچہ جب اس شخص کے فراش پر پیدا نہ ہوا ہو جس کے فراش پر پیدا ہونے کا اسے دعوے ہے تو وہ اس کا وارث نہیں جب زانی اس کا دعوے کرے تو اس کے ساتھ منسوب کیا جائے گا اور انہوں نے اس پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تاویل کی ہے کہ بچہ فراش کے لئے ہے اور زنا کار کے لئے پتھر ہے اور اس روایت سے انہوں نے دلیل پکڑی ہے جو حسن سے ایک آدمی کے بارے میں مروی ہے۔ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا پس اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اس شخص نے اس بچہ کا دعوی کیا۔ فرمایا کہ اس شخص کے درے لگائے جائیں اور بچہ اس سے متعلق کر دیا جائے۔

عروہ اور سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ ان دونوں نے کہا جو شخص کسی بچے کی طرف گذرے یہ کہتا ہوا کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور اس نے اس کی ماں کے ساتھ زنا کیا ہے اور کوئی دوسرا شخص اس لڑکے کا مدعی نہ ہو تو وہ اس کا وارث ہو گا اور سلیمان نے دلیل یہ پکڑی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب جاہلیت کی اولاد کو ان لوگوں سے متعلق کر دیتے تھے جو اسلام میں ان کا دعوے کرتے تھے۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ عمرو بن شعیب نے کہا مصنف ابی داؤد میں اتنا زیادہ ہے کہ اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ کی موت کے بعد اس کا مولود ہونے کا دعوے کرے اور متوفی کا وارث بھی اس کو تسلیم کرے تو رسول اللہؐ نے فیصلہ کیا کہ اگر وہ اس کی مملوکہ لونڈی سے ہو تو وہ اسی کا ہے جس کا وہ ہونا چاہتا ہے اور باپ کی میراث سے اس کے لئے کوئی شے نہیں ہے ہاں اگر ساتھ شامل کرنے والا اپنے حصہ میں سے کچھ دے دے تو اور بات ہے اور اگر وہ اس کی مملوکہ لونڈی سے نہ ہو بلکہ آزاد عورت سے ہو تو اس کو میراث سے کچھ نہ ملے گا۔

قیافہ شناسوں کے متعلق

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس تشریف لائے تو آپ کے چہرہ مبارک کے خطوط درخشاں تھے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مجزز

نے ابھی زید بن حارثہؓ اور اسامہ بن زید کی طرف دیکھا اور ان دونوں پر کمبل تھا جس سے دونوں نے اپنے سر ڈھک رکھے تھے۔ صرف پاؤں ظاہر تھے تو اس نے کہا یہ قدم باپ بیٹے کے ہیں۔

مروزی کی کتاب اختلاف العلماء سے منقول ہے کہ جو حضرات قیافہ شناسوں کے اور ان کے فیصلہ کے قائل ہیں وہ امام مالکؒ اور لیثؒ اور اوزاعیؒ اور امام شافعیؒ اور احمدؒ اور اسحاقؒ ہیں اور امام شافعیؒ نے اس کے ہم معنی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا اثبات فرمایا ہے اس کا انکار نہیں کیا اگر یہ علم غلط ہوتا تو ضرور انکار فرماتے کیونکہ اس میں محصنہ عورتوں پر تہمت اور نسبوں کا انکار ہے۔

اصیلی کے دلائل میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ بن ابیطالب جب یمن میں تھے تو تین شخص ان کے پاس لائے گئے جو ایک بچے کے دعوے میں مشترک تھے آپ نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور جس کے نام قرعہ پڑا اس کو اپنے ساتھیوں کیلئے دو تہائی قیمت کا ذمہ دار ٹھہرایا اور بچہ اسکے سپرد کیا حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اپنے فیصلے کی خبر دی تو آپ نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے

مصنف ابی داؤد میں ہے اور اس کی مثل محمد بن نصر مروزی کی کتاب سے منقول ہے کہ یحیٰی بن ابی کثیر نے عکرمہ سے روایت کی ہے انہوں نے ابن عباس سے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مکاتب بارہ میں جس کو قتل کیا گیا اتنی مقدار میں آزاد کی دیت کا فیصلہ فرمایا جس قدر حصہ اس سے آزاد کیا جا چکا تھا اور ابن عباس نے فرمایا کہ مکاتب پر مملوک کی حد قائم کی جاتی ہے اور حماد بن زید سے روایت ہے وہ ایوب سے وہ عکرمہ سے وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مکاتب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قتل کیا گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ جس قدر اس کی کتابت وہ ادا کر چکا ہے اس کے حساب سے حر کی دیت دی جائے اور جس قدر حصہ اس کا غلامی میں ہے اسکے حساب سے غلام کی دیت دی جائے اور اسی طرح مصنف ابی داؤد میں آیا ہے کتاب ابن نصر میں سفیان بن عیینہ سے وہ عمرو بن دینار سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مر گیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلقین میں کوئی نہ پایا مگر ایک غلام جس کو اس نے آزاد کیا تھا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی میراث اسے دے دی۔

Marfat.com

حدیث بیان کی ہم سے عبدالرزاق نے ابن جریج سے انہوں نے عمرو ابن دینار سے کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنا کوئی وارث نہیں چھوڑا تھا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تلاش کرو۔ تو ان کو کوئی پتہ نہ ملا جو اسکا وارث ہوتا اس پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ میراث اس شخص کو دیدی جس کو مرنے والے نے آزاد کیا تھا اور اسی پر حضرت عمرؓ بن خطابؓ نے فیصلہ کیا اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حبشہ کے ایک شخص کی میراث کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو یہاں جو کوئی حبشہ کے مسلمانوں میں سے ہو تو اسکی میراث اسکو دے دو اور مصنف عبد الرزاق میں عمرو بن شعیب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ جو شخص حلیف ہو جس سے جاہلیت میں حلف لیا گیا ہو تو وہ اپنے حلف پر ہے اور اس کے لئے دیت سے حصہ ہے اور اس سے دیت کا حصہ وہ شخص بھی لے گا جس کے ساتھ اس نے حلف کیا ہے اور اس کی میراث اس کے عصبوں کے لئے ہے اور کہا ہے کہ اسلام میں حلف نہیں۔ لوگوں نے جاہلیت کے حلف سے کام لیا ہے کیونکہ اللہ تعالٰی نے اسلام میں اس کو زیادہ سختی ہی دی ہے ۔

مصنف عبد الرزاق میں ابن جریج سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو حسین کو یہ کہتے سنا ہے کہ ایک شخص نے اپنے باپ کے خلاف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں مقدمہ دائر کیا اور کہا میرا باپ میرا مال کھا رہا ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کے ہیں پھر اس کے لئے (یعنی باپ کے لئے) اس کا یعنی مال کھانے کا حکم صادر فرمایا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (باپ کو) فرمایا اس کے ساتھ جاؤ پھر اگر یہ تم سے انکار کرے تو مجھے مطلع کرو میں تم کو اس کے مقابلہ میں مدد دوں گا ۔۔

عبدالرزاق نے ہم سے حدیث بیان کی ان سے ابن جریج نے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی مجھ کو عبد الکریم نے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ مجھ سے میرا مال مانگتا ہے فرمایا تو اسے دے دو۔ اس نے کہا وہ تو چاہتا ہے کہ میں اس کے لئے اس سے دستبردار ہو جاؤں۔ فرمایا تو اس کے لئے اس سے دستبردار ہو جا۔ راوی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو اور اگر وہ تم سے یہ تقاضا کریں کہ ان کے لئے اپنی دنیا سے نکل جاؤ تو ان کے لئے اس سے (بھی) نکل جاؤ ۔۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ذوی الارحام کی میراث میں

مصنف عبدالرزاق میں معمر سے روایت ہے وہ زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا پھر آپ سے سوال کیا کہ خالہ اور پھوپھی؟ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح بار بار کہتے رہے کہ خالہ اور پھوپھی! آپ ان کے بارہ میں وحی کے منتظر تھے ان کے بارہ میں کچھ نازل نہ ہوا پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے بارہ میں کچھ نازل نہیں ہوا۔ ایک اور حدیث میں صفوان بن سلیم سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ایک آدمی نے اپنی خالہ اور پھوپھی چھوڑی تو ان کے لئے کیا حصہ ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی ایک شخص نے اپنی خالہ اور پھوپھی چھوڑی تو اس کے بارے میں کچھ نہ فرمایا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لئے کچھ نہیں۔ ایک اور حدیث میں معمر ابن طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں سنا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور اس کا رسول اس شخص کے والی ہیں جس کا کوئی والی نہ ہو اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ اس کو عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا سے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

بیہقی کے دلائل میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پھوپھی اور خالہ کے ورثہ کے بارہ میں پوچھا گیا جبکہ آپ اونٹ پر سوار ہو کر بنی عمرو بن عوف کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹ کو روکو پھر اپنا سر اٹھایا پھر کہا الٰہی ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنی پھوپھی اور اپنی خالہ چھوڑی پھر دوسری دفعہ میں فرمایا۔ سائل کہاں ہے؟ ان دونوں کے لئے کچھ نہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا تو تھوڑی دیر چپ بیٹھے رہے پھر فرمایا مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے بیان کیا کہ ان دونوں کے لئے کوئی حصہ نہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم قاتل کو میراث سے محروم کرنے پر

ابو محمد بن ابی زید نے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قاتل کو اس بنا پر کہ اس نے قتل کا ارتکاب کیا ہے میراث سے محروم کر دیا تو بعض کے لئے عورت کو میراث سے محروم کر دینا ممنوع ہو گیا جب تک کہ اس کی

عدت سے کچھ باقی نہ رہے اس بنا پر کہ اس نے طلاق واقع کی ہے۔

ان کے سوا دوسروں نے کہا ہے کہ عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاتل کے لئے میراث سے کچھ نہیں امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب اس کو غلطی سے قتل کرے تو مال کا وارث ہوگا اور دیت کا وارث نہ ہوگا اور جب عمداً قتل کرے تو نہ مال سے وارث ہوگا نہ دیت سے اور اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ قتل عمد کا مرتکب مقتول کے مال سے کسی چیز کا وارث نہیں ہوتا نہ اس کی دیت سے اختلاف تو صرف قتل خطا میں ہے جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم مسلمان کی وصیت میں جس پر نصرانی شاہد ہو اور غلام کے بارہ میں جس کے کان کاٹے جائیں اور صلح میں دیئے ہوئے قطعہ زمین کے بارہ میں اور اس شخص کے بارہ میں جو اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو پائے

تفسیر ابن سلام میں کلبی نے کہا کہ ایک شخص بنی سہم کا آزاد کردہ غلام تھا وہ تجارت کے لئے روانہ ہوا اور اس کے ساتھ تمیم داری اور ایک آدمی اور تھا۔ وہ دونوں نصرانی تھے جب سہمی مرنے کے قریب ہوا تو اس نے ایک وصیت لکھی اور اس کو اپنے اسباب میں رکھ لیا پھر اس کو ان دونوں کے سپرد کر دیا اور کہا کہ اس کو میرے متعلقین کے پاس پہنچا دینا پس وہ دونوں ادھر روانہ ہوئے جدھر ان کو جانا تھا اور اس شخص کے اسباب کو اس کے مرنے کے بعد ٹٹولا تو جو چیز اس میں سے ان کو پسند آئی وہ لے لی پھر وہ اس مال کو میت کے متعلقین کے پاس لائے جب ان لوگوں نے مال کی پڑتال کی تو بعض چیزیں جو ان کا آدمی ساتھ لے گیا گم پائیں اور وصیت کو پڑھا تو اس میں پورا مال لکھا پایا تمیم اور اس کے ساتھی کے ساتھ گفتگو کی۔ پوچھا کیا ہمارے آدمی نے کوئی چیز فروخت کی؟ ان دونوں نے کہا نہیں۔ پوچھا کیا وہ بیمار ہوا اور اس کی بیماری طوالت پکڑ گئی تھی کہ اس نے اپنے آپ پر خرچ کیا تو انہوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں کہ اس کی وصیت میں کیا لکھا ہے۔ ہاں اس نے ہمارے سپرد مال کیا ہم نے وہ آپ کو پہنچا دیا تو ان لوگوں نے یہ معاملہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیش کیا پس یہ آیت نازل ہوئی اگر تم کہیں کو سفر کرو اور حالت سفر میں تم پر موت کی مصیبت آپڑے تو ان دو گواہوں کو

نماز کے بعد روک لو (المائدہ ۶ ۱۰۶) تو ان دونوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس نماز عصر کے بعد حلف اُٹھایا پھر انکو چھوڑ دیا گیا پھر تمیم کے پاس ایک چاندی کا منقش برتن جس پر سونے کا ملمع تھا دیکھا گیا دلائل میں کہا ہے کہ وہ مکہ میں پایا گیا اور دوسروں نے کہا کہ وہ ہزار درم کے عوض فروخت کیا گیا تو پانسو درم تمیم نے اور پانسو عدی بن براء نے لے لئے۔ لوگوں نے کہا یہ ہمارے آدمی کا برتن ہے جس کو وہ سفر میں اپنے ساتھ لے گیا تھا اور تم نے بیان کیا کہ اس نے کچھ نہیں بیچا اور نہ فروخت کیا۔ ان دونوں نے کہا اس کو ہم نے اس سے خریدا تھا اور تم کو بتانا ہم بھول گئے پس دونوں کا معاملہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیش کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی پھر اگر گواہی دینے پیچھے معلوم ہو جائے کہ دونوں گواہ حلف دروغی کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان کی تردید پر ان کی جگہ دوسرے دو گواہ ان لوگوں میں سے گواہی دینے کھڑے ہو جائیں جن کا حق دبانا چاہا تھا جو قریبی رشتہ دار ہوں پھر اللہ کی قسم کھائیں کہ پہلے دو گواہوں کی گواہی سے ہماری گواہی زیادہ معتبر ہے اور ہم نے زیادتی نہیں کی ایسا کیا گیا ہو تو ہم ظالم ٹھہریں گے (المائدہ ۶ ۱۰۷) پھر میت کے اولیاء میں سے دو آدمی کھڑے ہوئے اور وہ عبداللہ بن عمرو اور مطلب بن ابی وداعہ تھے اور انہوں نے حلف اُٹھایا کہ جو کچھ اس کی وصیت میں درج ہے حق ہے اور تمیم اور اس کے ساتھی نے اس میں خیانت کی ہے پس تمیم اور اس کا ساتھی اس کی وصیت کی موجودات کے بدلے ماخوذ کئے گئے۔

اور زجاج کے معانی قرآن میں روایت ہے کہ انصار میں ایک آدمی تھا جس کو ابو طعمہ کہتے تھے اس نے ایک زرہ چرائی اور آٹے کی بوری میں رکھ لی۔ بوری پھٹی ہوئی تھی۔ اس کی چوری کی جگہ سے اس کے گھر تک آٹا گرتا چلا گیا گمان کیا گیا کہ وہی زرہ کا چور ہے اس کی تحقیقات کی گئی تو وہ زرہ کو یہودیوں میں سے ایک آدمی کے پاس لے گیا اور اسکے پاس اسکو امانت رکھدیا پھر اپنی برادری کی طرف گیا اور ان سے کہا کہ تم پر یہ زرہ کی تہمت لگائی گئی ہے اور اسکا سراغ لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ یہودی کے پاس ہے اور یہ کہ اس کا چور یہودی ہے۔ انصار کی برادری کے لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے التجا کی کہ آپ اس کی طرف سے ان لوگوں سے عذر خواہی و امداد فرماویں اور انکو بتلایں کہ زرہ یہودی نے چرائی ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف سے عذر خواہی کا ارادہ فرمایا اتنے میں اللہ نے

آپکی طرف وحی بھیجی اور آپ کو انصاری کی کارستانی سے آگاہ کیا کہ وہ خائن ہے اور اسکی حمایت میں جھگڑنے سے آپ کو منع فرمایا اور اس ارادہ سے استغفار کرنیکا حکم دیا اور یہ کہ اللہ نے اپنی کتاب میں جو حکم نازل فرمایا ہے اس پر فیصلہ دیں چنانچہ فرمایا: "اور ایسے لوگوں کی طرف سے آپ مت جھگڑیں جو اپنے نفسوں سے خیانت کرتے ہیں" یعنی ابو طعمہ اور اسکی برادری کے وہ لوگ جو اسکی مدد کرتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ وہ چور ہے اور روایت کیا گیا ہے ابو طعمہ مکہ کی طرف بھاگ گیا اور اسلام سے مرتد ہو گیا اور مکہ میں ایک دیوار میں نقب لگائی تاکہ گھر والوں کا مال چرائے تو دیوار اس پر گر پڑی جس نے اس کو مار ڈالا۔

مصنف ابی داؤد میں ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے احمد بن حنبل نے وہ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے معاذ بن ہشام نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابی نضرہ سے انہوں نے عمران بن حصین سے کہ محتاج لوگوں کے ایک غلام نے متمول لوگوں کے ایک غلام کا کان کاٹ ڈالا۔ اسکے مالک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے ان (فریق ثانی کے) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم محتاج لوگ ہیں تو آپ نے اس غلام پر کچھ تاوان نہیں لگایا۔

ابو عبید کی کتاب میں ہے کہ ابو عبید نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ ابیض بن حمال مازنی نے آپ سے علاقہ مآرب میں برف کے پانی کیلئے درخواست کی کہ بطور جاگیر عطا فرمایا جائے آپ نے اسکو عطا فرما دیا جب وہ واپس جانے لگا تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کو معلوم ہے کہ اس نے کیا چیز بطور جاگیر لی ہے اس نے تو آب شیریں لیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ پس آپ نے اس سے واپس لے لیا۔

مؤطا میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بلال بن حارث کو جاگیر عطا فرمائی۔ ابن سحنون کی کتاب میں ہے اور اسکو ابن ابی زید نے نوادر میں ذکر کیا ہے کہ وہ کسی کی ... تھی اور جنگل میں تھی۔ اصیلی نے کہا وہ مدینہ کے قریب ہے اور داخل ملک ہے۔

بدچلن عورت کے بارے میں فیصلہ

مصنف ابی د... اور واضحہ میں ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ میری عورت کسی چھونے والے کے ہاتھ کو رد نہیں کرتی تو آپ نے فرمایا اسکو طلاق دے دے اور مصنف میں ہے اس کو نکال دے تو اس نے عرض کیا میں ڈرتا ہوں کہ میرا جی اسکے پیچھے چلا جائے اور واضحہ میں ہے کہ میں اسکے بغیر صبر نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس سے فائدہ اٹھاتا رہ۔ (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۸۱ پر)

سعد بن عبادہؓ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا حضورؐ یہ بتائیں کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پاؤں تو اسکو قتل کر ڈالوں یا مہلت دوں تاکہ چار گواہ لاؤں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ کہتے کہتے رُک گئے کہ تلوار کا شاہد ہونا کافی ہے اس کے بعد فرمایا اگر غیر تمند اور بے قابو آدمی تتابع نہ کرنے لگے ابو عبید نے کہا ہے کہ تتابع سے مراد اندھا دھند کسی پر آگرنا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم کتّوں کے بارہ میں

ابن زیاد قاضی کے احکام میں ہے کہ انکی طرف کسی قاضی نے خط لکھا جس میں ان سے کتّوں کے بارے میں سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو توفیق دے ہمکو وہ بات سمجھائیں جس سے اُن کتّوں کے معاملہ پر روشنی پڑے جو بستیوں میں پالے جاتے ہیں کیونکہ اکثر اذیت پہنچاتے اور کاٹتے ہیں اور بچوں کو ایسے زخم پہنچاتے ہیں جو مضر ہوتے ہیں اور بارہا جناب کے پاس اسکی شکایت پہنچی ہے اور مبتلا ہونے والوں کی شکایت بہت زیادہ ہوگئی تو انکی طرف (جواباً) لکھا کہ اس بارہ میں جو بات واجب ہے اللہ قاضی صاحب کو توفیق دے یہ ہے کہ کتّوں کے قتل کا حکم دیدیں مگر وہ جو شکار کیلئے ہوں یا کھیتی کی حفاظت کیلئے جو کوئی ریوڑ کے یا کھیتی کے کتّے کے علاوہ کتا پالے اللہ اسکے اجر سے ایک قیراط گھٹا دیتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے کتّوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا اور ایکمرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کتّوں کے مارنے کا حکم فرمایا تو وہ شخص جس کو یہ حکم دیا گیا تھا ایک اندھی بڑھیا کے گھر پہنچا جس کا ایک کتّا تھا۔ اس نے اسکو مار ڈالنا چاہا۔ عورت مانع ہوئی اور کہا میں جیسے کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے اندھی ہوں وہ مجھ سے درندوں کو دور کرتا ہے اور مجھکو اذان سے آگاہ کرتا ہے تو وہ شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اس بڑھیا کے معاملہ کی آپکو اطلاع دی آپ نے اسکے قتل کا حکم دیا اور اس عورت کے عذر پر جو اس نے پیش کیا تھا توجہ نہیں فرمائی۔ بھیر محمد بن عمرو بن لبابہ اور حاضرین اہل علم نے اس پر فتویٰ دیا۔

لہ (حاشیہ صفحہ ۱۸۶) لا تمنع ید لامس کا ظاہری مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت بدچلن ہے غیر آدمی اسکو بدنیتی سے چھیڑے تو بُرا نہیں منانی مگر پھر اس پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ شوہر ایسا بھی کیا بے غیرت تھا جو پھر بھی کہتا ہے کہ میں اسکی جدائی برداشت نہیں کر سکتا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی بدچلن عورت کے ساتھ جس سے ارتکاب زنا بعید نہیں زندگی بسر کرنے کی اس کو اجازت کیونکر دی لہٰذا بعض شارحین حدیث نے لا تمنع ید لامس سے یہ مطلب نکالا ہے کہ وہ گھر کی پوری نگرانی نہیں کرتی جو شخص کسی چیز پر ہاتھ ڈالے اسے روکتی نہیں اس تاویل سے ہر شبہ رفع ہو جاتا ہے - ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پانی کی ملحقہ زمین پہ

ابن ابی زید کے نوادر میں ہے کہ ابن نافع نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ چاہ قدیم کی ملحقہ زمین پچاس گز ہے اور چاہ جدید میں پچیس گز۔ مجھے ابن ابی ذئب ابن شہاب سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی خبر دی ہے اشہب نے کہا اور انہوں نے اس حدیث کو سفیان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابن مسیب سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو ذکر کیا ہے کہ کھیتی کے کنوئیں میں ملحقہ زمین پانسو گز ہے ابن شہاب نے کہا مجھے یہ معلوم نہیں کہ کھیتی کے کنوئیں کی ملحقہ زمین حدیث میں ہے یا وہ سعید کے قول سے ہے اور ابن وہب نے اس حدیث کو یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے مسیب سے ذکر کیا اور قدیمی کنوئیں اور نئے کنوئیں میں اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح پہلے ان کے ارد گرد کی زمین مذکور ہو چکی۔ اور کہا کھیتی کے کنوئیں میں ارد گرد کی زمین تین سو گز ہے۔ ابن شہاب نے کہا میں نے سُنا ہے کہ وہ کہتے تھے چشموں کی ملحقہ زمین پانسو گز ہے اور کہا جاتا ہے کہ نہروں کے لئے ہزار گز اور جن کنوؤں سے اونٹ پانی کھینچتے ہیں ان میں تین سو گز اور ابن اشہب ان علماء سے جن کو وہ ملے ہیں بیان کرتے ہیں کہ وہ کم آب چشموں میں جو نرم زمین میں ہوں نو سو گز کا فیصلہ دیتے تھے پس اگر وہ سخت زمین میں ہوتے تو ساڑھے چار سو گز۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم اس وکیل کے بارے میں جو اپنی سپرد کردہ چیز کی خرید فروخت میں نفع کمائے کہ وہ نفع مال والے کا حق ہے

واضحہ میں ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابن مغیرہ نے سفیان ثوری سے انہوں نے ابی حصین سے انہوں نے حکیم بن حزام سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ ایک دینار دے کر بھیجا تاکہ آپ کے لئے اس سے ایک قربانی خریدیں۔ تو انہوں نے قربانی دینار کے عوض خرید کر دو دینار کو فروخت کر دی اور آپ کے لئے ایک اور قربانی ایک دینار میں خرید لی پھر اس کو اور زائد دینار کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو رسول اللہ نے اس (دینار) کو خیرات کر دیا اور ان کے لئے اپنی تجارت میں برکت حاصل کرنے کی دعا کی۔ واضحہ کے

علاوہ دوسری کتابوں میں کہا ہے پھران کی یہ حالت تھی کہ اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس سے بھی نفع اٹھاتے اور یہ مذکورہ حدیث بخاری کی کتاب علامات النبوۃ کے اس باب میں ہے کہ مشرکوں نے آپ سے سوال کیا کہ کوئی معجزہ دکھایا تو آپ نے ان کو شق قمر کا معجزہ دکھایا۔ کتاب ابن شعبان میں ہے کہ عروہ بارقی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دینار دیا کہ اس سے قربانی خریدیں تو انہوں نے اس سے دو قربانیاں خریدلیں پھر ان میں سے ایک قربانی ایک دینار پر بیچ ڈالی اور ایک دینار کی اور قربانی لے آئے۔ راوی نے کہا کہ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ان کو خرید و فروخت میں برکت کی دعا کی پھر اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس سے نفع کما لیتے اور ابن شعبان نے حکیم سے اس کی مانند ذکر کیا ہے بخلاف اس کے جو واضحہ میں حکیم سے واقع ہوا ہے اور حکیم سے زیادہ صحیح وہی ہے جو واضح میں ہے ۔

مسلمانوں کا اجماع ہے ایسے مال کے تقاضے پر وکیل بنانے کے لئے جو موکل کا حق ہو یا ایسے مال کے ادا کرنے پر جو اس کے ادا کرنے والے پر واجب ہو اور اصل اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کارندوں کو مال زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجنا ہے اور آپ کے والیوں کو بھیجنا کہ مسلمانوں کے اموال وصول کریں جو ان کے لئے واجب ہیں اور یہ کہ بلال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخراجات پر (مامور) تھے ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم مختلف امور میں

کسی کے گھر میں نظر کرنا بخاری اور مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں نگاہ ڈالی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک دو شاخہ بچھر تھا جس سے اپنا سر مبارک کھجلا رہے تھے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں اس سے تیری آنکھیں پھوڑ دیتا۔ اذن لینا تو نظر ڈالنے سے پہلے مقرر کیا گیا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی آدمی تم پر بلا اذن نظر ڈالے پھر تم اس کے کنکری مارو اور اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی الزام نہیں ۔

مروان کے باپ کی جلاوطنی اور واپسی یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم بن ابی العاصی کو جو مروان

کا باپ تھا مدینے سے نکال دیا تھا اور وہ طائف کی طرف چلا گیا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت ابوبکرؓ نے اس کو طائف سے بھی نکال دیا اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی مدت بھر اسی طرح مارا مارا پھرتا رہا۔ پھر جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس کو اس سے بھی دور علاقے میں جلا وطن کر دیا جہاں حضرت ابوبکرؓ نے جلا وطن کیا تھا اور وہ حضرت عمرؓ کی خلافت کی مدت پھر اسی طرح رہا پھر جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس کو مدینے میں بلا لیا پھر جب وہ ان کے پاس گیا تو حضرت عثمانؓ نے کہا مرحبا غریب الوطن فریبی کو! مبرد نے اپنی کتاب کامل میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جبکہ آپ نے حکم کو جلا وطن کیا تھا اپنے حصول حکومت وقت اس کو واپس بلا لینے کی اجازت حاصل کر لی تھی اور اس کو فقہا نے روایت کیا ہے ؞

ہدیہ کی واپسی

احمد بن خالد نے ذکر کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ام سلمہؓ کے ساتھ نکاح کیا تو ان کو کہا میں نے نجاشی کی طرف ایک پوشاک اور کچھ اوقیہ مشک بطور ہدیہ بھیجی ہے اور مجھے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی انتقال کر گیا پس اگر وہ مجھے واپس مل گئی تو وہ تمہاری ہے چنانچہ جس طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی ہوا پھر اپنی ازواج میں سے ہر ایک زوجہ مطہرہؓ کو ایک اوقیہ مشک عطا فرمائی اور باقی مشک اور پوشاک ام سلمہ کو عطا کی ؞

امام احمد کہتے ہیں کہ یہ دلیل ہے ہبہ کی واپسی پر جبکہ اس پر قبضہ نہ ہوا ہو اور صدقہ کی واپسی حلال نہیں کیونکہ اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے بخاری میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی مانند ہے جو قے کر کے اس کو چاٹ لے اور یہ مدونہ اور واضحہ میں بھی آیا ہے ؞

آگ کے ساتھ جاندار کو ہلاک کرنے کی نہی

بخاری وغیرہ میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی مہم میں بھیجا اور حکم دیا کہ اگر تم فلاں اور فلاں کو پاؤ (یہ قریش کے دو شخصوں کے بارے میں ان کے نام لے کر فرمایا) تو ان کو آگ کے ساتھ پھونک ڈالو۔ پھر ہم روانگی کے وقت آپ سے رخصت ہونے کو آئے تو فرمایا میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں کو آگ سے پھونک ڈالو مگر آگ کے ساتھ خاص

خداوند تعالیٰ ہی عذاب دے گا پس اگر تم ان کو پکڑ لو تو قتل کر ڈالو اور ان دونوں میں سے ایک ہبار بن اسود اور دوسرا نافع بن عبد عمرو تھا جو بزار نے اپنے مسند میں ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق نے سیر میں ذکر کیا ہے کہ اس کا نام نافع بن عبد شمس فہری ہے وہ دونوں واقعہ بدر کے بعد حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گئے جبکہ وہ مکہ سے مدینہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جا رہی تھیں۔ وہ قریش کے آدمیوں کی ایک جماعت میں مل گئے تھے جو ان کے تعاقب میں تھے پس سب سے پہلے جو ذی طویٰ میں ان کے نزدیک پہنچے وہ ہبار اور اس کا ساتھی تھے اور وہ حاملہ تھیں۔ اونٹ پر ہودج میں بیٹھی تھیں ہبار نے اونٹ کو لکڑی سے مارا تو حضرت زینبؓ گر پڑیں اور ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ ان کا دیور کنانہ ابن الربیع ان کے شوہر ابو العاصی ابن الربیع کا بھائی ان کے ساتھ آیا تھا وہ ان کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھا اور اس کے ساتھ اس کی کمان تھی اور ترکش تھا جب انہوں نے اس کو آ لیا تو اس نے اپنی بھاوج کو اپنے حال پر چھوڑا اور اپنے ترکش کو کھول ڈالا اور کہا واللہ جو شخص بھی میرے قریب آئے گا میں اس کو تیر کے ساتھ چھید دوں گا تو لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور ابو سفیان قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ آیا اور بولا اے شخص اپنے تیر کو روک یہاں تک کہ میں تجھ سے گفتگو کروں پس ابو سفیان آگے بڑھا حتیٰ کہ اس کے پاس جا کھڑا ہوا پھر کہا تم نے اچھا نہیں کیا جو اس عورت کے ساتھ لوگوں کے سامنے علانیہ نکلے۔ حالانکہ تم کو ہماری مصیبت اور ہماری گردش اور جو کچھ محمدؐ کی وجہ سے ہم پر گذری معلوم ہے پس تم اس کی بیٹی کے ساتھ علانیہ لوگوں کے سامنے سے ہمارے روبرو گذرے تو لوگوں نے سمجھا کہ تمہاری یہ دلیری اس ذلت کی قبیل سے ہے جو ہماری پیش آمدہ مصیبت کی وجہ سے ہم کو پہنچی ہے اور یہ ہماری کمزوری اور سستی کی وجہ سے ہے پس خدا کی قسم نہ ہمیں اس کو اس کے باپ سے جدا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ اس بارے میں ہم نے کوئی ہنگامہ برپا کیا ہے لیکن تم اس عورت کو واپس لے جاؤ یہاں تک کہ جب غوغا تھم جائے اور لوگ کہنے لگیں کہ ہم اس کو واپس لے آئے تو پوشیدہ طور سے اس کو نکال لے جانا اور اس کے باپ کے ساتھ جا ملانا چنانچہ ایسا ہی کیا بعد ازاں وہ چند راتیں مکہ میں رہیں یہاں تک کہ جب چرچا تھم گیا تو وہ ان کو رات کے وقت لیکر نکلا یہاں تک کہ ان کو زید بن حارثہ

اوران کے ساتھی کے حوالہ کیا اور وہ دونوں اس کے ساتھ نکلے تھے اور ان غاروں میں سے کسی میں چھپ رہے تھے۔ پس دونوں ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے ؂

شہر طائف کا محاصرہ

سیر میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں جس پر پہلی مرتبہ منجنیق کو استعمال فرمایا وہ اہل طائف ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی ایک جماعت دبابہ[1] کے نیچے داخل ہوئی پھر وہ اس کے ساتھ طائف کی فصیل پر حملہ آور ہوئے تاکہ اس کو توڑ ڈالیں تو بنو ثقیف نے لوہے کی سلاخیں آگ میں گرم کر کے ان پر گرائیں وہ اس کے نیچے سے نکلے تو بنو ثقیف نے ان پر تیر پھینکے اور بہت سے آدمی مار ڈالے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے انگور کے باغ اجاڑ دینے کا حکم دیا لوگ ان کو کاٹنے کے لئے چل پڑے اور ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ طائف کی طرف آگے بڑھے اور آواز دی کہ اے بنو ثقیف ہم کو امن دو حتیٰ کہ ہم تم سے گفتگو کریں تو ان دونوں کو انہوں نے امن دیا۔ انہوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو پکارا تاکہ ان کے پاس آئیں اور وہ ان کے گرفتار ہونے سے ڈرتے تھے تو وہ آئیں، ان میں آمنہ بنت ابوسفیان بھی جو عروہ بن مسعود کے نکاح میں تھی اس سے اس کا بیٹا داؤد بن عروہ بن مسعود تھا۔ ابن ہشام نے کہا ہے کہ ام داؤد میمونہ بنت ابی سفیان کو کہا جاتا ہے جو ابی مرہ بن عروہ بن مسعود کے نکاح میں تھی تو اس سے اس کا بیٹا داؤد بن ابی مرہ پیدا ہوا جب وہ عورتیں ان کے پاس آئیں تو ان دونوں کو ابن اسود ابن مسعود نے کہا اے ابا سفیان اور اے مغیرہ! کیا تم کو اس سے بہتر چیز کی طرف رہنمائی نہ کروں جس کے لئے تم آئے ہو۔ بنو اسود کا مال وہاں ہے جہاں تم کو معلوم ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے اور طائف کے درمیان ایک وادی میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے جس کو وادی عقیق کہا جاتا ہے۔ طائف میں کوئی مال بنی اسود کے مال سے زیادہ بھاری رشوت کے قابل یا زیادہ گرانباری والا یا بوجھی مالداری کے لائق نہیں ہے اگر محمدؐ نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تو وہ ہمیشہ کے لئے ان کی گذراوقات نہیں کرائے گا پس اب دونوں حضرات ان

[1] دبابہ منجنیق کی قسم ایک قلعہ شکن آلہ ہوتا تھا۔ اب قلعہ شکن توپوں نے اُن آلات کو معطل کر کے دُنیا سے نابود کر دیا۔ ۱۲

Marfat.com

سے گفتگو کریں کہ خواہ اس کو اپنے لئے مسخر کر لیں یا اللہ کے لئے اور قرابت کے لحاظ سے اس کو چھوڑ دیں اور بلاشبہ ہمارے اور ان کے درمیان وہ قرابت ہے جو غیر معلوم نہیں رہ سکتی۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے طائف کو ان کے لئے چھوڑ دیا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اقامت کے دوران میں بحالیکہ آپ طائف کا محاصرہ کئے پڑے تھے کچھ غلام آپ کے پاس اُترے اور اسلام لے آئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا۔ اہل طائف کی ایک جماعت نے بعد اس کے کہ وہ اسلام لاچکے ان غلاموں کے بارہ میں گفتگو کی تو آپ نے فرمایا وہ اللہ کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

حلم وکرم کی اعلیٰ مثال بخاری میں ہے کہ مروان اور مسور بن مخرمہ نے عروہ کو خبر دی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا جبکہ ہوازن[1] کا وفد مسلمان ہو کر آیا اور انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ ان کے اموال اور قیدی واپس دیئے جائیں تو حضور نے فرمایا میرے ساتھ[2] وہ لوگ ہیں جن کو تم دیکھ رہے ہو اور میرے نزدیک پسندیدہ بات وہ ہے جو سچ ہو پس تم دو قسموں میں ایک کو اختیار کر لو۔ یا مال یا قیدی اور میں تمہارا منتظر تھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ اوپر دس راتیں انکا انتظار فرمایا جبکہ طائف سے علیحدہ ہوئے پس جب ان پر روشن ہو گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دونوں قسموں میں سے صرف ایک کو واپس کرینگے تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم اپنے قیدی چھڑا لینا چاہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پھر اللہ کی ثنا کی جس کا وہ اہل ہے پھر فرمایا۔ امابعد تمہارے بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی ان کو واپس دیئے جائیں پس جو شخص تم میں سے بخوشی ایسا کرنا چاہے وہ کرے اور جو شخص یہ پسند کرے کہ وہ اپنے حصے پر ہے حتیٰ کہ ہم اس کو اسکا حصہ پہلے مال غنیمت سے دینگے جو اللہ ہم کو عطا فرمائے گا تو

---

[1] جنگ حنین میں اسلامی فوج کے حریف مقابل بنو ہوازن اور بنو ثقیف تھے۔ بنو ثقیف بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہو گئے اور بنو ہوازن قید ہو گئے اور ان کا تمام مال بطور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا ۱۲۔ [2] جنگ حنین میں مسلمانوں کے ساتھ مشرکین بھی شامل ہو گئے تھے تب کا مطلب یہی ہے کہ اگر ہمارے ساتھ صرف مسلمان ہوتے تو واپسی اموال وہی پر ان کو راضی کر لینا دشوار نہ تھا۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ کفار بھی ہمارے ساتھ ہیں ان کو کیونکر راضی کیا جائے - ۱۲

وہ ایسا ہی کہے اس پر لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم خوش ہیں آپ نے فرمایا ہم کو یہ معلوم نہ ہوا کہ کون تم میں سے (واپسی کا) اذن دے رہا ہے کون اذن نہیں دیتا پس تم واپس جاؤ۔ حتی کہ تمہارے لیڈر تمہارا معاملہ ہمارے سامنے پیش کریں پس لوگ واپس چلے گئے اور ان کے لیڈروں نے ان سے گفتگو کی پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آئے اور آپ کو خبر دی کہ انہوں نے قیدیوں کو واپس کرنے کا اذن دے دیا ہے۔

(اس واقعہ میں فقہی نکتہ غائب کو کوئی چیز ہبہ کرنا ہے اس کو بخاری نے ذکر کیا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوامر و نواہی

علماء کا اختلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوامر اور نواہی میں اصحاب ظاہر اور بعض اہل حدیث نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوامر فرض ہیں اور آپ کے نواہی حرام ہیں۔ انہوں نے آپ کے قول کو قرآن کی مانند ٹھہرایا ہے دوسرے کہتے ہیں کہ آپ کے اوامر اس تفصیل پر ہیں جس پر علماء نے ان کو لیا ہے پس جس کو فرض پر محمول کیا ہے وہ فرض ہے اور جس کو سنت پر محمول کیا ہے یا مستحب پر وہ ایسا ہی ہے اور آپ کے نواہی حرام ہیں۔ اور یہی مذہب امام مالکؒ کے شاگردوں کا ہے اور یہ احادیث اس کی تائید کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے جاگے تو چاہیے کہ اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھوئے قبل اس کے کہ ان کو اپنے وضو کے برتن میں داخل کرے کیونکہ کوئی تم میں سے یہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے اور آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو اسے چاہیے کہ ناک جھاڑے اور جو شخص استنجہ کو جائے تو اپنے ساتھ طاق ڈھیلے لے جائے۔ حالانکہ خواب سے اٹھتے وقت ہاتھ دھونا اور ناک جھاڑنا اکثر علماء کے نزدیک فرض نہیں ہے اور آپ کے اس قسم کے بہت سے اوامر ہیں جو فرض نہیں ہیں۔ جیسے آپ کا ارشاد کہ جب امام کہے سمع اللہ لمن حمدہ تو تم کہو ربنا لک الحمد۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب امام کہے ولا الضالین تو تم کہو آمین۔ اور جب تم موذن کو اذان دیتے سنو تو جو کچھ موذن کہتا ہے تم بھی کہو اور جیسے آپ نے دروازہ بند کرنے مشک کا منہ باندھنے برتن ڈھکنے چراغ گل کرنے کا حکم دیا ہے اور جیسے آپ کا یہ قول کہ سائل کو دو اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور جیسے آپ کا یہ قول کہ جب تم میں سے کوئی جوتی پہنے تو دائیں پاؤں سے شروع کرے یہ تو آداب و پسندیدہ باتیں ہیں اور نبی صلے

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو اس میں سے جس قدر تم کر سکو اتنا بجا لاؤ اور جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو سب سے باز آؤ اور مالک رحمۃ اللہ کے مذہب کی تائید کرنے والی باتوں میں سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر اس تفصیل پر ہیں جیسے کہ انکو صحابہ رضی اللہ عنہ نے حاصل کیا ہے وہ ہے جو ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے پھر ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ کیا بات ہے کہ میں تم کو اس سے روگردانی کرتے دیکھتا ہوں اللہ میں تمہارے سامنے اسکو پیش کر رہا ہوں اور آنحضرت علیہ السلام کا جمعہ کے دن غسل کرنیکا حکم فرمانا اور صحابہؓ نے اسکو فرض پر عمل نہیں کیا اور آپکا منع فرمانا انگور و خرما کے مخلوط نچوڑ سے اور آپ کا منع فرمانا دودھ و خرما کھانے سے اور ثرید کی چوٹی میں سے کھانے سے اور راستے پر آخر شب میں فرو کش ہونے سے اور اسی قسم کی آنحضرت علیہ السلام کی نواہی اور آنحضرت علیہ السلام کی جن نواہی کو علماء نے حرام پر محمول کیا ہے انمیں سے سونے کو چاندی کے عوض میعاد پر بیچنے سے آپکی نہی ہے اور پھلوں کو بیچنے سے آپ کی نہی حتی کہ وہ پکنے لگیں اور دانے کو بیچنے سے آپ کی نہی یہاں تک کہ وہ پک جائے اور پیٹ کے بچے کو بیچنے سے اور بیعانے کے سودے سے اور تر کھجوروں کو درخت کے اور پھر خشک کھجوروں کے عوض بیچنے سے اور بٹائی پر زمین دینے سے اور حصہ پر زراعت کرانے سے اور آپ کا منع فرمانا چوپایوں کو صبر کے پیاسے باندھنے سے اور صورت بگاڑنے سے اور چوپایوں کو باہم لڑانے سے اور ستاروں کی تعبیر سے اور تصویروں سے مگر وہ جو کپڑے میں اور پاؤں کے نیچے منقش ہوں اور عید الفطر اور عید الاضحی اور شک کے دن روزہ رکھنے سے اور اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں اور آپ کی ان نواہی میں سے جنمیں علماء کا اختلاف ہے آپ کا شغار[1] سے منع فرمانا ہے اور کچلیوں والے درندوں کا گوشت کھانے سے اور روزے کے ساتھ روزہ بلا افطاری و سحری ملانے سے اور ایکلی چادر کو اپنے اوپر لفافہ بنا لینے اور متعہ سے اور قافلے والوں کو سودے کیلئے پہلے جا ملنے سے اور گرانی کی امید پر اناج کو بند رکھنے سے اور کتے کی قیمت سے اور کدو میں اور روغندار برتن میں نبیذ بنانے سے۔ پس اکثر علماء نے انکو حرام پر محمول کیا ہے۔ مگر چادر کو اپنے اوپر لفافہ بنانا جبکہ اس پر اور کپڑا ہو تو وہ بہت خفیف ہے اور اسمیں امام مالکؒ کا قول مختلف ہے پس اگر اس پر اور کپڑا نہ ہو تو وہ حرام ہے کیونکہ اسمیں شرمگاہ ننگی ہوتی ہے اور اسکی تصدیق اس

[1] شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ تم اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دو اسکے عوض میں اپنی بیٹی کا نکاح تم سے کر دیتا ہوں اور مہر کا ذکر نہ ہو۔ ۱۲

Marfat.com

سے ہوتی ہے کہ آپؐ نے ایک کپڑے میں آدمی کو زانو کھڑے کرکے بیٹھنے منع فرمایا جبکہ اسکی شرمگاہ پر اس کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو اور بخاری میں کتاب البیوع میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ آپؐ نے دو قسم کے کپڑوں سے منع فرمایا یعنی چادر کو اپنے اوپر لفافہ بنانے سے اور اس سے کہ آدمی ایک کپڑے میں زانو کھڑے کرکے بیٹھے پھر اسکو اپنے کندھوں پر ڈال لے اور آپؐ کا نمانگی گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمانا ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک اور آپؐ کے دیگر احوال

سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ۔ فاکہی نے کہا ہے کہ جس گھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں متولد ہوئے وہ حجاج کے بھائی محمد بن یوسف کے گھر میں تھا ۔ وہ ہمیشہ اپنی حالت پر رہا حتیٰ کہ دو خلیفوں یعنی موسیٰ اور ہارون کی والدہ اور وہ خیزران میں آئیں ۔ انھوں نے اس کو مسجد بنا دیا جس میں نماز پڑھی جانے لگی اور اس کو گھر کی حیثیت سے خارج کر دیا اور بعض اہل مکہ نے بیان کیا کہ بعض لوگوں نے اس گھر میں سکونت اختیار کی پھر اس سے چلے گئے تو انہوں نے کہا کہ واللہ اس میں ہم کو کوئی آفت نہیں پہنچی نہ محتاجی اور جب ہم اس سے نکلے تو ہم پر زمانہ سخت ہو گیا ۔ عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ مجھ کو میرے والد عباس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا میں نے آپؐ کے پاس رات گزاری تو میں نے آپؐ کو یہ دعا کرتے سنا کہ الٰہی میں تجھ سے تیری خاص رحمت کا سوال کرتا ہوں جس سے تو میرے دل کو ہدایت دے اور اس سے میری پراگندگی کو جمعیت سے بدل دے اور اس سے میری پریشانی کو دجمعی بنا دے اور اس کی بدولت مجھ سے فتنوں کو دور کرے اور اس کے ساتھ میرے حال کو بہتر کر دے اور اس سے میرے غائب کی حفاظت کرے اور اس سے میرے موجود کو بلندی بخشے اور اس سے میرے چہرے کو نورانی کر دے اور اس سے میرے عمل کو پاک کر دے اور اس سے مجھ کو میری راست روی سمجھا دے اور اس سے مجھ کو ہر برائی سے بچا دے ۔ الٰہی مجھ کو سچا ایمان دے اور ایسا یقین جس کے بعد کفر نہ ہو اور ایسی رحمت جس سے میں دنیا و آخرت میں تیرے کرم کا شرف حاصل کروں الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ قضا کے وقت

Marfat.com

کامیابی اور شہیدوں کی مہمانی کا اور اہل سعادت کی زندگی کا اور انبیاء کی رفاقت کا اور دشمنوں پر فتح پانے کا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارھویں رات کو سال فیل بن میسان کی بیسویں تاریخ کو پیدا ہوئے اور پیر کے دن چالیس سال کی عمر میں نبوت سے مشرف ہوئے۔ یہ امام مالکؒ وغیرہ اہل علم کا قول ہے یہ تقی محمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم نے کہا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ پر قرآن مجید کا نزول ہوا۔ تو آپ پینتالیس سال کے تھے امام مالکؒ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی (نبوت کے بعد) مکہ میں تیرہ سال اور مدینہ میں دس سال مقیم رہے اور ابن عبدالبر نے کتاب التمہید میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ ولید بن مسلم نے شعیب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عطا خراسانی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے کہ عبدالمطلب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے ساتویں دن آپ کا ختنہ کیا اور آپ (کی پیدائش) کے لئے ضیافت کی اور آپ کا نام محمد رکھا اور اس روایت میں ہے جو ابن وضاح سے کی گئی ہے کہ قریش نے پوچھا تم نے اس کا نام محمد کیوں رکھا اور اپنے نام اور اپنے آباء کے ناموں کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے کہا تا کہ اہل آسمان و اہل زمین ان کی تعریف کریں۔

مؤطا وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تین سحولی پارچات میں کفن دیا گیا جن میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ تھا اور کہا جاتا ہے کہ ایک اُن میں یمنی چادر تھی اس کو ابن ابی زید نے نوادر میں ذکر کیا ہے اور سحول یمن کے دیہات سے ایک گاؤں ہے اور حضرت عائشہؓ نے کہا ہے کہ ان میں ایک وہ کپڑا ہے جس میں آپ بیمار ہوئے تھے اس کو ابن مفرج نے ابو منصور محمد بن سعد سے انہوں نے سفیان بن موسیٰ سے انہوں نے ایوب سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے اور جب لوگوں نے غسل کا ارادہ کیا تو چاہا کہ آپ کی قمیص اُتاریں جو آپ نے پہنی ہوئی تھی تو ایک آواز آئی کہ قمیص نہ اُتارو پھر آپ کو غسل دیا گیا بحالیکہ وہ آپ پر موجود رہی۔

واضحہ وغیرہ میں ہے کہ زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلے

اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور آپ کو قبر میں داخل کیا وہ عباسؓ، علیؓ ابن ابی طالب اور فضلؓ بن عباسؓ اور شقرانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے اور شقرانؓ کا نام صالح تھا۔ شعبی نے کہا کہ چوتھے عبدالرحمٰنؓ بن عوف تھے اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ چوتھے اسامہؓ بن زیدؓ تھے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ علیؓ بن ابی طالب اور عباسؓ اور فضلؓ بن عباسؓ اور قثمؓ بن عباسؓ اور اسامہؓ بن زیدؓ اور شقرانؓ مولئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی نے آپ کے غسل کا کام سرانجام دیا اور یہ کہ علیؓ ابن ابی طالب نے آپ کو اپنے سینے کے ساتھ سہارا دیا اور عباسؓ اور فضلؓ اور قثمؓ ان کے ساتھ آپ کے پہلو بدلتے تھے اور اسامہؓ اور شقرانؓ آپ پر پانی ڈالتے تھے اور حضرت علیؓ آپ کو غسل دیتے تھے بحالیکہ آپ پر قمیص تھی۔ اس کے اوپر سے آپ کا بدن ملتے تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن تک ان کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا اور حضرت علیؓ کہتے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ آپ بحالت زندگی اور بحالت وفات کس قدر پاکیزہ ہیں اور آپ کو سعید بن خیثمہ کے کنوئیں سے غسل دیا گیا جو قبا میں تھا جس کو بیئر القدس کہا جاتا ہے ۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دو صحاری کپڑوں اور ایک یمنی چادر میں کفن دیا گیا ان میں آپ کو لپیٹا گیا اور موطا میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن وفات پائی منگل کے دن دفن ہوئے اور لوگوں نے اکیلے اکیلے آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔ کوئی ان کی امامت نہیں کرتا تھا کچھ لوگ کہتے تھے کہ منبر کے پاس دفن ہوں۔ دوسرے کہتے تھے بقیع میں۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ آئے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ کوئی نبی دفن نہیں ہوا مگر اس مکان میں جہاں اس نے وفات پائی چنانچہ آپ کے لئے قبر کھودی گئی اور مدینے میں قبر کے ماہر دو شخص تھے ایک لحد نکالتا تھا اور دوسرا لحد نہیں نکالتا تھا۔ لوگوں نے کہا ان میں سے جو پہلے آئے وہی اپنا کام کرے وہ شخص آیا جو لحد بناتا تھا اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے لحد بنائی۔ موطا کے سوا (دوسری کتابوں) میں ہے کہ لحد بنانے والے ابوطلحہ انصاری تھے اور جو لحد نہیں بناتے تھے ابوعبیدہ بن الجراح تھے ۔

یہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بستر اُٹھایا گیا اور اس کے نیچے آپ کی قبر کھودی گئی پھر لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوئے۔ پہلے مردوں نے آپ پر یکے بعد دیگرے نماز پڑھی جب وہ فارغ ہو گئے تو عورتیں آئیں جب عورتیں فارغ ہوئیں تو لڑکے آئے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا ۔:

مختصر ابن ابی زید میں آخر کتاب الجامع میں ہے کہ ابن عقبہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اللہ آپ کو شرف و بزرگی بخشے) حضرت عائشہؓ کے گھر میں اور ان کی نوبت میں اور ان کے سینے[1] پر جبکہ چاشت کا وقت ذرا شدت پکڑ گیا وفات پائی۔ امام مالکؒ نے کہا پیر کے دن جبکہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گذر چکی تھیں اور منگل کے روز دفن کئے گئے اور کہا گیا ہے کہ زوال آفتاب کے وقت دفن کئے گئے اور لوگ آپ کی قبر میں اُترے اور کہا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ اسامہؓ اور اوسؓ بن خولی تھے اور آپ کا مرض حضرت میمونہؓ بنت حارث کے گھر میں بدھ کے روز جبکہ ماہ صفر کی دو راتیں باقی تھیں شروع ہوا۔ پھر حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے پاس بیمار ہوئے یہاں تک کہ وفات پائی۔ اللہ کا درود و سلام ہو آپ پر ۔:

وجہ تالیف فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن فرج نے کہا ہے کہ جس بات نے مجھے اس کتاب کے مرتب کرنے پر آمادہ کیا یہ تھی کہ میں نے ابو بکر بن ابی شیبہ صاحب مسند رحمۃ اللہ کی تصنیفات میں سے ایک کتاب دیکھی - جس کا عنوان "کتاب اقضیۃ الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم" تھا اور اس میں تھوڑے سے فیصلے ہی ذکر کئے ہیں وہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے اور میں نے اس روایت میں دیکھا جو ابو محمد باجی نے احمد بن خالد سے کی ہے انہوں نے ابن وضاح سے کہا کہ میں نے ابو بکر بن ابی شیبہ کو کہتے سنا ہے کہ ہم نے ان واقعات کو دیکھا جن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا یا فیصلہ کرنے کا حکم دیا تو ہم کو ایک سو حدیث سے زیادہ نہیں ملی۔ تو میں نے مناسب سمجھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو تلاش کروں ان سے برکت حاصل کرنے اور ان کی محبت کی وجہ سے اور ان کی پیروی کے لئے اور

---

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت حضرت عائشہؓ کے سینے سے سہارا لگائے ہوئے تھے - ۱۲ :

Marfat.com

آپ کے اوامر ونواہی سے آگاہ ہونے کے لئے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو چیز پیغمبر تم کو دیں وہ تو لے لیا کرو اور جس سے تم کو منع کریں اس سے دست کش رہو (الحشر ۶) اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی آفت آپڑے یا ان پہ کوئی دردناک عذاب نازل ہو (النور ۹۶)۔

پس مَیں ان فیصلہ جات کو ذیل کی کتابوں سے اخذ کیا ہے۔ مؤطا[1] تالیف امام مالک بن انس رحمۃ اللہ ہے۔ تفسیر[2] ابن سلام۔ معانی[3] القرآن زجاج۔ نحاس[4]۔ مفضل[5]۔ الاحکام[6] اسماعیل القاضی ابہری[7]۔ صحیح بخاری[8]۔ مسلم[9]۔ مصنف[10] عبدالرزاق۔ سنن[11] ابی داؤد۔ سنن[12] نسائی۔ مسند[13] ابن ابی شیبہ۔ مسند[14] بزار۔ سیرت[15] ابن ہشام۔ شرح[16] الحدیث ابی عبید۔ خطابی[17]۔ الکامل[18]۔ مدونہ[19]۔ مختصر[20] مدونہ۔ مستخرجہ[21]۔ واضحہ[22]۔ نوادر[23]۔ کتاب[24] ابن شعبان۔ دلائل[25] اصیلی۔ احکام[26] ابن زیاد۔ تاریخ[27] ابن ابی خیثمہ۔ شرف[28] المصطفٰے۔ کتاب[29] الاموال ابی عبید۔ کتاب[30] الاموال اسماعیل قاضی۔ کتاب[31] محمد بن نصر المروزی۔ تفسیر[32] الموطا ابن مزین۔ داؤدی[33]۔ قنازعی[34]۔ یہ کل چونتیس کتابیں ہیں۔

والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ علٰی سیّدنا محمد خاتم النبیّین وسلم تسلیماً ط۔

محمد رمضان کاتب بازار ستھاں۔ لاہور

(رشید محمد شاہ ایم۔اے پرنٹر پبلشر نے دین محمدی پریس لاہور سے چھپوا کر اقبال اکیڈمی موچی دروازہ لاہور سے شائع کی۔)

Marfat.com

وَمَا آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا

دربارِ رسول ؐ کے فیصلے

یعنی

نزاعات و خصومات کے وہ فیصلے جو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صادر فرمائے

مترجمہ

ابو العرفان حکیم محمد عبد الرشید نقشبندی

(افسر الاطباء - بہاولپور)

اقبال اکیڈمی

سرکلر روڈ - بیرون موچی دروازہ - لاہور

قیمت مجلد پارچہ چار روپے آٹھ آنہ ——— قیمت مجلد کاغذ تین روپے آٹھ آنہ